SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Thursday, August 07, 2008

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at fifty seven minutes past ten in the morning with Mr. Presiding Officer (Senator Dr. Safdar Ali Abbasi) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

انّ المصدّقین و المصدّقت و اقرضوا اللّٰہ قرضًا حسنًا یضٰعف لھم و لھم اجرٌ کریمٌ۔ والّذین اٰمنوا باللّٰہ و رسلہٖ اولٰئک ھم الصّدّیقون والشھدآءُ عند ربّھم لھم اجرھم و نورھم والّذین کفروا وکذّبوا بایٰتنآ اولٰئک اصحب الجحیم۔

ترجمہ: بے شک صدقہ و خیرات دینے والے مرد اور صدقہ و خیرات دینے والی عورتیں اور جنہوں نے اللہ کو قرض حسنہ کے طور پر قرض دیا ان کے لیے (صدقہ و قرضہ کا اجر) کئی گنا بڑھا دیا جائے گا اور ان کے لیے بڑی عزت والا ثواب ہوگا اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے، وہی لوگ اپنے رب کے نزدیک صدیق اور شہید ہیں، ان کے لیے ان کا اجر (بھی) ہے

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Thursday, August 07, 2008

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at fifty seven minutes past ten in the morning with Mr. Presiding Officer (Senator Dr. Safdar Ali Abbasi) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

انّ المصدّقین و المصدّقت و اقرضوا اللّٰہ قرضًا حسنًا یضٰعف لھم و لھم اجرٌ کریمٌ۔ والّذین اٰمنوا باللّٰہ و رسلہٖ اولٰئک ھم الصّدّیقون والشھدآءُ عند ربّھم لھم اجرھم و نورھم والّذین کفروا وکذّبوا بایٰتنآ اولٰئک اصحب الجحیم۔

ترجمہ: بے شک صدقہ و خیرات دینے والے مرد اور صدقہ و خیرات دینے والی عورتیں اور جنہوں نے اللہ کو قرض حسنہ کے طور پر قرض دیا ان کے لیے (صدقہ و قرضہ کا اجر) کئی گنا بڑھا دیا جائے گا اور ان کے لیے بڑی عزت والا ثواب ہوگا اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے، وہی لوگ اپنے رب کے نزدیک صدیق اور شہید ہیں، ان کے لیے ان کا اجر (بھی) ہے

اور ان کا نور (بھی) ہے اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہی لوگ دوزخی ہیں۔

(سورۃ الحدید، آیات ۱۸ تا ۱۹)

Leave of Absence

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جزاک اللہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ پہلے میں leave applications پڑھ دیتا ہوں ۔ میر اسرار اللہ خان زہری مصروفیات کی بنا پر مورخہ چار تا چھ اگست اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے، اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: رضاصاحب۔

سینیٹر میاں رضا ربانی (قائد ایوان): Order of the day میں جو رپورٹس ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، میرا خیال ہے پہلے یہ کر لیتے ہیں ۔ رپورٹس اس کے بعد اور speeches اس کے بعد ۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: کچھ دوستوں نے request کی ہے ۔ ایک دو points of order ہیں ۔ وہ کر لیں ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: کرنل طاہر مشہدی صاحب۔ آپ کا آئٹم نمبر ۲ جی ۔

Presentation of Reports

Senator Col. (Rtd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi : I, the Chairman, Committee on Rules of Procedure and Privileges move that under sub Rule (1) of Rule 171 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, the delay in presentation of report of Committee on Privilege Motion moved by Senator Hafiz Abdul Malik Qadri regarding failure of Political Agent, Khyber Agency to keep him

abreast of the investigation process after assassination of four members of his family, be condoned till today.

Mr. Presiding Officer: It has been moved that under sub-Rule (1) of Rule 171 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, the delay in the presentation of report of the Committee on the Privilege Motion moved by Senator Hafiz Abdul Malik Qadri regarding failure of Political Agent, Khyber Agency to keep him abreast of the investigation process after assassination of four members of his family, be condoned till today.

(The motion was carried)

Mr. Presiding Officer: The motion is carried. Next Item No. 3.

Senator Col. (Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi: I, Chairman, Committee on Rules of Procedure and Privileges to present the report of the Committee on the Privilege Motion moved by Senator Hafiz Abdul Malik Qadri regarding failure of Political Agent, Khyber Agency, to keep him abreast of the investigation process after assassination of four members of his family.

Mr. Presiding Officer: The report stands presented.

Senator Col. (Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Thank you Sir.

Mr. Presiding Officer: Next item No. 4.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, I beg to lay before the Senate the Securities and Exchange Commission of Pakistan Annual

Report 2007, as required under sub-Section (6) of Section 25 of the Securities and Exchange Commission of Pakistan Act, 1997

Mr. Presiding Officer: The papers stand laid. Raza sahib; before we come to the

points of order کے، سینیٹرز دوستوں کے Motion under Rule 194 تھے - سب سے پہلے بیگم سعدیہ عباسی -

Point of Order: Salary Package and Conduct of MD, PTV.

Senator Saadia Abbasi: Mr. Chairman, I will seek your indulgence on two points and I will try to go through them as quickly as possible. Mr. Chairman,

which relates to the present Chairman of Pakistan Television یہ ہے پہلا ایشو July 1st, 2008, "The News" International میں اس حوالے سے Corporation. Sir کی خبر کا ریفرنس دوں گی جس میں انہوں نے ان کے package کے بارے میں بتایا، جو ساڑھے آٹھ لاکھ روپے سے exceed کرتا ہے اور اس میں ایک ایسی clause بھی شامل ہے جس کے بارے میں پتا ہی نہیں ہے کہ اس سے جو income ہو گی، اس میں سے ان کو کتنا ملے گا - دوسرا، نیوز انٹرنیشنل کی ایک اور خبر ہے The Prime Minister not apprised of fact of DMD issue. MD, PTV sticks to his gun. Sir, this relates to the speech of the Prime Minister and the manner in which the whole process was boost up and it caused great embarrassment to the Prime Minister اس پر انکوائری کی اور پرائم منسٹر نے جس صاحب کو ایم ڈی، پی ٹی وی کے عہدے سے ہٹایا تھا، PTV, MD defies کی خبر ہے پوسٹ اس کے بعد جناب! کل کیا - reinstate ان کو it relates to how he is abusing his اور جناب! بات یہ ہے Prime Minister's order office. Sir, it relates to the functioning of the most important Corporation

of Pakistan, which is Pakistan Television Corporation. اور ایک شخص جو اس کو اپنی private domain بنا لے' یہ میری سمجھ سے باہر ہے - اس ہاؤس میں اس ایشو کو raise کرنا اس لیے ضروری ہے کہ this issue is causing intense embarrassment to the government and to the functioning of the Pakistan Television Corporation.

This issue needs to be handled. This issue needs to be rectified اور جتنے ایشو Whether it relates to the pay package whether it relates to the اس میں ہیں defiance of the orders of the Prime Minister, whether it relates to the functioning of the Pakistan Television Corporation for the benefit of the People of Pakistan, for the benefit of the Government of Pakistan. اس ایشو کو carelessly جس طرح handle کیا جا رہا ہے' یہ غلط ہے۔

Point of order: Illegal Extradition of Dr. Afia Siddiqui.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، میرے خیال میں گورنمنٹ سے اجازت لے لیں - آپ کا پوائنٹ آ گیا ہے۔

سینیٹر سعدیہ عباسی: جناب دوسرا میرا ایک اور ایشو ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی- اسی سے related ہے یا کچھ اور ہے؟

سینیٹر سعدیہ عباسی: نہیں- یہ بات میں نے کر دی ہے- I hope کہ اس پر حکومت کی طرف سے کوئی جواب آئے گا - جناب دوسرا ایشو does not relate to one individual, it relates to the sovereignty of Pakistan, it relates to rights of the citizens of Pakistan that is the detention of Dr. Afia Siddiqi and yesterday she was presented in a court in the United States وہاں اس جج نے پوچھا کہ بگرام' افغانستان سے ان کو چوبیس گھنٹے میں یہاں کس طرح لے آئے؟ اس نے مزید کہا کہ بروکلین سے میری کورٹ میں لوگوں کو لانے میں چوبیس گھنٹے سے زیادہ لگ جاتے ہیں - آخر ایسی کون سی مجبوریاں تھیں' یا آخر ایسے کون سے پریشر تھے یا ایسی کون سی necessity تھی کہ اتنی جلدی

ان کو یہاں پیش کیا گیا ؟ Sir, it relates to the life and security and to the rights of the individual of Pakistan, of the citizen of Pakistan, ان کو پتا نہیں کس طرح پاکستان سے اٹھا کر افغانستان لے جایا گیا اور افغانستان سے ان کو پھر امریکہ لے جایا گیا۔ اس ایشو کو حکومت پاکستان should take up and اگر ان کا کوئی جرم تھا بھی، جس کے بارے میں امریکن اخبارات نے لکھا ہے کہ 90 lbs کی ایک عورت how did she try and overpower an American officer یا جو ان کو interrogate کر رہے تھے۔ ان کے بارے میں پچھلے کئی مہینوں سے خبریں آ رہی ہیں کہ ان کو وہاں imprison کیا گیا ہے اور ان کو torture کیا گیا۔ سب سے پہلے یہ خبر ایک British journalist نے دی۔ اس لیے یہ جو issue ہے it should be taken up at the highest level and extradition ہوتی ہے between one country and other country, between the citizen of one country and other country. ان کو یہاں سے اٹھا کر افغانستان لے جایا گیا اور یہ ان کی اپنی پوزیشن ہے کہ ہم ان کو افغانستان سے لے کر وہاں گئے ہیں۔ افغانستان سے ایک پاکستانی شہری کو کس طرح extradite کیا جا سکتا ہے؟ یہ ہماری سمجھ سے باہر ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، اس پر پروفیسر ابراہیم صاحب بھی کچھ بولنا چاہتے ہیں۔ پروفیسر صاحب، عافیہ صدیقی کے حوالے سے آپ کا note مجھے ملا ہے، آپ بھی کچھ کہنا چاہ رہے ہیں۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین۔ جناب چیئرمین! سعدیہ بہن نے جو بات کی ہے میں بھی اس کو support کرتے ہوئے مختصراً یہ عرض کروں گا کہ ان کو جو charge sheet دی گئی ہے، اس میں کسی دہشت گرد تنظیم، نام نہاد القاعدہ کے ساتھ کوئی تعلق ظاہر نہیں کیا گیا۔ اس میں یہ کہا گیا ہے کہ غزنی میں Afghan national police نے ان کو گرفتار کیا اور وہ جہاں پر تھی وہاں امریکی فوجی گئے اور اس نے بندوق اٹھائی اور اس سے فائر کرنے کی کوشش کی۔ جناب! یہ بالکل concoction ہے، جھوٹ کا پلندہ ہے اور اصل سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ غزنی کیسے پہنچی۔

یہاں پاکستان کے اخبارات میں ان کا خاندان 2003 سے یہ بار بار پوچھتا رہا کہ وہ لاپتہ ہے' ان کے ساتھ ان کے تین معصوم بچے بھی ہیں۔ ان کو کراچی سے اٹھایا گیا تھا۔ کل کے اخبارات میں ہم نے یہ خبر تو پڑھی کہ حکومت پاکستان نے ان کو Counsellor level access کے لیے کوشش کی ہے لیکن ذرا یہ بتایا جائے کہ حکومت پاکستان کی یہ کوشش کہاں تک کامیاب ہو سکی ہے۔ یہ انسانی حقوق اور ہماری غیرت کا بھی سوال ہے۔ ہمارے سر شرم سے جھکے ہوئے ہیں کہ ہماری ایک بہن' پاکستان کی ایک بیٹی کو یہاں سے حکومت نے اغوا کر کے افغانستان پہنچایا اور وہاں سے امریکی اس کو امریکہ لے گئے ہیں' اس لیے ان کی رہائی کے لیے حکومت بھرپور کوشش کرے اور یہ ہمارے لیے بہت اہم issue ہے۔ بہت شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی رضا صاحب۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جناب' یہ تو پھر debate ہو جائے گی۔ جی کامران مرتضیٰ صاحب۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ: جناب! ایک منٹ لوں گا۔ جناب! ایک تو یہ معاملہ ڈاکٹر عافیہ کا ہے ان کے ساتھ جو کچھ ہوا' ہماری ایجنسیاں جو کچھ کرتی رہی ہیں' جناب! یہ صرف ایک معاملہ نہیں ہے' اسی طرح کے بہت سے معاملات ہیں۔ ڈاکٹر عافیہ کو اٹھایا گیا' ان کو پہلے افغانستان بھجوایا گیا' افغانستان سے اب وہ امریکہ پہنچ گئی ہیں۔ جناب! اسی طرح سے بہت سی مسلمان خواتین اور مرد اٹھارہ فروری سے پہلے جو regime تھا' ان کے دور میں امریکہ کے حوالے کیے گئے اور جناب! یہ معاملہ اتنا آسان نہیں ہے کہ اس کو میری بہن سعدیہ take up کرے پھر میرے بھائی پروفیسر صاحب اور میں اس پر بات کروں اور ادھر سے رضا بھائی کا جواب آ جائے۔ جناب! اس پر کوئی ایسی special committee ہونی چاہیے جو یہ investigate کرے کہ کیا ہوتا رہا ہے۔ جناب! یہ ظلم کیوں ہوتا رہا ہے؟ کس طرح اپنے ملک کے شہری اٹھا کر بیچے جاتے رہے ہیں' اس کے against پیسے وصول کیے جاتے رہے ہیں۔ اس کا ذکر تو جنرل صاحب کی کتاب میں بھی ہے۔ اس سے بڑی دلالی کیا ہو گی کہ آپ حکومتوں کی سطح پر دلالی کرتے ہیں'

آپ اپنا ایک شہری اٹھا کر دیتے ہیں۔ یہ تاریخ میں جناب! پہلی دفعہ ہوا ہے کہ اس طرح کی دلالی حکومتوں نے کی ہو۔ افراد تو شاید کرتے رہے ہیں۔ ایل کانسی کو اٹھا کر دے دیا' کسی دوسرے کو' تیسرے کو دے دیا مگر یہ جو حکومتوں نے کیا ہے' یہ پہلی دفعہ ہوا ہے۔ جناب! اس دلالی پر serious notice لینا چاہیے۔ وہ ہماری بہن اس وقت custody میں ہے' وہ بجا طور پر ہمدردی کی مستحق ہے۔ اِن کی statement بھی آنی چاہیے۔ حکومت کا stand بھی آنا چاہیے اور جناب! اس کی مدد بھی ہونی چاہیے۔ مگر یہ جو کچھ ہو رہا ہے مجھے امید نہیں ہے کہ یہ اس طرح سے رک جائے گا اور صرف ان کے ساتھ نہیں ہو رہا جناب۔ ایک طرف تو ہم دوسرے ملکوں کے حوالے کرتے رہے ہیں اور دوسری طرف بلوچستان میں بہت سے لوگ اسی طرح custody میں ہیں اور وہ غائب ہیں۔ ہم اس پر ہمیشہ بات کرتے رہے ہیں لیکن اس کا کوئی result نہیں نکلا۔ بلوچستان کے ایک ہزار کے لگ بھگ لوگ گم ہو گئے ہیں اور جو امریکہ کے حوالے کیے ہیں' وہ اس سے زیادہ ہیں۔ جناب! ان لوگوں کے دلوں میں اس ملک کے لیے کیا جذبات پیدا ہو رہے ہوں گے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، ریحانہ صاحبہ' آپ بھی کچھ کہنا چاہتی ہیں۔

Senator Rehana Yahya Baloch: What has happened to Dr. Aafia and I support the move which has been here

ان کا کیس concerned committee کو بھیجا جائے اور ہم گورنمنٹ سے توقع رکھتے ہیں کہ اس کی رپورٹ ہمیں دی جائے گی۔ Thank you

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، رضا صاحب' میں سمجھتا ہوں کہ یہ issue missing persons کے حوالے سے کافی عرصے سے چل رہا ہے اور I think یہ جو کیس سامنے آیا ہے' یہ بہت زیادہ دل ہلا دینے والا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ please ذرا اس پر گورنمنٹ کا view بتائیں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب چیئرمین! دو points of order اٹھائے گئے ہیں۔ جہاں تک پہلا point of order ہے جس کا تعلق PTV سے ہے' میں یہ assure کر دوں

I am not aware of the pay package but I can find it out and try to have that information by tomorrow. The government and the ministry is cognizant of this and the matter is in hand and *Inshallah* it shall be resolved in the very near future. We are aware of its implications and that will be taken care of.

جہاں تک ڈاکٹر صاحبہ کے مسئلے کا تعلق ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ

it is indeed a very sad situation but let me make it abundantly clear for the record that this kidnapping took place prior to our government. It took place some times in 2003 when the coalition government was not in existence and it is continued till then. She has now all of a sudden surfaced and she has now surfaced due to the legal litigation that was undertaken by members of her family in the United States and as a consequence of the cases that had been filed over there. The present Pakistan government does not approve the policy of kidnapping its citizens in such a manner. We have always condemned this and we continue to condemn this even today. As far as the merits of the case are concerned, for the moment I will not go into the merits of the case but I would suffice it to say that

پاکستان کی جو موجودہ حکومت ہے، اس نے اس بات کا notice لیا ہے اور Foreign Minister نے امریکی حکام سے بھی اس سلسلے میں رابطہ کیا ہے اور پاکستان نے وہاں پر یہ demand بھی کی ہے کہ Counsellor access حاصل ہو۔ جیسے جیسے مزید معلومات ملیں گی اور میں آج Foreign Office سے update لے کر، کوشش کر کے، کل صبح کے session میں جو latest position ہے، وہ آپ کے سامنے رکھوں گا کیونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ ایک نہایت ہی سنگین مسئلہ ہے اور لوگوں کو اس بارے میں تشویش ہے اور اس بارے میں اس

House کو بھی تشویش ہے۔

جناب! جہاں تک کمیٹی کا تعلق ہے تو میں آپ کے توسط سے اس House کو آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ جہاں تک missing persons کا تعلق ہے تو already SenateStanding Committee on Human Rights جس کے چیئرمین ایس ایم ظفر صاحب ہیں' اس نے اس issue کا cognizance لیا ہوا ہے اور وہ ان issues کو دیکھ رہے ہیں۔ بلوچستان کے مسئلے پر بھی آپ کو یاد ہو گا کہ coalition کی جو جماعتیں ہیں' جب ہم اپوزیشن میں تھے' اس وقت بھی ہم نے اس بات کو condemn کیا تھا کہ بلوچستان میں جو سیاسی لوگوں کو اغوا کیا گیا ہے۔ ابھی بھی Minister of Interior کی ایک کمیٹی تشکیل دی ہوئی ہے جو اس بات کی تحقیقات کر رہی ہے اور جو کوشش کر رہی ہے کہ وہ لوگ' جو missing ہیں ان کو بازیاب کرایا جائے۔ میں اس پر بھی up date لے کر کہ وہ بات کہاں تک پہنچی ہے' کوشش کر کے صبح آپ کو بتا دوں گا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میں سمجھتا ہوں کہ اگر آپ مناسب سمجھیں تو ڈاکٹر عافیہ صدیقی کا particular مسئلہ بھی Human Rights Committee کو refer کر دیا جائے اور وہ بھی اس کو----

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب! Human Rights Committee کے پاس ڈاکٹر عافیہ کا already ہے اور انہوں نے اس کا cognizance لیا ہوا ہے and it is pending with them اس کے بارے میں ایک میٹنگ ہو چکی ہے اور انہوں نے اس میں کچھ action تجویز کیا ہوا ہے and it is already before the Human Rights Committee.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میرے خیال میں سعدیہ بی بی اور پروفیسر صاحب! کیوں کہ یہ issue already Human Rights Committee میں موجود ہے اگر آپ لوگ بھی اپنا کوئی point دینا چاہتے ہیں یا وہاں پر کچھ take up کرنا چاہتے ہیں تو آپ بھی اس proceedings کو join کر سکتے ہیں' میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ: میرا خیال ہے کہ کوئی time fix کر دیں کیونکہ Human

Rights Committee نے ایک سال سے ایک congizance لیا ہوا ہے اور جناب! ایک سال میں اس کی کوئی progress نہیں ہوئی ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، کامران صاحب! میرے خیال میں مناسب ہو گا کہ Chairman of Human Rights Committee یہاں موجود ہوں، ہم ان سے discuss کر سکتے ہیں۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ، جناب! pend کر دیں، وہ آ جائیں پھر اس کے بعد بات کرتے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، یہ بتائیں کہ Chairman Human Rights Committee کون ہیں؟

سینیٹر کامران مرتضیٰ، جناب! ظفر صاحب ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، ایس۔ ایم ظفر صاحب ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر وہ آج آ جاتے ہیں تو ان کے ساتھ آج discuss کر کے یہ کہا جا سکتا کہ آپ اس issue کو کسی time کے لیے رکھیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایس۔ ایم ظفر صاحب آ جائیں تو ہم ان سے بات کرنے کے بعد کوئی فیصلہ کریں تو مناسب ہو گا۔ جی بلور صاحب۔

سینیٹر الیاس احمد بلور، اصل میں لوگوں کو kidnap کیا گیا تھا اور لوگوں کو بلوچستان سے اور ادھر ادھر سے اٹھایا گیا تھا، وہ ان کی Government نے اٹھایا تھا، وہ اس لیے linger on کر رہے تھے۔ اب وہ Government ختم ہو گئی ہے، ہو سکتا ہے کہ وہ جلدی اس کا کوئی فیصلہ کر دیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، Notice arttribute نہیں کرتے اور جیسے ہی ظفر صاحب آ جائیں تو پھر ان سے بات کرتے ہیں۔ جناب مندوخیل صاحب! ایک منٹ اس issue کو مکمل کر لیں، آپ کا کوئی اور issue ہے۔ اچھا، please, آپ ذرا بیٹھیں۔ جی سعدیہ صاحبہ۔

Senator Saadia Abbasi: Sir, I would like to express my thanks to the Leader of the House for the manner in which he has addressed this

issue and appreciate his gesture. Thank you Mr. Chairman.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، جی مندوخیل صاحب۔

Point of Order: 'Atta' Crisis in Balochistan.

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل، جناب چیئرمین! اس وقت ہمارے ملک میں اہم مسئلہ غلہ، گندم اور آٹے کا بحران ہے اور قحط کی حالت ہے۔ ابھی internal threats to the security of the country کے موضوع پر بات ہو گی تو اس میں ان مسائل پر بھی بات ہو گی۔ جناب! اس کا ایک اہم حصہ یہ ہے کہ ہمارے صوبے میں بالخصوص district قلعہ عبداللہ کے عوام کو غلہ اور آٹا نہیں پہنچ رہا جو بھی اصول طے تھا کہ districts کا کوٹہ ہو گا۔ ان اصولوں کے تحت بھی اس district کو بہت کم کوٹہ دیا گیا، جتنی ان کی پہلے آبادی تھی، اس کے مطابق 36000 بوریاں تھیں جبکہ نیا system شروع نہیں ہوا تھا، چمن اور دالبندین کی دو تحصیلیں ہیں، ڈوبہ اچکزئی اور چمن کی دو تحصیلیں ہیں، ان کے لیے 36000 بوریاں تھیں، ان کو کم کر کے 18000 بوریاں کر دیں ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، مندوخیل صاحب! میرے خیال میں یہ provincial Government quota دیتی ہے۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل، جی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، یہ صوبائی Government quota دیتی ہے۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل، لیکن مجموعی طور پر اس وقت مسئلہ ہے، Federation کے ذریعے صوبوں تک غلے کا مسئلہ ہے، وہ نہیں دیا جاتا۔ اس میں اہم بات یہ ہے کہ جو لوگ اپنے گھر کے لیے ایک، دو بوریاں، ایک، دو من خریدنے کی کوشش کرتے ہیں، اس کو اپنے گھروں کو لے جانے کے لیے FC chains والے نہیں چھوڑتے۔ یہ بہت اہم مسئلہ ہے۔ جہاں تک border پر smuggling کا تعلق ہے تو وہ FC کے cover میں، FC کی آڑ میں وہ کام جاری ہے۔ جناب والا! اس کا ہمارے عوام سے کوئی تعلق نہیں ہے، وہ مکمل FC کی chain ہے۔ مشاہد حسین صاحب کی پارلیمانی کمیٹی نے فیصلہ کیا، recommend کیا کہ شیلا باغ

کی chain ختم کی جائے لیکن وہ بھی ہے اور اس کے علاوہ اور chains بھی ہیں۔ لہذا' FCاور دوسرے اہلکار غلہ smuggle کرتے ہیں اور اپنے لیے پیسے لیتے ہیں اور ہر post کی اپنی ایک قیمت ہے' اس کے مطابق FC اور دوسروں کو مقرر کیا جاتا ہے۔

جہاں تک عوام کا تعلق ہے' آپ آج اگر پتا کریں تو وہاں پر شیلا باغ اور ان علاقوں میں باقاعدہ ہڑتال ہے' roads بند ہیں۔ جناب والا! میری عرض یہ ہے کہ اس حوالے سے خصوصی طور پر مرکزی Government کو direct کیا جائے کہ قلعہ عبداللہ' دالبندین' ڈوبہ اچکزئی' قلعہ عبداللہ proper اور گلستان کی تحصیلیں ہیں کہ ان کا جو صحیح کوٹہ ہے' وہ دیا جائے اور راستے میں FC والے یا Government کے دوسرے اہلکار عوام کو تنگ نہ کریں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، شکریہ مندوخیل صاحب۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل، جناب والا! یہ House اس کا cognizance لے اس کے لیے میری تجویز ہو گی کہ یہ standing committee کے حوالے کیا جائے تاکہ وہ اس کی صحیح طور پر مکمل inquiry کرے کہ جو عوام کو مسائل درپیش ہیں۔ اس کے بعد جو دوسرے مسائل ہیں' ان سب کو دیکھ کر' تول کر عوام کے بارے میں کوئی صحیح طور پر فیصلہ کرے اور عوام کی مدد کی جا سکے۔ جناب والا! ورنہ بہت زیادہ مشکلات ہیں اس کا notice لینا چاہیے اور اس کو حل کرنا چاہیے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، شکریہ جی۔ آپ اس issue پر بولنا چاہتے ہیں۔

سینیٹر الیاس احمد بلور، جناب! یہ بڑا important ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، نہیں' میرا مطلب ہے کہ آٹے کا issue ہے' جی بتائیں۔

سینیٹر الیاس احمد بلور، جناب چیئرمین---

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، کیونکہ debate بھی شروع کرنی ہے تو last ہے۔ نہیں اس کے بعد ہمارا جو agenda ہے۔

سینیٹر الیاس احمد بلور، جی جناب۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، اس پر بھی آنا ہے تو آپ اپنا point جلدی سے کر لیں۔

سینیٹر الیاس احمد بلور، جناب! صرف دو منٹ بات کروں گا۔ جناب! اس ملک کی بڑی بدقسمتی ہے، ہماری coalition party ہے اور پنجاب میں ان کی Government ہے۔ پنجاب نے اس وقت پختونخواہ، بلوچستان اور سندھ تینوں صوبوں کے لیے open market سے گندم خریدکر لے جانے پر completely پابندی لگائی ہوئی ہے جو Article-151 (2) کی بالکل خلاف ورزی ہے، آئین کی خلاف ورزی ہے، Constitution of Pakistan کی خلاف ورزی ہے۔ میں اس House کی وساطت سے یہ request کرتا ہوں کہ ہم ان سے کوئی subsidy نہیں مانگتے ہیں، ہم کہتے ہیں کہ open market میں گندم پڑی ہے، ہمیں اس کو خریدنے کی اجازت دی جائے کہ ہم لے جائیں۔ وہ کہتے ہیں کہ آپ آٹا لے لیں، وہ اپنی ملوں کو چلا رہے ہیں، ہمارے پختونخواہ صوبے کو 6000 tons مل رہا ہے، کچھ آٹا بلوچستان میں جارہا ہے۔ بلوچستان میں اور پختونخواہ میں already unemployment ہے، industry نہیں ہے، ہماری labour تباہ ہو رہی ہے اور میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ خدارا! یہ غیرآئینی کام ہے، یہ ہمارے colleagues ہیں، ہمارے ساتھی ہیں، ہمارے دوست ہیں، coalition partners ہیں، ان کی Government ہے، یہ بالکل غیر آئینی کام ختم کیا جائے۔ ہم subsidy نہیں مانگ رہے، ہمیں تینوں صوبوں کو اجازت دی جائے کہ وہ open market سے گندم لے جائیں اور اپنی ملوں کو چلائیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، ٹھیک ہے بلور صاحب thank you very much. جی رضا صاحب۔ آٹے کے حوالے سے ہے۔

سینیٹر میر ولی محمد بادینی، جی آٹے کے حوالے سے ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، ایک اور point ہے، جی last point of order ہے، ہم نے اس کے بعد agenda پر جانا ہے، this is the last point of order. بادینی صاحب۔

سینیٹر میر ولی محمد بادینی، شکریہ، جناب چیئرمین صاحب! بہت اچھا موضوع ہے

بلور صاحب نے جو فرمایا کہ پنجاب بلوچستان اور Frontier دونوں کو آٹا دے رہا ہے' اگر آپ وہ آٹا laboratory پر لے جائیں' میرا خیال ہے کہ آدھے سے زیادہ سوکھی روٹی کا ہے' صاف نہیں ہے' اس میں گند پڑا ہوا ہے لیکن لوگ مجبور ہیں' خرید رہے ہیں' کھا رہے ہیں۔ ہمیں گندم کیوں نہیں دے رہے؟ وہ بھی صوبہ پاکستان کا ہے' یہ صوبہ بھی پاکستان کا ہے' اپنی flour ملوں کو چلانے کے لیے اور black mailing کے لیے یہ کیوں کر رہے ہیں۔

میرا دوسرا point یہ ہے کہ ربانی صاحب نے فرمایا کہ missing persons کے لیے کر رہے ہیں' کیا کر رہے ہیں؟ آپ کی agencies نے Governor اور وزیر اعلیٰ کو جواب دیا ہے کہ ہمارے پاس کوئی بندہ نہیں ہے۔ ہمیں سمجھ نہیں آتی کہ بندے زمین کھا گئی یا آسمان کھا گیا' کدھر گئے۔ جس بندے سے بیزار ہوتے ہیں اسے مار مار کر نیم مردہ کر کے پھینک دیتے ہیں' آج تک کوئی missing person گورنمنٹ نے دستیاب نہیں کیے کہ ہم خوش ہو جائیں۔ پچھلی گورنمنٹ خراب تھی' جیسی بھی تھی مگر اس گورنمنٹ نے کیا کیا ہے؟ ہم رضا ربانی صاحب سے اس کا جواب مانگتے ہیں' وہ مہربانی کر کے ہمیں مطمئن کریں کیونکہ لوگ ہم سے پوچھ رہے ہیں اور ہم کیا جواب دیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، ٹھیک ہے۔ جی رضا صاحب۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب! basic issue آٹے کا تھا۔ جو تکلیف سینیٹر مندوخیل صاحب نے بلوچستان میں نقل و حرکت کی بتائی' اس کے بارے میں' میں صرف اتنا کہوں گا کہ جیسے انہوں نے کہا ہے کہ اس کو Standing Committe کو بھیج دیا جائے تو to that extent, I have no objection کہ ان کا جو بلوچستان کا مسئلہ ہے' اس کے لیے اس کو Standing Committee میں بھیج دیا جائے-----

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، رضا صاحب ان کے دو issues تھے' ایک تو ان کا آٹے کی shortage کے بارے میں تھا اور دوسرا border smuggling کا تھا کہ جو ہو رہی ہے۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، میں دوسرے issue پر آ رہا تھا۔ فاضل ممبر پختونخواہ نے بھی آٹے کا issue اٹھایا۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں Federal Government اس مسئلے

issue Prime سے cognizant ہے، کوئی غیرقانونی یا غیرآئینی کام نہیں ہو رہا۔ ایک Minister کے level پر بھی take up کیا گیا، ECC میں بھی یہ issue take up ہوا ہے۔ جو Inter Provincial Coordination منسٹری اور کمیٹی ہے اس میں بھی take up ہوا ہے۔ صوبہ پنجاب نے یہ بات assure کی ہے کہ وہ یہ کوٹہ بالکل دے رہے ہیں اور دینے کے لیے تیار ہیں لیکن مسئلہ صرف transportation کا آ رہا ہے بلکہ صوبہ پنجاب نے کہا ہے کہ وہ over and above the quota بھی دینے کے لیے تیار ہیں۔ مسئلہ صرف transportation کا ہے، صوبہ پنجاب کہہ رہا ہے کہ آپ اس کو by way of train transport کر لیں and not by way of trucks یہ اس لیے کہا جا رہا ہے اور جس بات کی طرف ابھی honourable member نے بھی نشاندہی کی کہ trucks کے ذریعے آٹے کی smuggling کا اندیشہ ہے اور ہم اس وقت اس بات کے متحمل نہیں ہیں کہ آٹا smuggle ہو۔ ہاؤس نے پھر اس بات کا cognizance دیا ہے اور honourable member from Pakhtoonkhawa and Balochistan نے بھی یہ بات کی ہے۔

So, I will take this matter again with the Inter Provincial Coordination Committee and also bring it once again to the notice of the Prime Minister.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: Meanwhile اگر اس کو refer کیا جائے تو -----

سینیٹر میاں رضا ربانی: مندوخیل صاحب کا جو مسئلہ ہے اگر اسے refer کر دیں تو I have no objection.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: I think مندوخیل صاحب نے جو point قلعہ عبداللہ اور FC کے حوالے سے اٹھایا ہے وہ ہم Standing Committee of Food and Agriculture کو refer کرتے ہیں۔ Let's go into next commenced motion.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, Agha sahib would like to move an amendment because we are running now short of time

اورکل جو طے ہوا تھا اس کے مطابق ابھی میری اور آغا صاحب کی بات ہوئی ہے and Agha sahib is very kindly agreed کہ جو دو issues ہیں جیساکہ آج Internal Security ہے اور actually آج price hike بھی شروع ہونا تھا تو we agreed to merge the two issues together and they will be wound up seperately tomorrow by the Minister for Finance, as far as the price hike is concerned and Internal Security پر by myself, as far as the law and order is concerned.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، جی آغا صاحب۔

Senator Kamil Ali Agha (Leader of the Opposition): The House may discuss the Internal Security Situation and prevailing Price Hike in the country.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، میں put کرتا ہوں۔

It has been moved that the commenced motion and the Rule 194 may be suspended, as the House may discuss the Internal Security Situation and Price Hike in the Country.

(The motion was carried)

Discussion on the Internal Security Situation and Price Hike in the country.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، آغا صاحب کون start کرے گا؟

سینیٹر کامل علی آغا، جناب میں start کروں گا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، کامل علی آغا صاحب Leader of the Opposition.

سینیٹر کامل علی آغا، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! آج کل ملک میں تشدد، دہشت گردی اور جرائم بڑھ رہے ہیں۔ پاکستان کی پوری تاریخ اٹھا کر دیکھ لیں، گزشتہ دنوں میں روزنامہ جنگ میں ایک رپورٹ پڑھ رہا تھا کہ مختلف اضلاع میں ڈکیتی، اغوا برائے تاوان اور راہزنی

کے واقعات میں 40% اضافہ تسلیم کیا گیا۔ ایک پریس کانفرنس میں پولیس حکام نے district Rawalpindi میں ایک ماہ میں 63 کروڑ روپے کی ڈکیتیاں تسلیم کیں۔ آپ حیران ہوں گے کہ کراچی میں ایک دن میں تین ڈکیتیاں ہوئیں، ایک ڈکیتی 16 کروڑ روپے کی ہوئی اور دوسری دو کی amount بھی اتنی ہی تھی۔ آپ صبح اخبار اٹھائیں روزانہ اغواء برائے تاوان کی ایک شہ سرخی آپ کو ضرور ملے گی۔ Electronic media ایک دن میں تین، تین چار چار واقعات اغواء برائے تاوان کے highlight کر رہا ہے۔عام شاہراہوں پر عوام محفوظ نہیں۔ اگر آپ at large دیکھیں تو سوات میں کیا ہو رہا ہے۔ میں کل ہی ایک channel دیکھ رہا تھا کہ سوات کو پاکستان اور پوری دنیا میں پھلوں کے حوالے سے ایک شہرت حاصل ہے۔ ایک آڑھتی یہ بیان کر رہا تھا کہ میں روزانہ 24 ٹرک یہاں سے دوسرے صوبوں کو روانہ کرتا تھا اور اس کا سٹور بھی دکھایا جا رہا تھا۔ بے شمار فروٹ وہاں گل سڑ رہا تھا۔ حالات یہ ہیں کہ عام آدمی جس کا گزارہ پھلوں کی کاشت پر تھا وہ آج پریشان حال ہے۔ باغوں کے اندر پھل گل سڑ رہے ہیں۔ Law and Order کی situation ایسی ہے کہ عام شہری سفر نہیں کرسکتے۔ بے یقینی ہے۔ عام شہری کئی کئی دن سڑکوں پر گزارنے پر مجبور ہیں۔ جناب! یہ کہا جاتا تھا کہ وزیرستان کے اندر آپریشن بند کیا جائے، آج بیک وقت اس ملک کے اندر چھ، سات آپریشن چل رہے ہیں۔ دہشت گردی کے متعلق بڑا واویلا تھا، بڑا شور تھا کہ اس آپریشن کو بند کیا جائے۔ ہم آئیں گے تو بہت بڑی تبدیلی لے کر آئیں گے۔ دعویدار اس بات کے تھے کہ یہ پالیسی سراسر غلط پالیسی ہے۔ آج اگر آپ دیکھیں تو دوہزار گنا زیادہ مضبوطی کے ساتھ اس پالیسی کو آگے بڑھایا جا رہا ہے۔ ایک طرف مذاکرات کا ڈھونگ رچایا جاتا ہے تو دوسری طرف آپریشن پر آپریشن کیے جا رہے ہیں۔ عام زندگی کا یہ عالم ہے کہ لوگ پولیس کی کارکردگی سے اتنے مایوس ہو چکے ہیں کہ وہ اب خود ڈاکوؤں کو پکڑ کر زندہ جلا دیتے ہیں۔

جناب والا! یہ blame game کی بات نہیں ہے۔ حقائق یہ ہیں کہ عام آدمی موجودہ حکومت سے مایوس ہو گیا ہے۔ ایک طرف تو سو دن کے لیے جو وعدے کیے گئے تھے، ان میں سے ایک بھی پورا نہیں کیا گیا اور دوسری طرف اس ملک کے اندر غیر یقینی کی صورتحال اتنی ہے کہ کوئی پالیسی، کوئی کام، کوئی حکم سرے نہیں چڑھ پاتا۔ روز ایک فیصلہ کیا جاتا ہے اور

روز اسے واپس لیا جاتا ہے۔ پاکستان کے اندر غیریقینی صورتحال کی وجہ سے میں سمجھتا ہوں قیمتیں آسمان کو چھو رہی ہیں۔مسائل اتنے بڑھ رہے ہیں کہ عام آدمی کا جینا مشکل ہو چکا ہے اور اس ابہام کی وجہ سے ' غیریقینی کی وجہ سے مسائل بڑھتے چلے جا رہے ہیں اور حکومت میں شامل جماعتوں کے اتحاد کے پاس صرف ایک ہی فقرہ ہے۔ اگر آپ کہیں میڈیا میں دیکھ لیں' عام بحث میں دیکھ لیں تو ایک ہی جواز ہے کہ ہمیں law and order یہ دہشت گردی' یہ مہنگائی ورثے میں ملی ہے۔

جناب چیئرمین! افسوسناک بات یہ ہے کہ اس ورثے کو ذاتی اکاؤنٹ سمجھ کر ' ذاتی جائیداد سمجھ کر بڑھانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ مہنگائی بھی اسی طریقے سے بڑھائی جا رہی ہے جیسے اپنی جائیداد بڑھائی جا رہی ہے' اپنے اکاؤنٹس بڑھائے جا رہے ہیں۔ وہی طریقہ مہنگائی بڑھانے کا بھی استعمال کیا جا رہا ہے۔وراثت کی جو بات تھی وہ اگر آپ صرف آٹے کو دیکھ لیں تو جو آٹا 265 ' 280 ' 285 روپے میں بیس کلو کا تھیلا ملتا تھا اس وراثت کو بڑھا کر اب ساڑھے پانچ سو تک لے جایا جا رہا ہے اور آج بھی آپ نے دیکھا کہ ممبران سینیٹ یہی واویلا کر رہے تھے کہ چلیں کسی قیمت پر ملے تو سہی ' فراہم تو کر دیا جائے۔

جناب چیئرمین! ٹی وی کے ایک پروگرام کے اندر ایک اشتہار پیش کیا جا رہا تھا اور اس میں از راہ مذاق یہ کہا جا رہا تھا کہ اب آٹا ساشے کی صورت میں انعام کے طور پر ملا کرے گا۔ اس ملک کے اندر صرف آٹے کی یہ حالت ہے۔ ہر شہر کے اندر فراہمی اور قیمت کا معاملہ ' دونوں آپ کے سامنے ہیں۔ آپ دیکھیں کہ قلت کس طریقے سے بڑھ رہی ہے۔ ضرورت کی چیز ' استعمال کی' عام آدمی یا انسان جس کے بغیر نہیں رہ سکتا خوراک کی قلت اس طریقے سے اس ملک میں بڑھ رہی ہے۔ ایک مذاق بنا ہوا ہے۔ روز ایک چیز کی قیمت بڑھ جاتی ہے اور کوئی پوچھنے والا نہیں۔ کل دس فیصد ایل پی جی بڑھا دی گئی ہے ایک دن کے اندر۔ وزیر صاحب نے اعلان کیا کہ اس کے اندر 13 روپے اضافہ کیا جا رہا ہے اور تھوڑی دیر کے بعد اس کی تردید آئی اور پندرہ دن کے اندر وہ تردید بھی غلط ثابت ہوئی۔ تیرہ روپے تو وہ بڑھ گئے اب ایل پی جی کے اندر بھی کل دس فیصد اضافہ آپ کے سامنے آ گیا۔ ابھی پندرہ دن پہلے بھی اضافہ کیا گیا تھا اور ایک مافیا کو یہ اختیار دے دیا گیا ہے کہ جب چاہیں وہ قیمت بڑھا سکتے ہیں۔ جناب والا! ہر شعبہ

ٹھیکے پر دیا جا رہا ہے۔ عوام کے بارے میں سوچنے کا وقت نہیں۔ تین دن سے دو بڑی اتحادی جماعتیں بیٹھی ہوئی ہیں لیکن ایک لفظ بھی پاکستان کے عوام کی بھلائی اور مہنگائی کے لیے زیر بحث نہیں آیا۔ لوگوں کی توجہ ہٹانے کے لیے نئے نئے ڈھونگ رچائے جا رہے ہیں۔ کبھی ججوں کے بارے میں سوچ بچار کی جاتی ہے کہ کیسے بحال کیے جائیں اور کبھی صدر کے مواخذے کی بات ہو رہی ہے لیکن عوام کے بارے میں سوچنے کے لیے ان کے پاس ایک منٹ بھی نہیں ہے۔ پوری دنیا میں پچھلے ایک ہفتے کے اندر تقریباً 27 سے 30 ڈالر crude oil سستا ہوا ہے لیکن یہ بغیر سوچے اس میں 40% کا اضافہ حج کے سفر کے لیے کرتے ہیں۔ اس ضمن میں یہ جواز بنا رہے ہیں کہ تیل مہنگا ہو گیا ہے۔ جناب! -/63000 روپے کا اضافہ حج میں کر دیا گیا ہے۔ جس دن وزیر صاحب حج پالیسی کا اعلان فرما رہے تھے صرف اس دن internationally 7 dollars کا فرق پڑا لیکن وزیر صاحب عوام کو بتا رہے تھے کہ -/63,000 روپے کا اضافہ ضروری ہے کیونکہ تیل کی قیمت میں internationally اضافہ ہو گیا ہے۔ کیا یہ قوم کے ساتھ مذاق نہیں ہے؟ جناب! یہ اپنی اس غلطی کا اظہار تک نہیں کرتے کہ ہم سے غلطی ہو گئی۔ جناب! ایسا کرنے سے تاجر حضرات اور مافیا کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے کہ وہ ہر چیز میں 40% اضافہ کر دیں۔ ہم نے جناب! اس سے پہلے وزیروں کو مہنگائی کا ایسا جواز پیش کرتے کبھی نہیں دیکھا تھا اور صرف یہ کہتے ہیں کہ مہنگائی کو control کرنا ہے۔ آج ہر چیز کو مہنگا کرنے کے لیے سرکاری سرپرستی ہو رہی ہے۔ اب تو جناب والا! یہ جواز بھی ختم ہوگیا ہے کہ پچھلے 30 دن کے اندر تیل کی قیمت میں کمی ہوئی اور یہ خوشخبری عوام کو ملی لیکن یہ بھی چند دنوں کے اندر ہوا میں اڑا دی گئی۔ وزیر صاحب نے کہا کہ پانچ روپے کچھ پیسے ہم تیل سستا کریں گے' 3.25 روپے ڈیزل سستا کریں گے لیکن آخر میں ایک فقرہ کہہ دیا کہ اس کا فائدہ عوام کو نہیں ہو گا۔ اس کا فائدہ حکومت کو ہو گا۔ جناب چیئرمین! یہ عوام کو relief دینے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ جناب! یہ قیمت تو ایک منٹ میں بڑھاتے ہیں۔ ایک سمری 5.30 روپے قیمت بڑھانے کے لیے جاتی ہے لیکن اس کے جو final order ہوتے ہیں وہ 11.30 روپے کے ہوتے ہیں۔

جناب! میں رپورٹ پڑھ رہا تھا کہ 3.37 rupees subsidy بقایا تھی لیکن 11.30 روپے کا اضافہ کر دیا گیا۔ جناب! جواز پیش کیا جاتا ہے کہ لندن اور جرمنی کے اندر تیل کی

قیمت یہ ہے۔ یہ پاکستانی عوام کی capacity کا مقابلہ لندن، آسٹریلیا اور جرمنی جیسے ملکوں کے عوام کے ساتھ کرتے ہیں۔ تنخواہوں میں یہ 10% اضافہ کرتے ہیں اور 20% دوسرے ہاتھ سے لے لیتے ہیں۔انہوں نے سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں 20% اضافہ کیا اور GST15% سے 16% کر دی، وہ اضافہ کدھر گیا؟ انہوں نے پٹرول، آٹے کی قیمتوں میں اضافہ کر دیا، سوئی گیس کی قیمت میں 21% اضافہ کر دیا۔ Loadshedding تین گھنٹے سے بڑھا کر 18 گھنٹے کر دی۔ بجلی کی قیمت میں 16.50 % اضافہ کر دیا۔ یہ کیا کر رہے ہیں؟ مہنگائی کے لیے اتنی سرکاری سرپرستی دنیا میں کسی ملک میں نہیں ہو گی اور اس کی کہیں مثال نہیں ملتی۔

جناب چیئرمین! ان حالات میں ایک عام آدمی کدھر جائے، law and order کی بری situation ہے، مہنگائی کا یہ حال ہے۔ جناب! عام آدمی کی زندگی اجیرن ہو کر رہ گئی ہے۔ یہ چار ماہ میں کیسی وراثت آگے بڑھا رہے ہیں۔ آپ ڈالر کو دیکھیں، کہا جا رہا تھا کہ ہم اس کو control کر لیں گے۔ چند دنوں کے لیے ڈالر کی قیمت مصنوعی طور پر گرانے کی کوشش کی گئی لیکن وہ پھر واپس 74 اور 75 کی طرف جا رہا ہے۔ انڈسٹری اس ملک میں پہلے ہی برباد ہو کر رہ گئی ہے۔ پورے پورے شہر ہڑتالوں پر جا رہے ہیں۔ ظاہر ہے جب خود حکومت احتجاجی جلوس نکالے گی تو پھر ہر کسی کا دل چاہے گا کہ وہ اپنے مطالبے میں پیش پیش ہو اور وہ اس ذریعہ کو استعمال کرے جو حکومت خود حکومت میں ہوتے ہوئے استعمال کرتی ہے۔ لوگوں کو سڑکوں پر لانے کی بات کرتی ہے۔ کوئی محکمہ اٹھا کر دیکھ لیں، بے چینی ہی بے چینی ہے۔ پی ٹی سی ایل والے سڑکوں پر پھر رہے ہیں، انڈسٹری والے سڑکوں پر پھر رہے ہیں۔ اب تو بے چارے میڈیا والے بھی سڑکوں پر پھر رہے جو بڑے ذوق و شوق کے ساتھ کاندھوں پر اٹھا کر اس حکومت کو اقتدار میں لے کر آئے تھے۔ ان کے ساتھ جو ہو رہا ہے اس کی نشاندہی پچھلے دو دن میں اس ہاؤس میں ہوئی۔

جناب چیئرمین! میں یہ سوچنے پر مجبور ہوں کہ یہ سب کچھ کیا کسی پروگرام کے تحت کیا جا رہا ہے؟ کیا عام آدمی کی زندگی کسی سوچے سمجھے منصوبے کے تحت مشکل کی جا رہی ہے؟ کیا ثابت کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے؟ میں یہ سمجھنے سے بالکل عاری ہوں کہ اس طریقے سے گذشتہ 120 دنوں کے اندر یہ ایک مہم شروع کی گئی اور پروان چڑھائی گئی۔ بس ایک فیصلہ

نظر آتا ہے کہ ہر چیز کی قیمت آسمان کو چھونی چاہیے' یہ کوشش ہورہی ہے۔ کوئی حکومتی کوشش ایسی نظر نہیں آرہی کہ جس سے کہا جائے کہ عوام کو سہولت فراہم کی جائے۔ کوئی ایک کوشش، کسی محکمے، وزیراعظم، کسی وزیر اعلیٰ کی طرف سے نظر نہیں آتی۔ بس ایک شوق ہے کہ کہیں بارش ہو، پانی کھڑا ہوجائے تو جا کر تصویر اتروالی جائے، وہ بھی سفید کپڑے پہن کر۔

جناب، اگر آپ دھماکوں کو دیکھیں تو ایک شہر کے اندر، ایک دن میں نو دھماکے، یعنی مقابلہ شاید اس طرف چل رہا ہے کہ وراثت کو ہر شعبے کے اندر بڑھانا ہے۔ جو وراثت ہم نے دی تھی وہ الحمدللہ باوجود اس کے کہ دنیا کے اندر مہنگائی واقعی بڑھ رہی تھی، بڑا پریشر تھا لیکن ہماری حکومت نے جو ان کے نزدیک بدترین کام کیا، وہ یہ تھا کہ ہم عوام کو بذریعہ سبسڈی سہولت دے رہے تھے۔ آج یہ کہا جاتا ہے کہ جناب! بڑا ظلم کیا گذشتہ حکومت نے اور وہ ظلم کیا تھا کہ عوام کو سبسڈی دی جارہی تھی۔ سستی چیزیں فراہم کی جارہی تھیں۔ ناکام حکومت تھی، سبسڈی دے رہی تھی۔ یہ کامیاب حکومت ہے جو عوام کو مہنگائی دے رہی ہے۔ عوام کا جینا دوبھر کررہی ہے، یہ کامیاب حکومت ہے۔

کیا نحوست پھیل گئی ہے اس ملک میں؟ سمجھ نہیں آرہی کہ 16.50 بلین ڈالرز کا سرمایہ اور اس کے باوجود وہ ناکام حکومت سبسڈی بھی دے رہی تھی اور یہ کیسی نحوست ہے کہ جناب! سات آٹھ بلین ڈالرز اس کھاتے میں سے کم بھی ہوگئے، سبسڈی بھی بند ہوگئی، عوام کے پیٹ کاٹ کر ان کو مہنگائی دی جارہی ہے، سبسڈی چھینی جارہی ہے لیکن اس کے باوجود وہ assets بھی کم ہورہے ہیں، وہ سرمایہ بھی کم ہورہا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ حقائق کچھ اور ہیں۔ یہ جو ابہام، confusion اور حکومت کی غیر یقینی صورتحال ہے، یہ جو law and order کی situation ہے اس کی وجہ سے سرمایہ آ نہیں رہا اور سرمایہ کاری ہو نہیں رہی۔ ایک رپورٹ آپ نے پڑھی ہوگی کہ عقیل ڈیڈی صاحب کہتے ہیں کہ 20 ارب ڈالر Karachi Stock Exchange سے نکل گئے اور دوسری رپورٹ 40 ارب ڈالر کے بارے میں ہے۔ ایک رپورٹ 1.57 بلین کی بھی ہے کہ وہ بھی شاید کوئی NRO کے تحت release ہوئے ہیں اور کہیں بیرون ملک گئے ہیں۔ جناب، غریب عوام سے سب کچھ چھینا جارہا ہے۔

میں چار دن پہلے The News میں ایک خبر پڑھ رہا تھا کہ ایک Dubai based firm

ہے، ویسے تو لوگوں کو اس کا نام بھی پتا ہے لیکن اخبار نے غالباً یہ سوچا ہوگا کہ پہلے یقین کرلینا چاہیے اس لیے اس کا نام نہیں لکھا، میں بھی اس کا نام نہیں لیتا کیوں کہ جب تک تصدیق نہ ہوجائے نام نہیں لینا چاہیے، ایک Dubai based firm اور ایک پاکستانی بینکر کو NRO کے تحت معافی دی جارہی ہے۔ جناب، آپ NRO اٹھا کر دیکھیں تو اس کے اندر یہ طے تھا کہ ایک پارلیمنٹری کمیٹی ہوگی جو یہ فیصلہ کرے گی کہ کون سا کیس ایسا ہے جو political victimization کے زمرے میں آتا ہے، اس کو سہولت مل سکے گی اس NRO کے تحت لیکن چونکہ غریب عوام کے نام پر ووٹ حاصل کرنے والوں نے غریب عوام کو تو کوئی سہولت دینی نہیں، پتا نہیں کس کھاتے کے اندر اور کیوں ایک سوالیہ نشان ہے کہ وہ حضرات جنہوں نے اس قوم کا سرمایہ لوٹا، دولت لوٹی، ان کو اس قانون کی سہولت میسر آرہی ہے۔ جناب چیئرمین! اس حکومت کی یہ صورت حال نظر آرہی ہے، صرف اور صرف بے یقینی، نہ ملک کی فکر ہے، نہ اس ملک کے غریب عوام کی فکر ہے اور نہ کوئی سنجیدگی نظر آرہی ہے۔ ایک ایک وزیر صاحب کے پاس چھ چھ محکمے ہیں اور کوئی فائل پڑھنے کا ان کے پاس وقت نہیں ہے۔ وہ پریس کے سامنے شوق سے آتے ہیں اور کچھ کہہ دیتے ہیں اور اس کے بعد اس کی تردید کرتے ہیں۔ جناب والا اس ایوان کے اندر تین، چار وزراء بیان دے کر بعد میں اس کی تردید کر چکے ہیں۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ حکومت مکمل طور پر ناکام ہو چکی ہے اور allied parties کی قیادت اپنا failure ثابت کر چکی ہے اور جو وعدے کرکے یہ اقتدار میں آئے تھے ان کو نبھانے میں صرف چار ماہ میں ہی اپنی ناکامی ثابت کر چکے ہیں۔ یہاں تک کہ دلچسپی کا اظہار بھی نظر نہیں آتا۔ اگر کوئی tour کرتے ہیں تو وہ بھی پوری دنیا کے لیے ایک مذاق بنتا ہے۔ اس میں بھی سنجیدگی نظر نہیں آتی، مقصد نظر نہیں آتا تو جناب میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس حکومت کو اس سے پہلے کہ غریب عوام سڑکوں پر نکل آئیں، ان کے خلاف واویلا کریں، انہیں اس ملک کی جان چھوڑ دینی چاہیے۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، شکریہ لیڈر آف دی اپوزیشن۔ الیاس بلور صاحب۔

سینیٹر الیاس احمد بلور، Thank you very much Mr. Chairman. میں نہایت احتراماً کچھ عرض کروں گا۔ Leader of the Opposition بڑی خوبصورت تقریر کرتے

ہوئے بہت سی باتیں کہہ گئے ہیں۔ میرا خیال ہے حافظہ اتنا زیادہ کمزور نہیں ہونا چاہیے۔ چار مہینے پہلے یہ لیڈر آف دی ہاؤس نہیں تھے لیکن Minister of State for Parliamentary Affairs تھے اور ایوان میں یہی ہوتے تھے اور کوئی وزیر نہیں ہوتے تھے اور اس ایوان میں ہم نے یہ ساری باتیں کیں جو آج وہ ہمیں بتا رہے ہیں - میں سب سے پہلے تو یہ پوچھتا ہوں law and order کی position پر انہوں نے پہلے بات کی، میں ایک مذاق کی بات کرتا ہوں کہ Don کو نہ کوئی پکڑ سکتا ہے نہ ہی وہ پکڑا جائے گا تو Don تو میرا خیال ہے یہ خود ہی ہیں، معافی کے ساتھ یہ Don ہیں ان کو کون پکڑ سکتا ہے جو مرضی ہے کرتا رہے، کرتا رہتا ہے۔

جناب والا ! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ربیع الاول کے مہینے میں جناب آغا صاحب کی حکومت میں پچاس سنی علما کراچی میں ایک stage پر شہید ہوئے۔ میں یہ پوچھتا ہوں کہ اس کی آج تک انکوائری بھی نہیں ہو سکی۔ اس کا آج تک کسی کو پتا بھی نہیں چل سکا کہ پچاس سنی علما کس نے ایک جگہ پر، ایک سٹیج پر، شہید کیے۔ Law and order کی position تو ان کے زمانے میں بہت اچھی تھی - اتنی اچھی تھی کہ محترمہ عافیہ صدیقی جو بے چاری آج وہاں سڑ رہی ہے انہی کے دور میں یہاں سے اٹھا کر لے جائی گئی اور کابل لے جائی گئی یا جہاں بھی لے جائی گئی تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ جناب لیڈر آف دی اپوزیشن بڑی خوبصورت تقریر کرتے ہیں، میرے بھائی ہیں، دوست ہیں، ساتھی ہیں۔

جناب والا! آغا صاحب این آر او کے بارے میں بات کرتے ہیں تو آئیے بیٹھ جاتے ہیں، حساب کرتے ہیں کہ این آر او میں سب سے زیادہ فائدہ کس پارٹی کو ملا ہے۔ آئیے میرے ساتھ بیٹھ جائیے ، چار آدمی بٹھا دیجیے، این۔ آر۔ او۔ میں سب سے زیادہ فائدہ کس پارٹی کو ملا ہے؟ ہم تو خیر الحمد للہ بیچ میں ہیں ہی نہیں لیکن جن پارٹیوں کو فائدہ ملا ہے ان کے متعلق بیٹھ کر حساب کر لیتے ہیں۔ میں اس پارٹی کا نام نہیں لینا چاہتا جس کو زیادہ فائدہ ملا ہے، بیٹھ کر حساب کر لیتے ہیں۔

(مداخلت)

سینیٹر الیاس احمد بلور، محترمہ پلیز، مجھے interrupt نہ کیا کریں۔ دیکھیں! آپ

میری بہنیں ہیں۔ میں آپ کی بڑی عزت کرتا ہوں۔ جب آپ اکٹھی چھ کی چھ بول پڑتی ہیں تو بری بات ہے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ این آر او کا فائدہ جس کو ملا ہے وہ سب کو پتا ہے ۔ جہاں تک میرے بھائی نے کہا کہ ڈالر کا ریٹ بڑھ گیا ہے ۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ڈالر کا ریٹ بہت بڑھ گیا ہے اور اتنا نہیں بڑھنا چاہیے تھا۔ ہماری بدقسمتی ہے کہ اس ملک میں آج بھی صدر ہاؤس میں وہ شخص جس کو morally 19th February کو resign کر دینا چاہیے تھا' بیٹھا ہوا سازشیں کر رہا ہے اور دو پارٹیوں کو آپس میں کبھی ادھر لے جا رہا ہے' کبھی ادھر لے جا رہا ہے۔ Coalition parties کو جس طرح چلا رہا ہے' جس طریقے سے سازشیں کر رہا ہے اس کی وجہ سے ڈالر کا ریٹ بڑھ رہا ہے ۔ آج اگر وہ وہاں سے چھٹی کر جائے تو انشاء اللہ ڈالر کا ریٹ کم ہو جائے گا۔اور یہی میں آپ کو بتا رہا ہوں مجھے اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ انشاء اللہ اگر آج ہماری کولیشن پارٹیوں کا ایک متفقہ فیصلہ باہر آگیا تو ڈالر کا ریٹ خود بخود گر جائے گا۔ ایک غیر یقینی سی صورت حال ہے۔ دیکھیں! economical certainty اس وقت ہوتی ہے جب political certainty ہو' اس وقت تھوڑی سی political certainty نہیں ہے جس کی وجہ سے ہمیں بالکل failure کہہ دیا جانا' یہ ایک ناجائز سی بات ہے ۔

جناب والا! میں اپنے بھائی سے پوچھتا ہوں کہ یہاں آپ لوگوں نے نو سال تک حکومت کی ہے ۔ نو سال ایک بہت بڑا time ہے اور ہم لوگ چھ سال اس طرف بیٹھے رہے ہیں' چھ سال اس طرف بیٹھ کر ہم ہر بار اس آدمی کو جو یہاں پر پہلے وزیر خزانہ تھا میں اس کا نام نہیں لینا چاہتا اور بعد میں وہ وزیر اعظم بھی تھا اور وزیر خزانہ بھی تھا۔ یہ دنیا گواہ ہے کسی سے پوچھ لیجیے' آغا صاحب خود گواہ ہیں' ہمارے ساتھ تھے' میں اس کو اس وقت بھی کہتا رہا۔

(آوازیں، اس کا نام لیں۔)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : Order in the House. آپ کو موقع ملے گا' اپنے وقت پر بول لیجیے گا۔ اگر وہ نام نہیں لینا چاہتے تو کوئی بات نہیں کسی کی پردہ داری ہے۔ اس پر کسی کو اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔

سینیٹر الیاس احمد بلور : جناب والا! مجھے اپنی ان بہنوں پر بڑا افسوس ہے۔ ابھی

آغا صاحب نے تقریر کی ہے' مجھے یہ بتائیں کہ ہماری طرف سے کسی نے ایک لفظ بھی کہا ہے۔ انہوں نے بھی نام نہیں لیا۔ آپ چھوڑیں۔ انہوں نے بھی دو جگہوں کا کہا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ میں نام لینا نہیں چاہتا۔ آپ نے اس وقت تو کچھ نہیں کہا۔ خدا کے لئے۔ میں نام اس لئے نہیں لینا چاہتا کہ میں اسے شارٹ کٹ عزیز کہتا ہوں۔ پھر آپ شور مچائیں گی۔ اس کو تو شوکت عزیز میں کہنا ہی نہیں چاہتا ہوں۔ میں نام اس لئے نہیں لینا چاہتا جناب چیئرمین! میں اس شخص کا نام اس لئے نہیں لینا چاہتا کہ میں اسے شوکت عزیز مانتا ہی نہیں ہوں۔ میں اسے شارٹ کٹ عزیز مانتا ہوں۔ جو بریف کیس اٹھا کر یہاں سے چلا گیا ہے۔ پاکستان کی دولت کو لوٹ کر۔ میں احتراماً اس کا نام نہیں لینا چاہتا۔ پھر یہ میری بہنیں شور مچائیں گی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، آپ آگے چلیں۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، آگے چلیں۔ Please بی بی۔ آپ آگے چلیں۔ آپ تقریر کریں۔ آپ کیوں اس طرف توجہ دیتے ہیں؟ ہر comment پر تو آپ respond نہ کریں۔

سینیٹر الیاس احمد بلور، جناب چیئرمین! میرے بھائی نے بڑے اچھے الفاظ میں میڈیا کی بات بھی کی کہ میڈیا کے ساتھ یہ ہو رہا ہے' وہ ہو رہا ہے۔ ہاں' "جناح" اخبار کے ساتھ ایک کیس ہوا ہے اور اس کیس کے لئے رضا ربانی صاحب نے بھی اور میں نے بھی "جناح" کے معاف رپورٹر یا انچارج صاحب یہاں بیٹھے ہوں گے' ان کے سامنے کل بھی میں نے SSP کے ساتھ بات کی ہے۔ کیونکہ میں اور کاکڑ صاحب ان کو منا کر لائے تھے۔ یہ تو میڈیا کی بات کرتے ہیں۔ جناب آغا صاحب! میڈیا کے کیمپوں میں ہم بیٹھے رہے ہیں۔ جو ظلم آپ نے میڈیا کے ساتھ کیا ہے۔ آپ ایک دم بھول گئے ہیں۔ ۳ مہینے میں بھول گئے ہیں۔ جو ظلم آپ لوگوں نے میڈیا کے ساتھ کیا ہے اتنی جلدی کیسے بھول گئے ہیں۔ آج آپ مجھے یہ بتائیں کہ "جیو" کے دفتر کے اوپر حملہ میں نے کیا تھا؟ یا coalition Government نے کیا تھا۔ کس نے کیا تھا؟ یہ صحافیوں کو قید کس نے کیا تھا؟ زبان بندی کس نے کی تھی؟ یہ coalition Government نے کی تھی۔ آپ آج میڈیا کی بات کرتے ہیں۔ خدارا بات کرنے سے پہلے آپ کچھ سوچیں۔ آپ

بڑے لیڈر ہیں۔ کافی پرانے سیاسی ورکر ہیں۔ میں خود پشاور سے آکر میڈیا کے ساتھ کیمپوں میں بیٹھا رہا ہوں۔ پشاور میں بھی بیٹھا رہا ہوں اور یہاں پر بھی بیٹھا رہا ہوں۔ میڈیا کے ساتھ ظلم جو آپ لوگوں نے کیا ہے۔ ہاں' ایک آدھا کیس اگر کچھ ہوگیا' پولیس کا کیس تھا۔ حکومت کی طرف سے کچھ نہیں ہوا۔ آپ میڈیا کی بات کرتے ہیں۔ اب میں یہ کہتا ہوں کہ وہ جو Prime Minister صاحب تھے' میں اس وقت ان کے سامنے بھی کہتا تھا' یہاں نثار میمن صاحب بھی گواہ ہیں' سب گواہ ہیں کہ 6%, 7% and 8% تک اس نے growth rate بتایا۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو آدمی نو سال حکومت کرتا ہے اگر اس کی 6% بھی growth rate بنائی جائے تو 63% growth ہوتی ہے' اور 63% growth کرنے کے بعد مجھے یہ بتایا جائے کہ ایک میگا واٹ بجلی پیدا کرنے کے لئے انہوں نے کوئی کوشش کی؟ ایک میگا واٹ بجلی produce کی ہے؟ بتائے ناں مجھے کوئی۔ کیا اس کا یہ right نہیں بنتا۔ کیا اس کی planning نہیں بنتی تھی؟ کیا ان کے دماغ وہاں نہیں تھے۔ Planning Commission والے کیا کر رہے تھے؟ آج کہتے ہیں کہ بجلی کی shortage ہے۔ ہاں' shortage ہے اور ہم خود بجلی کے ہاتھوں مر رہے ہیں۔ سارا پاکستان مر رہا ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ جو نو سال حکمران رہے ہیں انہوں نے ایک میگا واٹ بجلی produce نہیں کی۔ کہتے ہیں کہ ہمارا 63% growth rate ہے۔ 6% بھی لگاؤ تو 54% یا 60% بنتا ہے۔ جس آدمی کا 60% growth rate نو سال میں بنتا ہے' وہ کم از کم ایک میگا واٹ بجلی تو produce کرتا۔ تھوڑی سی vision تو اس میں ہوتی۔ جناب! ان میں ایک ہی vision تھی۔ میں اس ہاؤس کو یہ بتانا چاہتا ہوں ان میں ایک ہی vision تھی stock exchange سے کھیلنا۔ 2005 میں یہاں پر stock exchange flop ہوا اور لوگوں نے اربوں روپے ضائع کئے۔ اس کی انکوائری شروع ہوئی تو اس کا جو چیئرمین تھا طارق خان اس کو چھٹی کے دن نوکری سے نکالا گیا۔ وہ یہ رپورٹ دے رہا تھا کہ اس میں کون کون involve تھا؟ آج تک وہ رپورٹ نہیں آئی۔ میں اپنی coalition Government سے request کروں گا کہ 2005 کی رپورٹ شائع کی جائے کہ اس میں کون کون involve تھا۔ راجہ پرویز اشرف صاحب! یہ آپ نوٹ کرلیں اور جو Finance Minister آئے اس سے کہہ دیں۔ اس میں وہ خود involve تھے اور آج جب وہ یہاں سے گئے ہیں تو اپنے ساتھ بریف کیس لے کر گئے ہیں۔

آپ اس کو یہاں بلائیں۔ وہ آ جائیں اور بات کریں کہ بھاگے کیوں ہیں؟ میں نے کل بھی ایک TV پر کہا ہے کہ مجھے بڑا افسوس ہوتا ہے اور بڑا دکھ ہوتا ہے کہ جنرل مشرف صاحب اس کی باتوں میں کیوں اتنا آتے رہے ہیں۔ یا تو اچھی انگریزی بولتا تھا اس لئے اس کی باتوں میں آتے رہے ہیں یا اس کے ساتھ کچھ لین دین کا مسئلہ ہو سکتا ہے۔ اللہ بہتر جانتا ہے اور میں ایسی بات نہیں کہتا۔

جہاں تک میرے بھائی نے سوات کی بات کی۔ مجھے سوات پر بہت دکھ ہے۔ ہماری پارٹی عدم تشدد کی حامی ہے۔ ہم تشدد پر believe نہیں کرتے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ تشدد مزید تشدد اور نفرتیں پیدا کرتا ہے۔ عدم تشدد سے محبتیں پیدا ہوتی ہیں۔ سوات میں آرمی ایک سال پہلے بھیجی گئی ہے۔ سوات میں ایکشن لیا گیا۔ ایکشن لیں تو صحیح ایکشن لیں۔ Half hearted action لیا گیا تھا۔ اس کے بعد ہماری پشاور کی coalition Government نے ان کو بلایا۔ ان کے ساتھ بیٹھ کر فیصلہ کیا۔ ۱۷ نکات کا ہم نے معاہدہ کیا، جس میں سکولوں کا بھی اور بچیوں کے سکول جانے کا بھی تھا۔ سب کچھ تھا۔ ہم نے اپنی پوری کوشش کی۔ دو، تین مہینے تک معاہدہ ہم لے کر چلتے رہے لیکن پھر اس معاہدے کو توڑا گیا۔ پھر ان میں سے کسی ایک گروپ نے عالم جبہ کا ہوٹل توڑ دیا اور وہ کہتے ہیں کہ یہ معاہدہ ہم نے نہیں کیا، ہمارے کسی دوسرے گروپ نے کیا۔ جس کی وجہ سے آج سوات جل رہا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ صرف سوات نہیں جل رہا ہے، ہمارا پورا پختونخواہ اس وقت جل رہا ہے۔ جلانے والے کون ہیں؟ خدارا سوچئے، آپ لوگ ہیں، آپ لوگوں نے وہاں فوج بھیجی۔ آپ لوگوں نے وہاں پر یہ سارا کچھ کیا۔ چیئرمین صاحب! یہ طالبان کن کی پیداوار ہیں؟ یہ طالبان ہمارے انہی دوستوں کی پیداوار ہے جو اس سائیڈ پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہماری پیداوار نہیں ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، الیاس صاحب! conclude کرنے کی کوشش کریں۔

سینیٹر الیاس احمد بلور، جناب! میں ایک اور بات پوچھتا ہوں۔ یہ جو بات بار بار فرماتے ہیں۔ میں ان سے پوچھتا ہوں کہ کیا وانا میں ۸۰ ہزار فوج ہم نے بھیجی تھی؟ کیا سوات میں فوج اس coalition Government نے بھیجی ہے؟ میں یہ کہتا ہوں کہ یہ فوج بھیج کر اور ایکشن

لے کر نفرتیں وہاں پیدا کر لی گئی ہیں۔ انہوں نے بھیجی تھی۔

Mr. Presiding Officer: No cross talk.

سینیٹر الیاس احمد بلور، کیا لال مسجد کا ایکشن ہماری coalition Government نے کیا ہے۔ آپ کو تو خدارا شرم آنی چاہیے یہ بات کرتے ہوئے۔ آج تو ۴ مہینے بھی نہیں گزرے۔ لال مسجد میں جو آپریشن آپ نے کیا۔ وانا میں فوج بھیجی۔ سوات میں فوج بھیجی۔ یہ سارا بیڑا غرق آپ لوگوں نے کیا۔ پچاس سنی علماء، میں بھی سنی ہوں الحمدللہ، پچاس علماء شہید ہوئے۔ ان کی انکوائری ہی نہیں ہوئی۔ ۴۲ آدمی آپ کی حکومت میں مارے گئے جب چوہدری افتخار کراچی جا رہا تھا۔ اس کی ویڈیو کیسٹیں پڑی ہیں۔ ان ۴۲ آدمیوں کی انکوائری ابھی تک نہیں ہوئی۔ خدارا آپ کیسی باتیں کرتے ہیں۔ کس کو کہتے ہیں اور کس کو سناتے ہیں؟

جہاں تک مہنگائی کا تعلق ہے۔ جناب! میں اس کے بارے میں بھی عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، ذرا جلدی کر لیں۔ مہربانی ہو گی۔

سینیٹر الیاس احمد بلور، اس کے بارے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جناب یہ wheat export کس نے کی؟ اتنا vision نہیں ہے، ایک آدمی جو economic wizard بنتا ہے، اس میں اتنا vision نہیں ہے کہ ہمارے ملک میں کتنی گندم ہے۔ انہوں نے اپنی golden wheat 220 dollar کے حساب سے export کی اور پھر ہمیں وہی wheat care-taker Government نے یا اس کے بعد کی Government نے، ہم لوگوں نے آ کر 520 dollar میں import کی ہے۔ مہنگائی لانے والا کون ہے؟ آٹے کا بحران کس نے پیدا کیا؟ ہاں میں ابھی بھی کہتا ہوں، میں اس پر کوئی ایسی شک کی بات نہیں کرتا اور ہم آج بھی اس بات پر کھڑے ہیں کہ جو پنجاب حکومت کر رہی ہے وہ غلط کر رہی ہے، پنجاب حکومت کو چاہیے کہ سارے صوبوں کو کیونکہ وہ پاکستان کا حصہ ہیں، پختون خواہ کو بھی، بلوچستان کو بھی اور سندھ کو بھی اجازت ہونی چاہیے کہ وہ پنجاب سے گندم لیں۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، شکریہ۔ عبدالرحیم خان مندوخیل صاحب۔ میرے خیال

میں ہر پارٹی سے ایک ایک نمائندہ آ جائے۔ نثار میمن صاحب! آپ کا نام تو تھا لیکن میں نے یہ مناسب سمجھا کہ ایسا کر لیں۔

سینیٹر نثار اے میمن، جناب والا! میں اتنی دیر سے انتظار کر رہا ہوں۔ اگر آپ مجھے اجازت دیں، میں آدھے گھنٹے کی تو تقریر نہیں کروں گا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، میرے خیال میں تو یہ بہتر ہوتا اگر ہر پارٹی کی طرف سے ایک کی نمائندگی ہو جاتی۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل، جناب والا! میمن صاحب کو موقع دے دیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، ٹھیک ہے، اگر آپ نہیں کرنا چاہتے تو میمن صاحب کو موقع دیتے ہیں۔ جی میمن صاحب۔

سینیٹر نثار اے میمن، بہت بہت شکریہ جناب چیئرمین۔ آج ہم بات کر رہے ہیں اندرون ملک سلامتی کی، ---- جناب چیئرمین! ہاؤس میں movement کافی ہے، میں آپ کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، آپ لوگ بیٹھیے مہربانی کر کے۔

سینیٹر نثار اے میمن، آج اندرون ملک جو صورتحال ہے، میرے خیال میں ہر دوست نے چاہے وہ اس جانب سے ہو یا اس جانب سے ہو، انہوں نے اس چیز کو مانا ہے اور کیا مانا ہے انہوں نے۔ انہوں نے یہ مانا ہے کہ افراط زر موجود ہے پاکستان میں اس وقت۔ یہ بھی مانا ہے کہ مہنگائی اپنی حدود سے بڑھ گئی ہے۔ پاکستان کی تاریخ میں کبھی اتنا افراط زر نہیں ہوا جو کہ 21% تک پہنچ گیا ہے اور food کے لیے 30 سے 32% ہو گیا ہے، ایسا کبھی نہیں ہوا۔ یہ سب مانا جا رہا ہے۔ یہ بھی مانا جا رہا ہے کہ کھانے پینے کی اشیاء نہ صرف مہنگی ہو گئی ہیں بلکہ مل نہیں رہی ہیں۔ غریب آدمی اور middle class کے لیے جینا مشکل ہو گیا ہے اور آج یہ بھی لوگوں نے مانا کہ دہشت گردی کا عالم یہ ہے کہ پاکستان کے ہر حصے میں threatening کی جا رہی ہے اور action لیا جا رہا ہے۔ ابھی آپ نے سنا میرے دوست جناب الیاس بلور صاحب، جو میرے بھائی بھی ہیں، دوست بھی ہیں، میں ان سے بڑی محبت کرتا ہوں، ان سے بڑی عقیدت

بھی رکھتا ہوں' ان سے سیکھا بھی بہت کچھ ہے' انہوں نے بھی آپ کو بتایا کہ سوات میں کیا صورتحال ہے۔ اب بات یہ ہے کہ غیر ملکی ایجنڈے کا ذکر نہیں کیا گیا۔ میں یہ بھی بتاؤں کہ ایسے شواہد موجود ہیں کہ غیر ملکی agent پاکستان میں اس وقت بڑی تعداد میں کام کر رہے ہیں۔ یہ سب کیوں ہو رہا ہے۔ میرے خیال میں یہ جو وجوہات دی گئیں کہ former Prime Minister اس کے ذمہ دار تھے۔ میں یہ کہوں گا کہ خدارا! میں آپ سے appeal کرتا ہوں کہ 135 دن گزرنے کے بعد' اب 100 دن نہیں رہے' اب تو بہت بڑھ گئے ہیں' چار مہینے گزرنے کے بعد ابھی بھی آپ کو اس حکومت کی یاد آتی ہے جو نومبر میں ختم ہوگئی تھی۔ ایسا دنیا کے کسی ملک میں نہیں ہوتا کہ آپ چلتے رہیں' مانیں کہ حالات تباہی کی طرف جا رہے ہیں مگر پھر بھی آپ اس وزیراعظم کو ذمہ دار کہتے ہیں جو اس وقت موجود نہیں ہے اپنے دفاع کے لیے۔ میں ان چیزوں پر بھی' الیاس بلور صاحب جب متوجہ ہوں گے تو اس وقت ان پر کچھ روشنی ڈالوں گا مگر جب تک میں ایک بہت بڑا نکتہ آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں جو میرے خیال میں اب تک کسی دوست کی طرف سے اس ہاؤس میں present نہیں ہوا ہے کہ یہ سب کیوں ہو رہا ہے۔ یہ اس لیے ہو رہا ہے جناب والا! کہ پاکستان میں اس وقت حکومت نام کی کوئی چیز موجود نہیں ہے۔ حکومت کا جو کام ہوتا ہے وہ حکومت نہیں کر رہی ہے۔ میں بڑی عزت کرتا ہوں اپنے بھائیوں کی جو اس وقت حکومت میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں ان کے ساتھ ہمدردی کرتا ہوں کہ ان حالات میں یہ بیچارے وہاں بیٹھے ہوئے ہیں' کوشش کر رہے ہیں' مگر ان کے بھی کچھ مسائل ہیں۔ روزانہ ٹیلی ویژن' ریڈیو پر اور اخباروں میں آ رہا ہے لہذا اس کی طرف میں نشاندہی نہیں کروں گا۔ میں صرف یہ کہوں گا کہ پاکستان میں جو صورتحال ہے اس کو چھپانے کے لیے ایک massive propaganda 18 February کو launch کیا گیا اور وہ کیا تھا کہ بڑا mandate ملا ہے' heavy mandate ملا ہے' اب عوام یہ چاہتی ہے۔ بھائی جو عوام چاہتی ہے وہ ووٹوں کے ذریعے ہو چکا ہے۔ آیئے! آج میں آپ کی خدمت میں اس ہاؤس کے record کے لیے ایک بات پیش کردوں کہ یہ mandate ہے کیا جس کے بارے میں کہا جا رہا ہے کہ ہمیں ملا ہے۔ میں آج آپ کی خدمت میں یہ پیش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ divided ہے۔ Mandate بھی divided رہا ہے اور وہ کیا ہے۔ کسی ایک پارٹی کو national یا صوبائی سطح پر اتنی سیٹیں

نہیں ملیں جس پر وہ یہ کہہ سکیں کہ یہ پارٹی پورے پاکستان کی پارٹی ہے۔ آیئے دیکھیں Center میں پاکستان پیپلز پارٹی، آپ کی پارٹی ہے۔ جناب چیئرمین! آج آپ کی نہیں کیونکہ آج آپ ہمارے چیئرمین ہیں۔ لہٰذا آج وہ پارٹی آپ کی نہیں ہے۔ مگر پاکستان پیپلز پارٹی کو center میں ووٹ زیادہ ملے ہیں اور صوبہ سرحد میں ANP کو زیادہ seats ملی ہیں اور پنجاب میں پاکستان مسلم لیگ (ن) کو زیادہ seats ملی ہیں اور سندھ میں پاکستان پیپلز پارٹی کو زیادہ seats ملی ہیں اور بلوچستان میں پاکستان مسلم لیگ (ق) کو زیادہ seats ملی ہیں۔ لہٰذا یہ پورا divided seats کا mandate ملا ہے۔

اب آپ دیکھیں کہ ہر جگہ کسی کو بھی اتنی seats نہیں مل سکیں ماسوائے پیپلز پارٹی کے جس کو سندھ میں اتنی seats ضرور ملیں کہ وہ حکومت بنا سکے اور میں یہ بات بھی پیش کرنا چاہوں گا کہ حکومت کیوں نہیں بنائی۔ لہٰذا ہر جگہ ایک coalition Government ہے۔ چاہے وہ Center میں ہو یا چاروں صوبوں میں ہو ہر جگہ coalition Government ہے۔ اس لیے حکومتیں یکسوئی کے ساتھ کام نہیں کر پا رہی ہیں چونکہ بہت دانشوری اور سیاسی تدبر کی ضرورت ہوتی ہے اس ساری situation کو manage کرنے کے لیے۔ مگر آپ کو یہ بھی میں بتا دوں کہ نہ صرف seats پر جائیے جناب چیئرمین! بلکہ اس وقت یہ بھی دیکھنا ضروری ہے کہ پاکستان میں popular votes کس طرح ملے تھے۔ یہ سب Election Commission کی updated website سے میں نے لیا ہے۔

نیشنل میں پاکستان پیپلز پارٹی 30% vote لے کر پہلے نمبر پر آتی ہے اور دوسرے نمبر پر اگر آپ دیکھتے ہیں تو پاکستان مسلم لیگ (ق) آتی ہے جس کو 23% popular vote ملے ہیں جبکہ نواز شریف صاحب کو تو 19% vote ملے ہیں جو کہ نیچے ہے۔ لہٰذا یہ دو بڑی پارٹیاں آپ کو voting کے لحاظ سے national level پر آگے نظر آتی ہیں۔

اب اگر ہم پنجاب کی طرف چلتے ہیں تو وہاں پر سب سے زیادہ vote پاکستان مسلم لیگ (ق) کو ملے تھے، میں popular votes کی بات کر رہا ہوں اور اس کے بعد دوسرے نمبر پر پاکستان پیپلز پارٹی اور نواز لیگ کو ملے ہیں۔ لہٰذا یہ صورتحال پنجاب کی تھی۔

اگر ہم سندھ میں دیکھتے ہیں تو سب سے زیادہ popular votes پاکستان پیپلز پارٹی کو

ملے ہیں جو 42% ہیں۔ مگر دوسرے نمبر پر MQM کو 30% ملے تھے اور پاکستان مسلم لیگ (ق) کو 13% ملے ہیں۔ اب اگر ہم یہ سب دیکھتے ہیں تو اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ votes کے لحاظ سے بھی divided ہے اور جہاں تک popular votes کا تعلق ہے وہ بھی divided ہے۔

بلوچستان کی طرف چلتے ہیں تو وہاں پر ق لیگ صف اول پر ہے' ان کو سب سے زیادہ popular votes ملے ہیں۔ گویا اس پورے ملک کے چار صوبوں میں دو جگہ یعنی دو صوبوں میں پاکستان مسلم لیگ (ق) صف اول پر آتی ہے اور NWFP میں ANP کو popular votes بھی زیادہ ملتے ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ popular votes اور seats کا جو سلسلہ ہے وہ کیا ہے کیونکہ اس میں ایک بہت بڑی کہانی ہے اور کسی دن انشاء اللہ تعالیٰ اس کو بھی ہم منظر عام پر لائیں گے اور یہ بہت جلد ہو گا۔

اگر آپ صوبہ پنجاب میں صرف دیکھیں جہاں پر اس وقت lead Party پاکستان مسلم لیگ نواز گروپ ہے تو ان کو جو votes ملے تھے وہ 27% تھے جبکہ seats 35% اب انہوں نے بڑھا کر seats کو 44% کر دیا ہے تو گویا اتنی پیش رفت کہ popular votes 27% مگر seats 35% اور ان کے اپنے coalition partner Pakistan Peoples Party کو بھی 27% votes ملے مگر seats 27% ہی رہیں۔ اکثر و بیشتر وہی ہوتا ہے یعنی جتنی seats اتنے ہی popular votes. ذرا سا فرق percentage کا ہوتا ہے' مگر یہاں پر پیپلز پارٹی کو دیکھا جائے تو ستائیس' مگر انہوں نے بھی بڑھا کر 29% کر لی مگر 44% اتنے قابل نہیں تھے کہ وہ الیکشن بنا سکیں۔ پاکستان مسلم لیگ(ق) جس کو پہلے نمبر پر اٹھائیس فیصد ووٹ ملے تھے ان کو سیٹیں کتنی ملیں 23%۔ یہ ہے وہ کہانی جس کے پیچھے کئی چیزیں ہیں وہ بات بعد میں ہوگی کہ وہاں پر کیا کہا گیا ہے۔ کس پارٹی نے کیا کیا تھا' کہ انہوں نے پورے سسٹم کو effect کیا تھا۔ 23% سیٹیں ملی تھیں اور وہ 23% ہی رہیں گویا وہ کوئی ایسی چیز نہیں کر سکے جس میں وہ بڑھ جاتے۔ میں یہ ساری پاکستانی عوام پر چھوڑ دیتا ہوں کہ کیا کیا ہوا اس پر ذرا سوچنا پڑے گا۔ وقت کی کمی کی وجہ سے میں صرف یہ کہوں گا کہ سندھ میں ووٹ ملے تھے پاکستان پیپلز پارٹی کو 42%' سیٹیں 54 اور تیس فیصد ووٹ ایم کیو ایم کو ملے تھے اور سیٹیں بھی تیس فیصد تھیں۔ پی ایم

ایل کو دیکھتے ہیں، تیرہ فیصد ووٹ ملتے ہیں لیکن سیٹیں پانچ فیصد ملتی ہیں یہ پوری کہانی اس سے ملتی ہے۔ اب میں یہ کہنا چاہوں گا کہ آپ کو میں نے figures کے ذریعے بتایا۔ یہ figure ہمارے نہیں ہیں، آپ ہی کے ہیں جس سے آپ نے حکومت بنائی ہے۔ کیونکہ اگر یہ figures آپ accept نہ کرتے تو شاید یہ حکومت نہ بن پاتی۔ اس وقت انہی نمبروں پر بات ہو رہی ہے۔ اگر آج ہم دیکھتے ہیں کہ اس وقت coalition پارٹیوں کے پاس صرف 54%ووٹ ہیں۔ صرف 54% ووٹ ہیں اور کل کی حکومت جس نے پرویز مشرف صاحب کو سپورٹ کیا تھا اور ان کو ووٹ دیئے تھے ان کے 33% ہیں۔ آیئے! یہ دیکھیں کہ یہ بڑا clear divide ہے۔ نہ صرف یہ divide coalition میں ہے بلکہ پارٹیوں کے اندر، ہم دیکھ رہے ہیں، ہم جانتے ہیں، قوم جانتی ہے انٹرنیشنل comments آچکے ہیں کہ حکومت میں جو پارٹیاں ہیں ان کے اندر divides ہیں۔ آج میں ریکارڈ کی بات کر رہا ہوں کہ امین فہیم صاحب جو پاکستان پیپلز پارٹی پارلیمنٹیرین کے صدر ہیں ان کا کل رات کا بیان آپ سن لیجیئے تو آپ کو وہ divide بھی نظر آجائے گا۔ اگر کل کا ہی منظر نامہ آپ دیکھتے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ پاکستانی قوم کے لیے تکلیف دہ ہے۔ اس پوری قوم کو میڈیا ایک منظر نامہ دکھا رہی ہے کہ ایک پرائم منسٹر ہاؤس سے نکلتا ہے، دوسرا زرداری ہاؤس سے نکلتا ہے تیسرا پنجاب ہاؤس سے، یہ shuttlecock چل رہی ہے۔ چلیے! خدا کرے یہ ہو، کیونکہ یہ اچھی بات ہے، کیونکہ اسی کے ذریعے ہوگا مگر آپ اپنا ہوم ورک کرلیں، قوم کو اس میں ملوث کرنے کی بات نہیں ہے۔ یہ آپ کی پارٹی کا معاملہ ہے۔ قوم کو جو بتانا چاہتے ہیں وہ آکر بتائیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: نثار میمن صاحب! ذرا ختم کریں۔

سینیٹر نثار اے میمن: جی مجھے ابھی دس منٹ بھی نہیں ہوئے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ بارہ منٹ لے چکے ہیں، بہرحال جلدی ختم کرنے کی کوشش کریں۔

سینیٹر نثار اے میمن: آپ نے ایک سپیکر کو پورے ستائیس منٹ دیئے تھے۔ مگر میں دو منٹ میں ختم کر رہا ہوں، کل بھی آپ نے کہا میں نے ختم کر دیا۔ آج بھی ہم آپ کی

عزت کرتے ہیں کیونکہ آپ chairperson ہیں اور ہمارے وزیر صاحب میں کہتا ہوں کہ سمارٹ وزیر ہیں اور سمجھتے بھی ہیں اور دیکھنے میں بھی سمارٹ ہیں۔ یہ شاید دوسروں کو بھی سمنا چاہیں گے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ، شکریہ۔

سینیٹر نثار اے میمن ، چونکہ وزیر صاحب کا وقت زیادہ قیمتی ہوتا ہے لہٰذا میں اس کو کم کروں گا۔ بات یہ ہے کہ ساری جو divide ہے اس کی وجہ سے اور یہ جو ایکشن میں نے بتائے ان کی وجہ سے قوم کو بے یقینی کی صورتحال میں ڈالا گیا ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ کون ہے جو یہ کہتا ہے کہ عوام نے ان کو اٹھارہ فروری کو mandate دیا تھا۔ عوام کا mandate آپ کے سامنے ہے کہ 54% ووٹ آج کی حکومت کو دیئے ہیں اور 33% وہ ہیں جنہوں نے مشرف صاحب کو support کیا ہے۔ حکومت کیا چاہتی ہے' تصادم' پہلے تو اداروں کا تصادم' اب بہت بڑے اداروں کا تصادم اس کے جو بھی اثرات ہوں گے وہ پاکستان پر ہوں گے اور اس کے ذمہ دار وہی ہوں گے۔ اگر خدانخواستہ پاکستان کو' پاکستان کی جمہوریت کو' پاکستان کے اداروں کو نقصان پہنچتا ہے تو اس کی ذمہ داری کن کے کندھوں پر آئے گی آپ جانتے ہیں۔ ہم اپوزیشن میں بیٹھ کر تعاون کر رہے ہیں۔ ہم یہ نہیں سمجھتے کہ یہ حکومت کسی اور پارٹی کی ہے' ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ حکومت پاکستان کی ہے لہذا ہم سپورٹ کر رہے ہیں۔

اب آئیے! الیاس بلور بھائی صاحب نے بہت کچھ کہا۔ وہ کہتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ اگر حکومت چلی جائے تو سب ٹھیک ہو جائے گا۔ یہ صدر صاحب چلے جائیں تو ٹھیک ہوگا۔ میں یہ کہتا ہوں کہ یہ ساری چیزیں آپ ٹھیک کر لیجیئے تو انشاء اللہ وہ ٹھیک ہوجائے گا۔ اگر وہ آپ نہیں کرسکتے تو یہ کہتا ہوں کہ حکومت چلی جائے تو سب ٹھیک ہو جائے گا ۔ میں یہ بھی کہوں گا کہ میڈیا کے ساتھ ظلم کی بات کرتے ہیں تو آئیے بتائیں! انہوں نے خود کہا کہ گورنمنٹ الگ ہے' پولیس الگ ہے' اب ہمیں نہیں پتا تھا کہ حکومت سے پولیس کو بھی نکال دیا گیا ہے۔ پہلے آئی ایس آئی پی ایم صاحب سے نکل گئی' پھر پتا نہیں کیا ہوا' اس کے بعد واپسی ہو رہی ہے۔ اب یہ آج انکشاف کیا گیا کہ پولیس حکومت سے الگ ہے۔ میں چاہوں گا کہ اس کی وضاحت کریں

کیونکہ میڈیا کے ساتھ ظلم کہیں پر بھی ہو، کسی بھی وقت ہو، چاہے ہماری حکومت ہو، چاہے کسی اور پارٹی کی حکومت ہو، یا مشترکہ حکومت ہو وہ غلط ہے ہم اس کی مذمت کرتے ہیں۔ جو بھی پولیس والا کرتا ہے آپ اس کی مذمت کریں مگر یہ نہ کہیں کہ یہ حکومت الگ ہے اور میڈیا اور پولیس الگ ہے، ایک ہی ہے۔ آخر میں یہ کہوں گا کہ بجلی کی growth کی بات ہوتی ہے تو جب سات فیصد growth ہو رہی تھی تو اس وقت تو بجلی کا بحران نہیں تھا۔ اب پانچ فیصد سٹیٹ بنک کی گورنر بیان دیتی ہیں کہ وہاں پر growth ہو رہی ہے تو بجلی کی requirement تو کم ہو جاتی ہے۔ اس کے باوجود یہ کیوں ہو رہا ہے۔ اس کا جواب ایک ہی بنتا ہے کہ یہ mismanagement ہےاس میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ mismanagement ہے۔ جہاں تک تعلق کے ای ایس سی کا ہے یا stock exchange کا تو اس میں تو uncertainty کی بات ہے وہ کر چکے ہیں۔ کوئی یہاں پر stock exchange کا بندہ نہیں بیٹھا ہوا لہذا انہوں نے یہ باتیں کہی ہیں کہ uncertainty, lack of government یہ انہوں نے clearly کہا ہے، اس کی وجہ سے ہو رہا ہے تو آئیے! یہ کریں اور میں صرف اپنے دوست بھائی الیاس بلور صاحب کو کہوں گا کہ خوابوں میں جب تک آپ صدر صاحب کو دیکھتے رہیں گے، آپ بھیانک طریقے سے نہ دیکھیں وہ بہت ہی اچھے pleasant personality ہیں، آپ ان کو اس طرح دیکھیں۔ شاید کوئی ایسا سلسلہ ہوگیا ہے جس کی وجہ سے وہ بھیانک صورت میں دیکھتے ہیں۔ وہ شاید کسی اور اپنے political person کو دیکھتے ہوں گے جن کا عکس صدر صاحب اور ان کے درمیان آ رہا ہے اللہ کرے یہ بہتر ہوجائے۔ آخر میں جناب چیئرمین! پاکستان کے لیے صرف ایک چیز بن سکتی ہے اور وہ یہ ہے کہ اب وقت آگیا ہے کہ پاکستان کو قائد اعظم کی جو بات تھی کہ Jinnah can defend the Pakistan. اسی طرح سے پاکستان کو ہم کر سکتے ہیں۔ ہم اس کے لیے ہر وقت تیار ہیں۔ اپوزیشن میں رہ کر پاکستان کے دفاع کے لیے تیار ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : شکریہ۔ ڈاکٹر خالد محمود سومرو صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ محترم چیئرمین صاحب، کافی باتیں ہو چکی ہیں میں کوئی زیادہ لمبی چوڑی بات نہیں کروں گا۔ ہم تو شروع سے یہ کہہ رہے ہیں

کہ انہیں چاہیے کہ اپنے گناہوں پر توبہ کریں اور میں تو یہ سمجھ رہا ہوں کہ خدا ہم سے روٹھ چکا ہے۔ ہم اتنے گندے ہو چکے ہیں کہ ہماری دعائیں بھی قبول نہیں ہو رہی ہیں۔ اللہ رب العزت نے فرمایا (عربی) بحر و بر میں جتنے بھی فتنے اور فساد آپ کو نظر آرہے ہیں یہ آپ کے اپنے ہاتھوں کا کیا دھرا ہے۔ داستان تو لمبی ہے لیکن 9/11 کے بعد پاکستان کو عملی طور پر امریکہ کالونی میں تبدیل کیا گیا تب سے مسائل بڑھے ہیں۔ اس کے بعد یہ جو لال مسجد کا حادثہ ہوا ' جو بے گناہ طلبہ اور طالبات کو مارا گیا' قتل کیا گیا' شہید کیا گیا ان کی لاشوں کی بے حرمتی کی گئی' ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے گئے' ان کے اوپر فاسفورس بم پھینکے گئے' مسجد کا تقدس پامال کیا گیا اور قرآن پاک کے ہزاروں نسخے گٹروں میں پھینک دیئے گئے میں سمجھتا ہوں کہ ان کی آہیں' ان بے گناہ طلبہ و طالبات کی آہوں نے ہمیں لے لیا ہے۔ اس کے بعد حالات اتنے بگڑے ہیں کہ بد سے بدتر ہو رہے ہیں۔ یقیناً حالات خراب ہیں' اطمینان بخش نہیں ہیں' سخت پریشان کن حالات ہیں۔ ملکی سلامتی داؤ پر لگی ہوئی ہے۔ حقائق کو تسلیم کرنا چاہیے مہنگائی بام عروج پر ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ ہمیں مل کر کچھ سوچنا چاہیے۔ ملک کو بچانے کے لیے' اپنے وطن کو بچانے کے لیے' وطن کی سالمیت کے لیے ہمیں سوچنا چاہیے' فکر کرنی چاہیے۔ میں اپنی گزارشات میں صرف اتنا کہوں گا کہ گزشتہ حکومت میں ہماری بےگناہ بہن ڈاکٹر عافیہ صدیقی کو جس طرح اٹھایا گیا اور ان کے حوالے کیا گیا اور اس کی چیخیں آج پوری دنیا کے مسلمان سن رہے ہیں لیکن پتا نہیں ہماری غیرت اور حمیت کہاں چلی گئی ہے اور جو جیو پر پروگرام چلا ہے' ڈاکٹر عامر لیاقت نے جو پروگرام کیا تھا ڈاکٹر عافیہ صدیقی کے حوالے سے' چیخیں تھیں' فریادیں تھیں' آہیں تھیں' سسکیاں تھیں اور جو ٹیلی فون کالز آرہی تھیں وہ ساری دنیا نے دیکھا۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ اللہ کے لیے ہمیں کچھ کرنا چاہیے اور اپنے وطن کو بچانے کے لیے' اپنی بیٹیوں کو بچانے کے لیے' اپنی بہنوں کو بچانے کے لیے' اپنی ماؤں کو بچانے کے لیے' اپنی عزت کو بچانے کے لیے ہمیں کچھ نہ کچھ مل کر سوچنا چاہیے۔ اگر ہم نے اب بھی ہوش کے ناخن نہ لیے تو شاید ہماری داستان تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عقل سلیم عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ ہمیں درست فیصلے کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے فیصلے کرنے کی توفیق دے جن میں قوم کی عزت ہو' وطن کی عزت ہو' دھرتی کی عزت ہو' اسلام کی عزت ہو' دین کی عزت

ہو، مسلمانوں کی عزت ہو۔ میں اس التماس کے ساتھ آپ سے اجازت چاہوں گا۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر، آمین، جی مندوخیل صاحب۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل، مہربانی جناب۔ آج ایجنڈے میں اندرونی خطرات اور سکیورٹی کا موضوع زیر بحث ہے۔

جناب والا! جب ہم مجموعی طور پر دیکھتے ہیں تو ملک میں امن و امان انتہائی نچلے درجے تک پہنچ گیا ہے بلکہ بحران کی اس حالت پر آ گیا ہے کہ یہ ایک شکل میں ملکی خانہ جنگی ہے۔ اس میں آپ دیکھ رہے ہیں کہ ملک میں انتہا پسندی، دہشت گردی کی منظم قوتیں ہیں۔ وہ برسرزمین ہیں اور تمام دنیا ان کو دیکھتی ہے۔ اس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ اغوا برائے تاوان۔ باقاعدہ اخبار میں ہے کہ پشتون خواہ صوبہ تو، جناب میں quote کرتا ہوں، اخبار میں ہے کہ kidnappers hold through all parts of NWFP. یعنی یہ ایسے نہیں ہے کہ شمالی پشتون خواہ کے علاقوں میں kidnappers ہیں بلکہ تمام ملک میں ہیں۔ ہمارے صوبے بلوچستان میں ہیں جو لوگوں کو اغوا کرتے ہیں اغوا برائے تاوان کے لیے۔ اب یہ حکومتی ادارے اس حوالے سے عاجز ہیں۔ عاجز ہیں یا انہوں نے اپنے آپ کو عاجز بنا لیا ہے۔ کوئی ہے جو ان کے ساتھ کسی شکل میں حصہ دار ہے۔ سینکڑوں ٹرک ہمارے علاقوں میں باقاعدہ سڑک سے اٹھائے جاتے ہیں اور پھر ان میں جو کچھ ہوتا ہے اس کو لوٹ لیا جاتا ہے اور ان گاڑیوں کو بھی پرزہ پرزہ کر دیا جاتا ہے۔

جناب والا! خاص کر دہشت گردی کے حوالے سے، انتہا پسندی کے حوالے سے آپ دیکھیں کہ یہاں ایک موضوع پر تو بات ہوتی ہے لیکن اہم موضوع پر بات نہیں ہوتی۔ سوات میں تقریباً ایک ہفتہ پہلے official اعلان تھا کہ بچیوں کے 61 سکولوں کو جلایا گیا اور اس کے بعد اخبارات میں آپ پڑھیں کہ تقریباً ستر پچھتر سکول جل گئے ہیں۔ یہ ideology ہے، یہ ایک خاص فکر ہے یعنی وہ سکول جلائیں گے اور اگر وہ یہاں اقتدار حاصل کریں گے تو بچیوں کے سکول نہیں ہوں گے حتیٰ کہ خواتین جو مارکیٹ میں جا کر سودا سلف خریدتی ہیں تو ان دکانوں کو جلایا جاتا ہے۔ جناب والا! اب یہ حالت ہے۔ یہ جو آپ دیکھتے ہیں جیسے اس دن بھی میں نے عرض کیا

تھا کہ جنڈولا میں سینتیس عمائدین مشیران elders کو ذبح کیا گیا۔ درہ آدم خیل میں تیس سے پچاس تک عمائدین نے جرگہ کیا اور جرگے میں بیٹھ کے امن کے لیے فیصلہ کیا اور اسی دوران وہاں پر explosion ہوا اور وہ مارے گئے' شہید ہو گئے۔ ہنگو' کرم بالا' کرم زیریں میں لوگوں کو پکڑ کر ذبح کر دیا گیا۔ جو مہمند میں ہوا' اسی طرح سوات میں اور دوسری جگہوں پر یہی عمل جاری ہے - اس بارے میں ایک بات صحیح ہے کہ ان کو sponsor کیا گیا ہے کیون' کیسے؟ عوام ان کے خلاف کوئی protest نہیں کر سکے گی۔ کیونکہ انہیں حکومت کی مدد حاصل نہیں ہے۔ پھر جب احتجاج اس حد تک پہنچا کہ یہ کہتے ہیں so-called نام نہاد آپریشن۔ آپریشن میں بھی پھر کیا ہے؟ یہی کہ عوام کو مارو۔ دور سے بڑی توپوں' گنوں سے شہر میں ان پر حملے کریں یعنی اس کا مطلب ہے کہ جو اصل miscreants ہیں بجائے ان کو مارنے کے ' ان کو پکڑنے کی بجائے ان کے نام پر عوام پر حملہ اور عوام کو اپنے وطن سے' اپنے ملک سے بے دخل کرنے کا عمل۔ ابھی ہمارے پختون خواہ صوبے میں ہزاروں لوگ بے دخل ہوگئے ہیں اور ان کے لیے سر چھپانے کی جگہ نہیں ہے۔ یہ حالت ہے۔

اس حوالے سے government کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ عوام کے جان و مال کی حفاظت کرے۔ کوئی government اپنے آپ کو government نہیں کہہ سکتی جب تک وہ عوام کے جان و مال کی حفاظت نہ کرے' قانون کی حکمرانی کی جب تک وہ حفاظت نہ کرے۔ اگر آپ یہ نہیں کر سکے خواہ وہ اسلام آباد کی حکومت ہے' خواہ وہ پختون خواہ ہے اگر وہ عوام کے جان و مال کی حفاظت نہیں کر سکتے' Rule of law کی حفاظت نہیں کر سکتے تو انہیں حکومت سے دست بردار ہونا پڑے گا۔ پھر جو عمل ہو وہ بے دلی سے نہ ہو۔ پوری طرح امن قائم کرنا ہے۔

جناب والا! kidnappers کے بارے میں سب کو معلوم ہے ہر جگہ ان کے نام معلوم ہیں' ان کے gangs معلوم ہیں' ان کے مافیاز معلوم ہیں۔ اس بارے میں کوئی ایسی قوت نہیں ہے جو ان کی نشان دہی کرے اور انہیں قانون کے سامنے لایا جا سکے۔ ہم لوگ کہتے ہیں کہ پاکستان کی ملٹری بہت منظم ہے اور بہت equipped ہے' وہ ٹھیک ہے۔ اسی طرح یہ ملیشیا ' ایف۔سی اور دوسرے ادارے ہیں۔ اسی طرح پولیس ہے یہ کتنے لاکھ بنتے ہیں اور ان کے کتنے

وسائل ہیں۔ ابھی تو یہ پوزیشن ہے کہ اس اسلام آباد میں پارلیمنٹ کے اردگرد یہ لوگ رکھے گئے ہیں کہ اس شہر میں ایسے واقعات نہ ہوں۔ کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو قانون کا صحیح طور پر تحفظ کر سکے اور عوام کے جان و مال کی حفاظت کر سکے۔ یہ اسلام آباد کی حالت ہے۔ باقی ملک کا آپ کیا کہیں گے تو یہ پوزیشن ہے۔ جناب والا! ایک اہم یہ بات ہے کہ قانون کی حکمرانی اس کو قائم کرنا ان اداروں کی ذمہ داری ہے اور administration بھی اس حوالے سے اس میں شامل ہے کہ بے دلی سے اگر کوئی action کرتا ہے تو اس سے خرابی ہو جاتی ہے۔ جناب والا! اس کے ساتھ دوسرے ڈاکو اور اچکے شامل ہیں لیکن اب معاشی حالت، مہنگائی کے نرخ کے بارے میں آپ جانتے ہیں کہ آج سے ۶۰۰ سال پہلے علاء الدین خلجی کو دہلی میں بیٹھ کر آج کے اس sub-continent کے ان تین ممالک میں ہر جگہ، ہر شام کو تمام ملک سے نرخ کے بارے میں رپورٹ ملتی تھی اور وہ جانتے تھے کہ تمام ملک میں نرخ کیسے ہیں اور کسی کی جرات نہیں ہوتی تھی۔ آپ کو پتا ہے کہ اس وقت سڑکیں نہیں تھیں، راستے نہیں تھے، vehicles نہیں تھے اور کوئی communication نہیں تھی لیکن کسی کی مجال ہے کہ وہ نرخ بڑھا سکے۔ اسی طرح شیر شاہ سوری کا زمانہ تھا، اسی طرح دوسرے حکمران تھے۔ آج وہ communication ہے ٹیلی فونز ہیں، موبائیل ہیں اور نرخ آپ دیکھ رہے ہیں اور ماہرین کہتے ہیں کہ نرخ تو بڑھ رہے ہیں، نرخ کئی سو گنا بڑھے ہیں لیکن ہمارے ملک میں کوئی ادارہ نہیں ہے جو ان کو کنٹرول کر سکے۔ کوئی ادارہ نہیں ہے۔ بات کیا ہے، بات یہ ہے کہ علاء الدین خلجی خود اس لوٹ میں شامل نہیں تھا۔ ذخیرہ اندوز جو کچھ کر رہے تھے وہ اپنے لیے کماتے تھے، اس کے کسی جرنیل، اس کے کسی گورنر، اس کے کسی ایڈمنسٹریٹر کو اس کا کوئی حصہ نہیں ملتا تھا، وہ نہیں لیتے تھے وہ اس میں شریک نہیں ہوتے تھے، نتیجہ یہ تھا کہ وہ جوابدہ تھے اور وہ ڈرتے تھے لیکن آج ہماری پوزیشن یہ ہے جناب والا! آپ اندازہ لگائیں کہ یہ مہنگائی انتظامی معاملات کے علاوہ ہماری معاشی پالیسیوں کی وجہ سے بھی ہے۔ ہماری پہلے ہی پالیسی تیار ہے کہ ٹیکسز لگاؤ اور indirect taxes لگاؤ، عوام پر لگاؤ، جو ٹیکس دینے والے ہیں وہ کر سکتے ہیں دنیا میں اصول ہے کہ ٹیکس ان سے لیا جائے جو دینے کے قابل ہیں بجائے اس کے کہ جب بھی پیسے کم ہوئے اور ضرورت پڑی تو اسی دن ایک اور ٹیکس درآمد پر لگا دیا۔ جناب! پٹرول کا ایک اچھا بہانہ بنا ہوا ہے کہ دنیا میں

پٹرول مہنگا ہو رہا ہے اس لیے ہم نے اس کو بڑھا دیا ہے لیکن ماہرین کی یہ رائے ہے کہ پاکستان میں پٹرول کی جو مصنوعات خریدی جاتی ہیں ۔درآمد پر فی لیٹر ۳۲ روپے بنتا ہے اور اب یہاں اس کے علاوہ اتنے ٹیکسز لگائے گئے ہیں کہ تقریباً وہ ۹۶ روپے بن جاتے ہیں یعنی سو percent, دو سو precent اصل چیز یہ ہے۔سب ماہرین مانتے ہیں کہ دراصل indirect taxs کی وجہ سے ہے۔ اگر taxes کو آپ کم کریں تو اس سے متعلق مہنگائی کا مسئلہ دوسرے administrata کے علاوہ ہے۔جناب والا ! اہم چیز بنیادی پالیسیاں ہیں ۔ ٹیکسز میں indirect taxes کم کریں ۔ہمارے عوام کو بتانا ہے ورنہ تو ہمیں علم ہے ۔جناب والا! اس پارلیمنٹ میں کئی سال پہلے ہم نے یہ نشاندہی کی تھی ' نواز شریف صاحب وزیر اعظم تھے اور سرتاج عزیز صاحب وزیر خزانہ تھے' ہم نے یہ عرض کی تھا کہ یہ جس لائن پر ہم لوگ جا رہے ہیں ' آپ لوگ جا رہے ہیں اس میں خوشحالی نہیں ہوسکتی ہے 'دن بدن اس کھائی میں ہمیں نیچے جانا ہے اور ہم نے گرنا ہے ۔آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ عوام کے مسائل کا کیا مداوا ہے۔ مثلاً گورنمنٹ سے ہم مطالبہ کریں گے ' بلکہ ان سے request کریں گے کہ آپ اپنی ان پالیسیوں پر بات کریں ' ان پالیسیوں پر سوچیں' کہ کیا ان پالیسیوں کو adopt کئے کے بغیر ہمارے ملک کی مہنگائی کا کوئی مداوا ہے۔یہ اس price hike کا اگر کوئی اور مداوا ہے تو کریں' لیکن نہیں ہے ۔آپ مہربانی کریں باقی یہ جو اخراجات کا مسئلہ ہے ' واقعی----

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ، مندوخیل صاحب ' میرا خیال ہے کہ کوشش کریں wind up کرنے کے لیے ۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل، جناب والا! عرض یہ ہے کہ اس کے بارے میں واضح پالیسیوں کو تبدیل کرنا پڑے گا اور یہ جو taxes ہیں ان کو ختم کرنا چاہیے اور اس میں indirect taxes کو کم کرنا چاہیے اور اپنے اخراجات کو واقعی کم کرنا چاہیے ۔اس کے علاوہ بہت سی چیزیں ہیں یہ CNG کے جو پمپس ہیں 'بلوچستان میں صرف چار ہیں ۔جناب والا! اب آپ اندازہ لگائیں کہ وہ سارے صوبے کی ضروریات کو پورا کر سکیں گے اور ہمارے دوست جو دوسرے بات کہتے ہیں کہ حکومت ایسے ناکام ہے ویسے ناکام ہے ۔ہم ایسا بالکل نہیں کہتے لیکن

ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ حکومت کی ذمہ داری ہے۔وہ منتخب ہوئے ہیں انہیں یہ مسائل حل کرنے ہیں۔جناب والا! انہیں ایسی پالیسیاں بنانی چاہیئں کہ صحیح طور پر ہر حوالے سے ان مسائل کا مداوا ہو سکے۔ بہت مہربانی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، شکریہ، صاحبزادہ خالد جان صاحب۔

سینیٹر صاحبزادہ خالد جان: شکریہ جناب چیئرمین صاحب کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔جناب والا! میں لیڈر آف دی ہاؤس اور لیڈر آف دی اپوزیشن کی توجہ اپنی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں اور ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں کہ کئی دنوں سے NRO کے متعلق باتیں ہو رہی ہیں۔یہ NRO کا ڈرافٹ کس نے تیار کیا تھا؟ ان لوگوں نے تیار کیا تھا جو مشرف کے ساتھ تھے یا جو زرداری صاحب کے ساتھ تھے، میں ان سے صرف اتنا پوچھتا ہوں۔ اگر وہ کہتا ہے کہ زرداری کو فائدہ ہے تو مشرف والے کو کتنا فائدہ ہے میں نے اس کا مطالعہ نہیں کیا وہ سمجھ سکتے ہیں۔ وہ ہر روز کہہ رہا ہے کہ NRO,NRO لیکن یہاں کہہ رہا ہے کہ اگر یہاں 40% فائدہ ہے تو ان کو 60% فائدہ ہے۔اگر NRO نہیں ہوتا تو آج مشرف اس کرسی پر نہیں بیٹھ سکتا تھا تو فائدہ ان کو ہے۔عوام یہ کہہ رہے ہیں کہ NRO کے effects کیا ہیں اور اس کے علاوہ ملک کے حالات کے متعلق ہم بات کر رہے ہیں۔ 9/11 کے بعد اور اس سے پہلے بھی اندرونی حالات دن بدن خراب ہو رہے تھے اور پاکستان کے تمام شہریوں کو تحفظ نہیں ہے خواہ وہ عام شہری ہیں یا ایم این اے یا سینیٹرز ہیں۔اس کے علاوہ دوستوں نے سوات کے متعلق بات کی ہے۔میں سوات پر چند جملے عرض کرتا ہوں زیادہ وقت نہیں لیتا ہوں۔مالاکنڈ سوات ڈویژن میں آتا ہے۔مالا کنڈ ڈویژن میں سات اضلاع ہیں۔مشرف صاحب اور بش صاحب جو کہہ رہے ہیں کہ یہاں پر دہشت گرد ہیں، فاٹا میں دہشت گرد ہیں تو یہاں کے حالات اور ہیں ہمارے حالات اور ہیں۔یہاں فاٹا میں دہشت گرد نہیں ہیں۔ہمارے ہاں بھی دہشت گرد نہیں ہیں۔ہمارے ہاں طالبان بھی نہیں ہیں۔یہ بھی سن لیں ہمارے ہاں نہ کوئی لاقانونیت ہے۔ سوات میں 30 سال سے ہے۔ آپ کو اور سرحد کے سب لوگوں کو علم ہے کہ سوات میں والی سوات کا قانون تھا۔ میرے علم کے مطابق وہ کم از کم 60/70% اسلامی نظام تھا۔ مالاکنڈ میں جرگہ سسٹم تھا، وہ 50% اسلامی تھا۔ دیر

کے نواب کا جو رواج نامہ تھا' اس میں بھی تھوڑا سا اسلامی نظام تھا۔ چترال میں بھی تھا۔ 30 سال پہلے اس سسٹم کو ختم کیا۔ 30 سال سے مالاکنڈ ڈویژن کو قانون نہیں دیا گیا۔ سینیٹ میں فاٹا سے 4 ممبران ہیں۔ قومی اسمبلی میں 9 ممبران ہیں۔ صوبائی اسمبلی میں 22 ممبران ہیں۔ جب ہم قانون پاس کرتے ہیں تو یہ ہمارے مالاکنڈ ڈویژن میں لاگو نہیں ہوتا ہے جب تک گورنر یا صدر آرڈیننس جاری نہ کریں۔ ہمارا سارا معاملہ صدر کے ساتھ ہے۔ صدر ایک حکم جاری کریں گے۔ سپریم کورٹ نے بارہ سال پہلے فیصلہ کیا تھا۔ ہمارے لوگ سپریم کورٹ چلے گئے تھے۔ سپریم کورٹ میں فیصلہ ہوا تھا کہ مالاکنڈ ڈویژن کو اسلامی نظام دیا جائے۔ ابھی تک ہمیں اسلامی نظام نہیں دیا گیا ہے۔ ہمارے پاس کوئی قانون نہیں ہے۔ آپ کے علاقے میں جو قانون ہے' وہ ہمارے پاس نہیں ہے۔ جب قانون نہیں تو پھر لوگوں نے بندوقیں اٹھائیں۔ یہ طالبان نے نہیں اٹھائیں' پورے مالاکنڈ ڈویژن کا مطالبہ ہے کہ مالاکنڈ ڈویژن کو قانون دیا جائے۔ آپ خود سوچیں کہ ہم بیٹھے ہوئے آپ کے ساتھ ہیں لیکن آپ جو قانون بناتے ہیں' وہ ہم پر لاگو نہیں ہوتے ہیں۔ جو صوبائی اسمبلی میں قانون بناتے ہیں' وہ ہم پر لاگو نہیں ہوتے ہیں تو پھر کیا یہ اختیار گورنر یا صدر کے پاس نہیں ہے؟ صرف ایک آرڈیننس کے ساتھ ہم پر یہ قانون لاگو ہو سکتا ہے۔

جناب والا! اس کے علاوہ ہمارے ایک بھائی نے یہاں کہا ہے کہ ہمارے پاس کیا ہے۔ جناب والا! وہاں صرف میوے کے باغات ہیں۔ باغات کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ گندم' گنا وغیرہ کوئی فصل نہیں ہے۔ لاکھوں ایکڑ زمین پر باغات ہیں۔ کروڑوں روپے کے باغات ہیں۔ یہ سب تین سالوں سے تباہ ہو رہے ہیں۔ اب یہ لوگ کیا کریں گے؟ وہ کیا بندوق نہیں اٹھائیں گے؟ آپ ذرا سوچیں کہ بارش کی طرح ان پر گولیاں برس رہی ہیں۔ ان چار پانچ دنوں میں آپ نے دیکھا ہوگا کہ ہر گھر سے دو تین جنازے نکل رہے ہیں۔ یہ کون کر رہا ہے؟ اس مسئلے کا حل نکالنا ضروری ہے۔ آپ دیکھیں کہ ان لوگوں کے باغات تباہ ہو گئے ہیں۔ ان کی آمدن تباہ ہو گئی۔ اب وہ کیا کریں گے۔ اب وہ بندوق تو اٹھائیں گے۔ وہ سکولوں وغیرہ کو کیوں خراب کریں گے؟ ہماری جو بہادر فوج تھی جسے آپ بہادر اور اچھا کہہ رہے تھے' وہ آج خواتین کی طرف رات کے اندھیروں میں جا رہے ہیں۔ کرفیو لگ جاتا ہے۔ صبح سے شام تک کرفیو ہے۔ ہمارے لوگ کرفیو

کے بارے میں جانتے بھی نہیں ہیں۔ اب کرفیو لگ جاتا ہے۔ عوام کے گھروں میں فوج جا رہی ہے۔ ہمارا یہ حال ہے۔ آپ یہ سنیں ۔ ہمارے ایک دوست نے بتایا کہ پچھلے دنوں چکدرہ میں ایک گاڑی میں ایک میجر، ایک کپتان اور دو تین سپاہی فوت ہو گئے تھے۔ جناب والا! بم تو اسی گاڑی میں تھا لیکن کہا گیا تھا کہ بم سائیکل پر نصب تھا۔ وہاں سائیکل تو بالکل ٹھیک تھی۔ آپ خدا کے لیے ہمارے لیے کچھ کریں۔ مالاکنڈ ڈویژن ، فاٹا کے ایم این اے جب اپنے گھروں کو جائیں گے، اپنے علاقے میں جائیں گے تو لوگ پوچھیں گے کہ کیا پورے ملک میں ایسے حالات ہیں؟

میں آخر میں سوال چاہتا ہوں کہ ہمارے ان لوگوں کے لیے جو فوت ہو چکے ہیں، فوری طور پر معاوضہ دیا جائے۔ ان کے گھروں کو آباد کیا جائے اور جو فصلیں اور باغات تباہ ہوئے ہیں، ان کی بھی فوری طور پر تلافی کی جائے، انہیں معاوضہ دیا جائے۔ مالاکنڈ ڈویژن کو اسلامی نظام دیا جائے۔ 1973 کے آئین میں لکھا ہوا ہے کہ جہاں سے کوئی قانون ختم ہوگا تو اس کی جگہ انہیں اسلامی نظام دینا ہے۔ اسلامی نظریاتی کونسل نے بہت فیصلے کئے ہیں، ان کو سامنے لائیں اور انہیں مالاکنڈ ڈویژن میں نافذ کریں۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بہت مہربانی۔ کرنل طاہر مشہدی صاحب۔

سینیٹر کرنل (ریٹائرڈ) سید طاہر حسین مشہدی: جناب چیئرمین شکریہ، بسم اللہ الرحمان الرحیم۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب والا! میں ایک وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔

محترم ساتھی نے یہ کہا ہے کہ مالاکنڈ ڈویژن کے بارے میں 1994 and 1999 میں جو شریعت Regulation Act جاری ہوا تھا اور یہ لاگو نہیں ہوا تھا تو میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ صوبائی حکومت پختونخواہ نے اس پر کام کرنے کے بعد اسے فیڈرل گورنمنٹ کو بھیجا ہے اور مجھے یقین ہے کہ انشاء اللہ اسی مہینے وہ شریعت ریگولیشن جو 1994 and 1999 میں بنا تھا لیکن نافذ نہیں ہو سکا تھا، ہم مالاکنڈ ڈویژن میں نافذ کریں گے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ۔

سینیٹر صاحبزادہ خالد جان: جناب والا! 1994 میں ایکٹ جاری ہوا تھا لیکن وہ ابھی

نافذ نہیں ہوا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، وہ یہی کہہ رہے ہیں کہ ہم اس پر کام کر رہے ہیں۔

سینیٹر صاحبزادہ خالد جان، کم از کم اس کے متعلق علماء کو بٹھائیں تاکہ ان کے ساتھ بات چیت ہو جائے اور پتا چلے کہ یہ قانون کیا چیز ہے۔ ہم نے صوفی محمد صاحب سے بھی بات کی تھی۔ ان سے بات کی ہے۔

(مداخلت)

سینیٹر صاحبزادہ خالد جان، آپ اپنے منتخب نمائندوں کو بٹھائیں۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل، صوبائی گورنمنٹ میں ان کے نمائندے موجود ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، میں عرض کر دوں کہ صاحبزادہ صاحب کا یہ کہنا ہے کہ مالاکنڈ کے جو نمائندے سینیٹ، قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلی میں ہیں، ان کو آپ اس process میں associate کریں کیونکہ وہ کسی لوکل مولانا سے زیادہ کارگر ہوں گے۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل، مالاکنڈ اور سوات سے صوبائی اسمبلی کے جو ممبر ہیں، ان کو اعتماد میں لیا گیا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، ٹھیک ہے۔ شکریہ۔ جی، کرنل صاحب۔

Senator Col (Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Thank you Mr. Chairman, I have to discuss the internal security and the prices prevailing in the country today and the role of the government to control them or to do something for the poor masses of Pakistan. First of all, let me say and make it categorically clear that the people of Pakistan had great expectations. They had great hopes. They were over-joyed that the time for change had come and that the change had come through the ballot. A party in which they had great faith, emerged as the single largest party i.e, the Pakistan Peoples Party. And it emerged as sigle largest party

because of great sacrifices made by their workers over the years, especially against military dictatorships. But most of all because of the highest sacrifice that any leader can possibly make for his or her people. Mohtarma Benazir Bhutto Shaheed made that sacrifice for the people of Pakistan, for the poor, the meek and the humble people of Pakistan, for whom she had the greatest love and who in turn had the greatest hope and expectations not only from her but from her party. The party unfortunately sans its great leader, came to power, and the people in the party who have the experience to govern, the people who were from masses, the workers who have given their blood, toil and sweat for the party and for this nation were expected rule us and a better tomorrow and a better today would come in this fair land of ours. But unfortunately we saw new people being oppointed at the helm of affairs. The experienced workers somehow the other, did not make it to any ministerial post or to any post of authority. We got stranded with a government which hardly exists. And if it exists, it is an invisible government. In the United States of America, there is an invisible government i.e. CIA. But in Pakistan the invisible government is the present day coalition government or Pakistan Peoples Party and its coalition partner. One partner is enjoying the perks and power, and is claiming to be in power and yet accepting no responsibility. Indeed a very strange state of affairs. And because of the strange state of affairs that exist we have no governance in the country whatsoever. The people of Pakistan are therefore being subjected to misery, deprivation, poverty, neglect and even rampant police torture

unabated, unhalted and nobody caring.

So, we have this clueless and non-caring government and we have this state of affairs which are prevailing in the country today. When I got out of the lift, on this wall behind me, I just glanced and I saw the first thing that came in front of my eyes. It was something that I knew about. Unfortunately like all Pakistanis, and like every government that comes to power in Pakistan and especially the present government, we seem to have forgotten the words ways of the founder of this great nation of ours, the Quaid-e-Azam Muhammad Ali Jinnah said and I quote; "the first duty of the government is the maintenance of law and order" so that the life, property and religious belief of the subjects are fully protected by the State." Have we all forgotten the sayings of the Quaid-e-Azam? If we have forgotten the sayings of the Quaid-e-Azam which is quite apparent. We have forgotten the founding principles which made the creation of this great nation possible. At least we might have read some books or at least we might have been told by some of our leaders what is the primary responsibility of the government? It is the maintenance of law and order, Good governance is not possible without it. There is no doubt about it. If any government in any country which has the slightest resemblance of democracy prevalent fails to provide law and order, if it fails to provide protection to its citizens or to their property or to their religious beliefs, it resigns, makes ways for others to try to do and perform the basic responsibilities. Then when I glance little further, I saw the words "you are free" and I qoute the Quaid-e-Azam; "you are free to go to your

temples, you are free to go to your mosques or to any place of worship in the state of Pakistan. You may belong to any religion or caste or creed that has nothing to do whatsoever to do with matters of state". Again the nation seem to have forgotten, Our leaders have forgotton it. The present government, seems to have no intention and no interest whatsoever to ensure this. The invisible government or the government that we are supposed to have which we hardly see seem to have forgotton but this is the second most important responsibility. Are the people of Pakistan enjoying the freedom of worship which was promised to the people of Pakistan, to the people of undivided India, when Pakistan was being created. It is quite apparent that nobody is bothered about that. There are two aspects to be debated today. One is the law and order prevailing in the country in the proper context and the other is Talbanization that is threatening the nation. As far as the law and order is concerned, it has deteriorated to such an extent that nobody in Pakistan is feeling secure. We just cannot even think that our families are secured. Our women and children are threatened. We are threatened. Our people who go to work are threatened. Our people who go to worship are threatened. Our people who attend political gatherings are threatened. And our traders, our businessmen, industrialists, are all threatened. Kidnapping for ransom is rampant. Crimes against women are on the increase and go unchecked. Crimes against children even sexual outrages against children, minor children are on the increase and the IG of Punjab when he was appearing before my Committee had admitted that far the highest rise in crimes in

any single subject, was crimes against children and nothing is being done to check this. These heinous and monsterous acts are committed by criminals who cannot be in their right minds. In addition to that...

(Interruption)

Mr. Presiding Officer: Please wind up.

Senator Col. (Retd.) Tahir Hussain Mashhadi: Sir, I am also representing my party and I have extra time as was decided in the meeting.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، آپ خود مختار ہیں لیکن اگر wind up کریں تو مہربانی ہو گی۔

Senator Col. (Retd.) Tahir Hussain Mashhadi: Right sir, I just go through the point sir. I will of course obey you sir.

Mr. Presiding Officer: Thank you.

Senator Col. (Retd.) Tahir Hussain Mashhadi: Police high handedness is quite apparent, especially in the province of Sindh which I have the honour to represent. Fake encounters are being resorted to. Even respectable businessmen are being picked up and involved in fake encounters by the police unchecked in Karachi. Sindh is turning into a police province. Time has come that this government or the unelected representatives who guide and control the government by remote control take notice of it. Police action against nationalities and political opponents must stop. The nationalities of Pakistan, the beautiful people belonging to different caste, creeds from different regions of this country which create

and maintain and are the strength of Pakistan. No particular people should be torgeted and prosecuted. Now they are doing it to the Baluchis and especially, in areas of Murri Bugti. The military operations must cease and the action by the provincial governments and the agencies against political opponents must cease. When there is, wire tapping of almost all politicians and prominent citizens which was admitted on the floo. of this House as being done with the permission of the Prime Minister House does not give a good name to any government and especially, this government which is supposed to be the government of the people. Talibanization is gaining hold. I do not ask you to listen to me, I do not ask you to listen to anybody from Karachi but please pay heed to the Taliban spokesman, Mulla Umer who has categorically gone on BBC, CNN and said it and then he has issued press releases, this has been carried by Pakistani media on the television and in the newspapers that Taliban have already taken positions in Karachi and they can take over Karachi at any given time because Karachi is the political hub, because it is the industrial hub, it is the financial hub and it has got the most modern people, therefore, they need Talibanization. So, I hope the government takes note of it. Job opportunities must be created. If I had more time, I would speak about the great nationalities which constitute Karachi and of their role in the creation, the development and the well-being of Karachi. The Punjabi, the Pakhtoon, the Sindhi, the Baluchi and the Urdu speaking have all contributed in making Karachi, what it is today. No nation can be left out of Karachi. Karachi is a joint venture created by all the

nationalities and every nationality enjoys full rights and every nationality is given full protection. We ensure that they are given their due rights and they are treated with honour and dignity. This is our right because I belong to a Punjabi community and we are given equal rights as anybody else in that province and in that city.

The POL prices can easily be lowered, I had said in my budget speech that the taxes could be lowered or the Sales Tax be lowered on POL. If you just take 5% from it and leave 11%, a lot of relief will be provided to the poor people of Pakistan. The people of Karachi are suffering. The people of Balochistan are suffering. Interior Sindh is suffering because of lack of electricity and nothing has been done to improve the situation. Specially in the rains, the whole system broke down in Karachi for many days at a time, they were left in darkness. The leaders are busy in talks with no time to solve the problems of the people.

Mr. Chairman, we were promised that the infamous concurrent list would be abolished. It has still not been abolished and we were promised provincial autonomy. Unless the provinces are given provincial autonomy , you cannot possibly expect them to serve their people with the requsite spirit and with the spirit that they deserve to be served. Our people are the best public on earth. We tolerate hardships, misery, neglect. We tolerate high prices. We tolerate police atrocities. We tolerate military operations against us from time to time and we tolerate great injustices but we must be granted the right to govern ourselves and this right has been promised and it is enshrined in the Constitution also It is enshrined in the

Constitution of the Pakistan Peoples Party's manifesto also and it was even promised by the Prime Minister in his maiden speech in the National Assembly. Steps must now be visibly taken to grant this provincial autonomy to the provinces so that the people of Pakistan can be given the benefits of this great nation of ours. Government must make policies to make this country strong. It must take all possible steps to provide food at cheaper rates. It should provide justice. It should have a check on the police, so Pakistan does not become a police state. It must have a check on the agencies, so they do not intrude into the privacy of the innocent law abiding people of Pakistan, to the peaceful and patriotic people of Pakistan and Last of all we must work for a Pakistan as envisaged by Quaid-e-Azam which is a modern Pakistan, a progressive Pakistan and a prosperous Pakistan. Thank you Mr. Chairman.

Mr. Presiding Officer: Thank you Colonel Sahib.

جی حاجی صاحب۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل، جناب چیئرمین! honourable ممبر نے ---

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، اگر ہر بات پر reply کریں گے تو بڑا مشکل ہو گا۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل، انہوں نے کراچی میں Talibanization کے متعلق کہا ہے۔ سندھ کے Interior Minister نے کہا ہے کہ there is no Talibanization in Karachi.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، میری request یہ ہو گی کہ اگر آپ اپنی تقریر میں جواب دیں تو بہتر ہو گا۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل، چیئرمین صاحب! میں تقریر نہیں کروں گا، صرف یہی کہوں

گا کہ ہمیں خوف ہے کہ ایک سازش کی جا رہی ہے۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، میرے خیال میں---

سینیٹر حاجی محمد عدیل، پختونوں کے خلاف ایک سازش کی جا رہی ہے---

(مداخلت)

Senator Col. (Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi: I did not know that Minister's speak gospel truth that anything that ministers say, we are humbly supposed to listen to and obey. I am telling you thefacts that exist. I am elected representative from Karachi. That Minister is not elected from Karachi and has no idea as to what is going on.

Senator Haji Muhammad Adeel: Mr. Zulfiqar, Interior Minister.....

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، حاجی صاحب، please do not interfere آپ تشریف رکھیں پلیز۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، حاجی صاحب عرض یہ ہے کہ آپ ہر بات کا جواب دیں گے تو پھر ایسی ہی controvercies create ہوں گی۔ میں تو کہہ رہا ہوں کہ آپ اپنے ٹائم پر تقریر کر لیں۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، عرض سن لیں، آپ کو اگر---

سینیٹر حاجی محمد عدیل: Interior Minister یہ کہتا ہے کہ there is no talibanization in Karachi.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، رضا صاحب، آپ پلیز بیٹھیں، چوہدری صاحب پلیز بیٹھیں۔ بادینی صاحب، پلیز بیٹھیں۔ ٹھیک ہے آپ کی بات ریکارڈ پر آ گئی۔ آپ کا پوائنٹ آ گیا، پلیز بیٹھ جائیں۔ جناب ممتاز محفوظ صاحب۔

سینیٹر ولی محمد بادینی، کرزئی کی تعریف ہو تو خوش ہوتے ہیں، ورنہ نہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، جی ممتاز محفوظ صاحب۔

سینیٹر ممتاز حسین محفوظ، شکریہ چیئرمین صاحب کہ آپ نے مجھے اس اہم مسئلے پر بات کرنے کی اجازت دی۔ یہ حقیقت ہے کہ امن و امان کا مسئلہ ملک کی معیشت کی ترقی کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے اور حکومت کا کام عوام کے مال و جان کی حفاظت کرنا ہے۔ ہمیں آج کے حالات کا جائزہ لینے سے پہلے ماضی کے دریچوں میں جھانکنا پڑے گا۔ سابقہ ادوار حکومت میں ملک میں ساٹھ، ستر خودکش حملے ہوئے جس میں ہزاروں جانیں ضائع ہوئیں۔ اٹھارہ اکتوبر کا سانحہ کارساز ہو یا عدالتوں، امام بارگاہوں، مسجدوں، بازاروں، پارکوں اور ہوٹلوں میں بم دھماکے ہوں یا بلوچستان میں سکیورٹی کے نام پر خون کی ہولی کھیلی گئی ہو، street crimes ہوں، اغوا برائے تاوان، چوری، ڈکیتی، رہزنی جیسے سارے جرائم گزشتہ حکومت کی پیداوار ہیں۔ جناب چیئرمین صاحب! جب بھی آمرانہ نظام حکومت ہوتا ہے، نئے نئے جرائم پرورش پاتے ہیں۔ پہلے آمر نے اپنے دور حکومت میں کلاشنکوف، ہیروئن اور سمگلنگ کے کلچر کو فروغ دیا۔ دوسرے آمر نے اپنے دور میں خودکش دھماکے، بم دھماکے، اغوا برائے تاوان اور street crime جیسے جرائم کو تقویت دی۔ جو بیج انہوں نے بوئے، جمہوری حکومت انہیں کاٹ رہی ہے۔ بلوچستان جیسے پرامن صوبے کے حالات کس نے خراب کیے ہیں؟ جو مسائل بات چیت کے ذریعے طے کیے جانے چاہیے تھے، انہیں بندوق کی گولی اور لشکرکشی کے ذریعے حل کرنے کی ناکام کوشش کی گئی۔ حکومت عوام کی حفاظت، سکیورٹی کی بجائے ناجائز پکڑ دھکڑ اور سیاسی اور معصوم شہریوں کو غائب کرنے اور لوگوں کو آباد کرنے کی بجائے برباد کرنے میں لگی رہی اور بے روزگار کرتی رہی۔ جن کے ذمے سکیورٹی تھی، وہ خود سکیورٹی کے طلبگار بن گئے۔ حال یہ تھا کہ فوج کی سکیورٹی کے لیے FC, FC کی سکیورٹی کے لیے پولیس اور پولیس کی سکیورٹی کے لیے FC رکھی گئی۔ یہ تھا

سابقہ نظام حکومت اور نظام سکیورٹی۔ سکیورٹی فراہم کرنے والے ادارے اپنے اداروں کی دیواریں اونچی کرنے لگے' یہ ماضی کی حکومت سے موجودہ حکومت کو ورثے میں ملا تھا۔ آٹھ سالوں کی غلط پالیسیوں نے معیشت کو تباہ کر دیا۔ ملک کو بحرانوں میں دھکیل دیا۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ سابقہ حکومت پہلے سے اعلان کرتی تھی کہ دھماکے کرنے والے چار خودکش دہشت گرد ملک میں داخل ہو گئے ہیں۔ ان کا حلیہ' عمریں' شکل و صورت اور خاکے جاری کر دیے جاتے تھے لیکن اس کا کوئی سد باب نہیں کیا جاتا تھا۔ انہوں نے جس جگہ پر دھماکا کرنا ہوتا تھا' وہ جا کر دھماکا کرتے تھے۔ یہ تھا نظام حکومت' یہ تھا نظام سکیورٹی۔ جمہوری حکومت کی پالیسیوں اور حفاظتی اقدامات کے تحت بہت بہتری آئی ہے۔ خودکش اور بم دھماکے کم ہونا شروع ہو گئے ہیں۔ حالات اور امن و امان ٹھیک ہونے میں وقت لگے گا' یہ حکومت کی ذمہ داری ہے اور فرض بھی ہے۔ آپ کے آدھے مسائل اس وقت حل ہو جائیں گے جب آپ صوبوں کو خود مختاری دیں گے۔ ان کے وسائل پر ان کا حق دیں گے۔ ان کو وسائل اور مسائل اور اپنی بات کہنے کا حق دیں گے۔ ان کو اپنی حفاظت کرنی آتی ہے۔ ہمیں اس وقت اتحاد اور اتفاق کی ضرورت ہے ہمیں ایک قوم بن کر دکھانا ہے اور اپنا share اس میں ڈالنا ہے۔ خدا ہمیں اس بات کی توفیق دے کہ ہم اچھے کام کر سکیں اور ملک کو یکجا رکھ سکیں۔ بہت بہت شکریہ۔

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، شکریہ جی۔

(مداخلت)

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ، یہ طے ہوا ہے کہ کوئی point of order نہیں ہو گا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، جی جناب لغاری صاحب لیکن آپ پلیز short رکھیے' آپ کے پاس تیس سیکنڈ ہیں۔

سینیٹر سردار محمد جمال خان لغاری، جناب معزز چیئرمین صاحب! میرا پہلا فرض بنتا ہے کہ آپ کو مبارکباد دوں۔ آپ اتنے خوبصورت لگ رہے ہیں' اس seat پر جلوہ افروز ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، مجھے بہت compliments مل رہے ہیں، کہیں آپ مجھے "وہ" نہ کر دیں۔

سینیٹر سردار محمد جمال خان لغاری: میں اپنے فرض سے کوتاہی برتوں گا اگر میں اس معزز ایوان کے سامنے ابھی یہ بات نہ رکھوں۔ جناب! یہ ہوا ہے کہ لاہور میں Punjab House کے سامنے NCHD کے تقریباً پانچ سو افراد اس وقت تھے، اب وہ ہزاروں کا مجمع بن چکا ہے۔ وہ موسلادھار بارش میں پرامن مظاہرہ کر رہے تھے۔ جناب! ہمیں بتایا جائے 29 جون کو ہمارا وفد وزیر اعظم کو جا کر ملا تھا، انہوں نے ہماری performance پر ہمیں مبارکباد دی اور کہا کہ 2015 تک کے جو اہداف ہیں، ان کو پورا کرنے کی خاطر ہم آپ کو مزید funds provide کریں گے۔ اس ادارے نے international literacy award for its excellent performance حاصل کیا ہے۔ محترمہ ایک second مجھے مکمل کرنے دیں، میں بتا رہا ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، مجھے موقع دیں کہ میں آپ کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے، آپ کو یہ بتاؤں کہ NCHD کے لوگوں نے محترمہ بےنظیر بھٹو صاحبہ کے مزار پر بھی مظاہرہ کیا ہے، مجھے اطلاع ہے اور اپنے کاکڑ صاحب بیٹھے ہیں، میں ان سے یہ کہوں گا کیونکہ کل نوید قمر صاحب price issue پر wind up کرنے کے لیے آئیں گے تو آپ ان سے یہ کہیں کہ وہ NCHD کے issue پر ضرور روشنی ڈالیں کہ حکومت کیا کرنا چاہ رہی ہے، تقریباً 80000 لوگ متاثر ہوئے ہیں۔

سینیٹر سردار محمد جمال خان لغاری: جناب چیئرمین صاحب! آپ کا شکریہ---

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، جناب! آپ کی بات پر میں ruling دے رہا ہوں کیونکہ debate کو چلنے دیں اور میں کاکڑ صاحب سے request کروں گا کہ نوید قمر سے کہیں کہ وہ کل NCHD کے issue پر Senate کو بتائیں کہ ان کی Government کی کیا policy ہے۔

سینیٹر سردار محمد جمال خان لغاری: اس طرح کیوں کیا ہے؟ جناب چیئرمین صاحب! پنجاب ہاؤس کے سامنے عورتیں اپنے دوپٹے نیچے پھینک کر دوڑ رہی ہیں اور موسلا دھار بارش میں عورتوں کے پورے کے پورے دھڑ نظر آ رہے ہیں، ان کے دوپٹے اتر گئے ہیں، ان کو

پنجاب police مارتی جا رہی ہے' یہ کہاں کا انصاف ہے۔ روٹی کپڑا مکان دینے والے' نعرے مارنے والے' اس mandate سے آئے ہوئے ہیں۔ جناب! انہوں نے آخر کیا کیا ہے؟

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ، آپ اس طرح points سنتے رہیں۔ یہ جائیں اور اپنا شوق پورا کریں' انہوں نے اس طرح دکھانا ہے' ان کے پاس اس requisition کے لیے کچھ نہیں ہے اور ہر بات پر walk out کر رہے ہیں' یہ اپنا شوق ضرور پورا کریں' اگر ان کا یہ رویہ رہا---

(اس موقع پر Opposition House سے walk out کر گئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، کاکڑ صاحب! تھوڑے سے ٹھنڈے ہوں۔ میں آپ سے request کروں گا' ٹھیک ہے' ان کا ایک point ہے۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ، یہ گھر سے گرم آئے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، میں سمجھتا ہوں کہ آپ میں سے کچھ دوست جائیں اور ان کو لے کر آئیں تو بہتر ہو گا۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ، اس طرح تو نہیں ہوتا ہے۔ ہم آپ سے request کریں گے کہ اس وقت دیکھ لیں کہ کیا---

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، میرے خیال میں اس Senate کی جو روایت رہی ہے' بی بی---

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ، اب ہم ان کو منانے نہیں جائیں گے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، رضا صاحب! تشریف لائیں۔

سینیٹر سعدیہ عباسی، یہ کوئی طریقہ نہیں تھا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، سعدیہ بی بی! میرے خیال میں تھوڑا سا تحمل اور برداشت ہونی چاہیے۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، رضا صاحب! Opposition نے اس issue پر walk out کیا ہے۔

سینیٹر سعدیہ عباسی، Police نے کسی کو نہیں مارا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، پنجاب police نے--- NCHD کا مظاہرہ ہو رہا تھا---

سینیٹر سعدیہ عباسی، جناب! یہ drama ہے' ہم NCHD کے بارے میں اس House میں بولتے رہے ہیں کہ corrupt ادارہ ہے' یہ parallel system چلایا جا رہا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، بی بی! وہ اپنی جگہ بات درست ہے۔

سینیٹر سعدیہ عباسی، اب اس کو بند کیا جا رہا ہے' ان کو تکلیف ہے۔ نسیم اشرف کو brought up کرنا ہمارا کام ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، میری عرض سن لیں' آپ کی بات بالکل درست ہے لیکن NCHD کے ساتھ جو allied employees ہیں جو اس وقت تقریباً ہزاروں کی تعداد میں ہیں کیونکہ وہ displace ہو رہے ہیں تو مسئلہ ان کا ہے' مسئلہ ڈاکٹر نسیم اشرف کا نہیں ہے۔ میری عرض سن لیں' ایک issue ہے' اس پر Government کی position آنی چاہیے۔ میں رضا صاحب سے یہ request کروں گا کہ پہلے ان کو واپس لانے کی کوشش کریں۔

(اس موقع پر House میں اذان ظہر کی آواز سنائی دی)

(اس موقع پر Opposition کے اراکین House میں واپس آ گئے)

سینیٹر کامل علی آغا، جناب چیئرمین! میں عرض کروں گا کہ اس سے پہلے قائد ایوان اس پر کچھ فرمائیں' اس House کی روایت ہے' میں یہ درخواست کروں گا کہ اس کو پامال نہ کیا جائے۔ سینیٹر کاکڑ صاحب ہمارے بڑے ہی محترم دوست اور بھائی ہیں اور وزیر ہیں' اللہ تعالیٰ نے ان کو بڑے منصب پر پہنچایا ہے لیکن وہ سینیٹر ہوتے ہوئے' اپنے ہی House جس کے وہ Member بھی ہیں' اس کا تقدس اس طریقے سے پامال نہ کریں۔ وہ اپنی گفتگو کو مہذب رکھیں' اس طریقے سے الفاظ استعمال کرنا' آپ ایک تو وہ الفاظ expunge کریں' یہ اچھی بات نہیں

ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، کون سے الفاظ؟

سینیٹر کامل علی آغا: میں دوہرانا نہیں چاہتا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، میں record دیکھ کر پھر کرتا ہوں' مجھے پتا نہیں ہے کہ انہوں نے ایسے کوئی الفاظ کہے ہیں۔ Record میں دیکھ لیں گے' اگر کوئی ایسی بات ہو گی۔

سینیٹر کامل علی آغا: یہ اچھی بات نہیں ہے' یہ اچھا طریقہ نہیں ہے' یہ اچھی گفتگو نہیں ہے' اچھی گفتگو کریں۔ ایک دوسرے کی عزت کرنی چاہیے' اس طریقے سے یہ اعتراض بھی کر سکتے ہیں لیکن جب آپ اجازت دیں' آپ سے اجازت لیں اور جب آپ اجازت دے دیں تو وہ اس کے بعد ضرور بولیں۔ معزز رکن جب بات کرتا ہے' آپ نے اجازت دے دی' اس کے بعد وہ بات کر رہے ہیں۔ اس کے بعد ان کی جو گفتگو اور interruption ہے اور آپ کے اجازت دینے پر جو اعتراض ہے' میں نہیں سمجھتا کہ یہ اچھی بات ہے اور اچھی روایت قائم نہیں ہو گی۔ ایک اچھی روایت ہے' اس کا قائم رہنا اور رکھنا ہمارے فرائض میں شامل ہے۔ بہت شکریہ جی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، رضا ربانی صاحب۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین صاحب! میں معذرت چاہتا ہوں۔ ہماری حتی الامکان کوشش یہ ہوتی ہے کہ Senate کا ماحول صحیح رہے اور اس میں یقیناً آغا صاحب اور پوری Opposition کا ہمارے ساتھ بڑا تعاون رہتا ہے۔ تمام ministers اور Treasury benches کے دوست اسی کوشش میں رہتے ہیں لیکن کبھی کبھار تھوڑی بہت گرمی سردی ہو جاتی ہے جس کے لیے میں سمجھتا ہوں کہ میری ابھی کاکڑ صاحب سے بات بھی ہوئی ہے' آپ بھی اپنا record دیکھ لیں کیونکہ وہ کہہ رہے ہیں کہ میں نے کوئی ایسی بات نہیں کی۔ بہرحال میں اس بحث میں نہیں پڑتا---

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، میرے خیال میں انہوں نے ایسی کوئی بات نہیں کی ہے لیکن تھوڑی سی قابل اعتراض بات تھی' وہ میں آپ کو بتا دوں' وہ یہ تھی کہ میں ان سے کہہ رہا تھا' ان کو منانے جائیں' شاید کاکڑ صاحب اس بات پر reservation ظاہر کر رہے تھے۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، بہرحال وہ کہہ رہے ہیں کہ انہوں نے نہیں کہے' آپ اپنا record دیکھ لیں' میں اس بحث میں نہیں جاتا لیکن اگر کسی member کی یا مجموعی طور پر حزب اختلاف کی دل آزاری ہوئی ہے تو میں Treasury benches کی جانب سے اس کی معذرت چاہتا ہوں۔ کوئی ایسی بات نہیں ہے' ہم آپس میں بھائی ہیں اور ہم نے ہمیشہ ماحول اچھا رکھا ہے اور I am grateful to the Leader of the Opposition کہ انہوں نے اس میں ہمیشہ تعاون کیا ہے۔

جہاں تک incident کا تعلق ہے تو ابھی lunch break ہو گا' I will get in touch کیونکہ صوبائی مسئلہ ہے ' I will get in touch with the Punjab Government and find out what the situation is and I will try to make a statement.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، بالکل مناسب بات ہے۔ اب House آگے کس طرح چلانا ہے' ابھی lunch کرنا ہے۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب! میرا خیال ہے کہ آپ ابھی adjourn کر دیں اور کھانے کے فوراً بعد reconvene کر لیں تاکہ جو باقی کارروائی ہو۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، جی' مجھے time بتا دیں' 3.30 جی یاسمین بی بی۔ کوشش کریں گے کہ جلدی سے جلدی information آئے' during the course of the day وہ definitely ضرور بتائیں گے کہ کیا ہوا ہے۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب چیئرمین صاحب! 3 بجے رکھ لیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، نہیں' میرے خیال میں یہ مناسب نہیں ہے کہ ساڑھے تین بجے کر لیں۔ آپ دونوں حضرات Leader of the Opposition and Leader of the House بتائیں۔ میں time پر کوئی ruling نہیں دے سکتا' آپ لوگ جو agree کریں' میں اس طرح کروں گا۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب! آغا صاحب سے بات ہوئی ہے کہ پانچ بجے رکھ لیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، رضا محمد رضا صاحب! آپ پانچ بجے کے بعد پہلے

So, the House is adjourned to ہوں گے، اس لیے آپ تشریف لے آئیں۔ speaker meet at 5 p.m. today.

[The House was then adjourned for lunch to meet again at 5 p.m.]

(The House reassembled after the lunch break with Mr. Presiding Officer (Col.(Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi) in the Chair)

Mr. Presiding Officer: We have very limited time and a lot of speakers. I have the list of speakers. It is not my habit to interrupt anybody. I will try to give as much time as the members want but the evening is your own, the longer you speak the longer you will have to stay and you have to decide yourselves. The time for each member is 10 minutes which was agreed by the party leaders but from my side is a request to my colleague and my brothers and sisters that if you could make it as shortest as possible because I don't like to interrupt and I hope that would not have to, unless of course, we really over shoot the time. Now I give the floor to Senator Raza Muhammad Raza Sahib, please take the floor.

سینیٹر رضا محمد رضا، جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ مجھے evening session میں بولنے کا موقع دے رہے ہیں۔ آج ہم ملک کو در پیش اندرونی خطرات جو لاقانونیت، مہنگائی اور غذائی اجناس کی قلت کی صورت میں ہیں، پر بحث کر رہے ہیں۔ ہمارے پشتونخواہ ملی پارٹی کے پارلیمانی لیڈر جناب عبدالرحیم مندوخیل نے گزشتہ دو دنوں کے دوران جو

اندرونی اور بیرونی خطرات ملک کو لاحق ہیں ان پر تفصیلی روشنی ڈالی کہ اس وقت ہمارا ملک بدترین بحرانوں سے دو چار ہے۔ اس ملک کی سکیورٹی، امن و امان اور اس کی سالمیت خطرے میں ہے۔ اندرونی طور پر امن و امان کی صورتحال خراب ہے بالخصوص پشتونخواہ وطن دہشتگردی کا شکار ہے۔ ملک میں غرب، بیروزگاری اور مہنگائی کا عالم یہ ہے کہ ہمارے کروڑوں لوگ دو وقت کی روٹی کے لیے پریشان ہیں اور ان کی گزر بسر بد سے بدتر ہوتی جا رہی ہے۔ جناب! میں اس میں یہ اضافہ کروں گا کہ جس بحران کا اب ہم سامنا کر رہے ہیں یہ اس ملک پر مسلط طویل آمریت کی پالیسیوں کا نتیجہ ہے جنہوں نے ہمارے ملک کو بدترین دہشتگردی کے حوالے کیا۔ یہاں پر ہزاروں خارجی دہشتگردوں کی پرورش کی۔ ان کو مراکز فراہم کیے، ان کو sponsor کیا گیا جس کے نتیجے میں ہمارا پورا ملک اور پشتونخواہ وطن آگ اور خون کے شعلوں کے حوالے ہے۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ اس وقت جب ہم بول رہے ہیں، اس وقت بھی پشتونخواہ کے مختلف علاقوں میں جنگ کے شعلے بھڑک رہے ہیں، ہمارے لوگ مر رہے ہیں۔ ہمارے بچوں کے اسکول جلائے جارہے ہیں۔ جب میں بول رہا تھا، بولنے سے پہلے ٹی وی پر آیا کہ مٹہ کے گرلز کالج کو جلایا گیا اور جیسا کہ میرے لیڈر نے کہا کہ اس وقت تک، گذشتہ چند دنوں کے دوران سو کے قریب بلکہ اس سے بھی زیادہ اسکولوں کو جلایا گیا۔ مسلسل حملے ہورہے ہیں تمام شہروں میں، تمام علاقوں میں۔ یہ سلسلہ اب بڑھتا جارہا ہے تمام ملک کی طرف اور ایسی خبریں آرہی ہیں کہ مظفرگڑھ تک یہ اثرات پہنچے ہیں، اسلام آباد کو تو آپ پہلے ہی دیکھ چکے ہیں۔

مسئلہ یہ ہے کہ اس دہشت گردی کی وجہ سے ہمارے ملک کی اندرونی صورتحال اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ ہمارا مستقبل بدترین خطرات سے دوچار ہے۔ امن و امان مکمل طور پر تباہ ہے اور کسی کے جان و مال کی کوئی ضمانت باقی نہیں رہی۔ لوگوں پر ایسی صورتحال مسلط کی جارہی ہے کہ ان کو تعلیم سے محروم کیا جارہا ہے۔ صرف سوات میں اس وقت 70 ہزار بچیاں اسکول نہیں جا رہیں۔ جناب اس صورتحال میں مسلسل اضافہ ہورہا ہے۔ اگر ہم نے دہشت گردی کا مقابلہ نہ کیا، اس کے خلاف ہم نے موثر اقدامات نہ اٹھائے، ہم نے ان دہشت گردوں کے مراکز کا قلع قمع نہ کیا اور تمام خارجی دہشت گردوں کو نکال باہر نہ کیا تو حالات یہ ہیں کہ دنیا کی قوتیں، اقوام عالم کے امن کی قوتیں خطرات کا مقابلہ کرنے کے لیے، اپنے اور دنیا کے امن کے لیے، ان دہشت

گردوں پر حملے کرنے پر مجبور ہوں گی۔ اس حوالے سے ہمارے ملک کو سنگین چیلنج درپیش ہے۔

ہمیں اس بات پر افسوس ہے کہ ہمارے ملک کی جمہوری پارٹیاں' اس ایوان میں بیٹھے ہوئے ہمارے معزز اراکین ان سنگین خطرات کا درست طور پر ادراک نہیں کر پا رہے۔ وحشت اور بربریت کی ان قوتوں کی جس سختی سے مذمت کی جائے اور ان کے خلاف جس محاذ کی ضرورت ہے فوری طور پر وہ قائم کیے جائیں' اس حوالے سے ہمارا ردعمل اور ہماری ذمہ داری بہت کم ہے۔

جناب والا! اس کے علاوہ اس وقت ہمارے ملک کی اندرونی صورتحال کا آپ کو بخوبی علم ہے۔ کراچی سے لے کر چترال تک تمام ملک میں بدامنی اور لاقانونیت کا دور دورہ ہے۔ ہماری تمام roads غیر محفوظ ہیں۔ ہماری تمام شاہراہوں پر کوئی امن کے ساتھ سفر نہیں کرسکتا۔ ہمارے وطن میں اغواء' ڈکیتی اور قتل و غارت کے جو واقعات ہورہے ہیں' آپ میڈیا میں اس کے ایک روز کے اعداد و شمار اگر نکالیں تو اس سے تمام تصویر واضح ہوجاتی ہے۔ حالت یہ ہے کہ اس وقت ہمارے عوام جان و مال اور عزت و آبرو کے مسئلے سے دوچار ہیں۔ اس وقت ملک میں کسی قسم کی کوئی حکومت اور ادارہ وجود نہیں رکھتا۔ کسی کے پاس فریاد سننے کے لیے کوئی وقت نہیں۔ کسی بھی ادارے سے یہ امید یا توقع نہیں کی جاسکتی۔ ہمارے عوام اتنے بےبس اور مایوس ہیں کہ ان تمام واقعات کے باوجود وہ بالکل ناامید ہیں اور انہیں امید کی کوئی کرن نظر نہیں آتی۔ بدترین بد امنی' لاقانونیت اور anarchy مسلسل پھیل رہی ہے۔

جناب! ہم نے جو بدترین آمریت کا اذیت ناک دور دیکھا تھا' اس کی پالیسیوں کی وجہ سے ہمارا ملک نیلام ہوا' ہمارے پبلک سیکٹر کے اہم محکمے کوڑیوں کے دام نیلام ہوئے۔ ہمارے تمام ادارے' ہمارے banks, ہمارے کارخانے' ہمارا واپڈا' ہمارا پی ٹی سی ایل اور حتی کہ اسٹیل ملز' ہمارا عدالتی نظام تباہ ہوا اور ہماری economy تباہ ہوئی۔ ہم اتنے مقروض ہوئے کہ اندرونی طور پر 2800 ارب روپے کے قرضدار تھے اور 46 ارب ڈالر کے خارجی قرضدار تھے۔ ہمیں یہ امید تھی کہ یہ جو تباہی اور بربادی کی صورتحال ہے' ہمیں منتخب جمہوری حکومت سے یہ امید تھی' کروڑوں لوگوں کی یہ امید اور آرزو تھی کہ اس کے آتے ہی اس صورتحال میں کمی آئے گی لیکن جناب' پچیس دن کے اندر اندر 32 ارب روپے کا مزید قرضہ لیا گیا۔ مہنگائی میں مسلسل اضافہ ہوتا رہا۔ اس وقت ہمارا ملک بیرونی مصنوعات کی منڈی بن گیا ہے۔ ہم 40 ارب ڈالر کی درآمدات کررہے ہیں

جبکہ ہماری برآمدات کا یہ حال ہے کہ وہ 19 ارب ڈالر سے کم ہیں۔

ایسے حالات میں پیداواری نظام مکمل طور پر رک گیا ہے' کوئی پیداواری عمل اس وقت جاری نہیں' بدامنی کی صورتحال میں جو سرمایہ کاری تھی اور جس کے پروپیگنڈے کیے جارہے تھے' وہ بھاگ رہے ہیں۔ ملک میں یہ حالت ہے کہ اس وقت مہنگائی کا دور دورہ ہے۔ پٹرول' گیس' بجلی اور اشیاء خورونوش کے بغیر انسان زندہ نہیں رہ سکتا' ان کی قیمتیں آسمان کو چھو رہی ہیں۔ قیمتوں کو control کرنے کا کوئی نظام نہیں' کوئی ذمہ داری محسوس بھی نہیں کرتا۔ اجارہ دار' سود خور اور ذخیرہ اندوز کے جی میں آتا ہے' وہ ضرورت کی اشیاء لے کر مرضی سے لوگوں پر اپنی قیمتیں مسلط کرتے ہیں۔ ان تقریباً چھ مہینوں کے دوران ہماری عوام کی حالت بد سے بدتر ہوئی ہے۔ امن و امان کے حالات بد سے بدتر ہوئے ہیں اور اس وقت ہمارے لوگ اپنے بچوں کو قتل کرنے پر مجبور ہیں۔ لوگوں کو آٹا نہیں مل رہا۔ زرعی ملک ہونے کے باوجود ہم بیرون ملک سے گندم اور آٹا خریدنے پر مجبور ہیں۔ ایسے حالات میں یہ اس ہاؤس کی ذمہ داری ہے' اس حکومت کی جس کے بڑے بڑے دعوے تھے۔ شہداء کی' سیاسی قائدین کی' سیاسی کارکنوں کی قربانیاں ہیں۔ سینکڑوں کی تعداد میں ہمارے شہداء کی قربانیوں اور شہادتوں اور ہمارے کروڑوں لوگوں کی انتہائی طویل قربانیوں کے بعد یہ ہماری جمہوری حکومت قائم ہوئی ہے۔

ہماری پارٹیاں بار بار ان سے استدعا کرتی رہی ہیں' ان کو یقین دلاتی رہی ہیں کہ وہ ہمت کریں' جمہوری انداز سے اس ملک کو چلائیں' آمریت کے تمام فیصلوں کو ختم کریں' آمریت کی باقیات اور نشانیوں کا خاتمہ کریں' اس ملک کے ایوان صدر پر مسلط غیر آئینی فوجی جرنیل کا فوری طور پر خاتمہ کریں' اس ملک کی عدلیہ کو فوری طور پر بحال کریں۔ ایک نمائندہ' جواب دہ حکومت' وجود میں لائیں اور ہمارے کروڑوں عوام جو بدامنی کی صورتحال سے دوچار ہیں ان کے لیے امن کو یقینی بنائیں۔ ہمارے عوام غربت' بے روزگاری اور مہنگائی کی بدترین صورتحال سے دوچار ہیں' عوام کو امید دیں' ان کو ریلیف دیں' ان تمام ناروا ٹیکسوں کا خاتمہ کریں جو آمریت کے دور میں مسلط ہوئے۔ ان تمام غیر پیداواری اخراجات کا خاتمہ کریں جو ہمارے حکمرانوں کی' سول اور فوجی بیوروکریسی کی عیاشیوں کے لیے ہیں اور پیسہ نکال کر عوام کو ریلیف دیا جائے۔ قیمتوں کو control کیا جائے۔ امن و امان کی صورتحال کو بگاڑنے کے ذمہ داروں کے خلاف مؤثر کارروائی

کی جائے۔ دہشت گردی کے خلاف ایک موثر operation کیا جائے لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ چھ مہینوں کے گزرنے کے بعد بھی اس وقت تک ہمارے عوام کو کوئی حکومت نظر نہیں آ رہی۔ کسی قسم کی کوئی امید نہیں اور جو سبب بنا ہے وہ یہ ہے کہ ان پارٹیوں سے ہمارے عوام کا اعتماد اٹھتا جا رہا ہے۔ اب ایک بار پھر ہمیں امید ہو چلی ہے ایسا لگتا ہے کہ ان کو یہ احساس ہوا ہے کہ اگر وہ آمریت کے خلاف اپنا محاذ مضبوط نہیں کرتے اور موثر اقدامات نہیں کرتے تو ان کے خلاف آمریت کا الزام ہوگا۔ ہمیں امید رکھنی چاہیے کہ ہماری جمہوری منتخب حکومت اپنی ذمہ داری نبھائے گی۔ موجودہ صورت حال کا درست ادراک کرے گی۔

جناب چیئرمین! اس ملک کے کروڑوں پشتونوں اور دیگر عوام کو انتہائی سنگین صورت حال کا سامنا ہے۔ ہمیں کراچی میں بدترین صورت حال کا سامنا ہے۔ جناب والا! کراچی آپ کا شہر ہے لیکن کراچی کا ہر تیسرا باشندہ پشتون ہے اور جب سے کراچی وجود میں آیا ہے ہمارے لوگ وہاں پر محنت مزدوری کرتے ہیں۔ کراچی کا وجود پشتونوں کے خون پسینے کا مرہون منت ہے لیکن مختلف بہانوں سے ہمارے عوام پر زندگی تنگ کی جا رہی ہے۔ ہماری پارلیمانی لیڈر نے جس انداز سے کہا کہ اگر کراچی میں دہشت گردی کے حوالے سے کوئی خطرات ہیں تو ان کے مراکز کا پتا سب کو ہے اور جناب چیئرمین آپ کو اور ہماری حکمران پارٹی کو سب سے زیادہ پتا ہے۔ اگر کسی میں ہمت ہے تو ان دہشت گردوں کے خلاف اقدام کرے لیکن اگر کراچی میں ہمارے عوام کے خلاف دہشت گردی کی آڑ میں ہماری بستیاں گرانے کی کوشش کی گئی، ہمارے عوام کا روزگار چھیننے کی کوشش کی گئی یا ہمارے عوام کے خلاف ناروا اقدامات کرنے کی کوشش کی گئی تو میں اس ایوان کے سامنے کہتا ہوں کہ تمام پشتون اس پر اپنا ردعمل ظاہر کریں گے۔ پشتونخواہ وطن اور جنوبی پشتونخواہ میں کراچی کے عوام کے حق میں ہماری موثر آواز اٹھے گی تو عقل سلیم کا تقاضا یہ ہے کہ کراچی کے پشتونوں کے مسائل کو سمجھا جائے۔ وہاں کا امن پشتونوں کے بغیر ممکن نہیں۔ کراچی کا مستقبل پشتونوں کے ذریعے محفوظ ہوگا۔

جناب والا! اسی طرح ہمارے پشتون بلوچ صوبے میں جو صورتحال ہے وہ بدترین ہے۔ جیسا کہ ڈاکٹر عبدالمالک صاحب نے کہا کہ اس وقت بھی بلوچ علاقوں میں operation جاری ہے۔ پشتون علاقوں میں پولیس راج مسلط ہے۔ ہمارے علاقوں میں ہمارے حقوق کا خاتمہ کیا جا رہا

ہے۔ اس وقت بھی ایجنسیوں کے ذریعے ایسے اقدامات کیے جا رہے ہیں کہ ہمارے کالجز اور سکولز بند ہیں' ہماری یونیورسٹی بند ہے اور ایسی صورتحال پیدا کی جا رہی ہے جس کا مقصد پشتونوں اور بلوچوں کو لڑانا ہے۔ آپ کو علم ہے ہماری آئی ایس آئی کے سیاہ کرتوتوں کے نتیجے میں آج یہ ملک بدترین خطرات سے دوچار ہے۔ گزشتہ تیس سالوں کے دوران انہوں نے افغانستان میں اور دنیا میں مداخلت کے جو کارنامے کیے ان کے نتیجے میں آج اس ملک کو دہشت گردی کا سامنا ہے اور اس کی وجہ سے آج دنیا کی قوتیں' افغانستان میں موجود اقوام متحدہ کی قوتیں ہم سے مطالبہ کر رہی ہیں کہ اگر ہم ان کا راستہ نہیں روکیں گے تو وہ ان پر حملہ آور ہوں گے۔یہ صورت حال اس وقت بھی جاری ہے۔ ہر روز اغوا برائے تاوان ہو رہے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہمارا سب سے مرکزی شہر' پشتونوں کا تاریخی مرکز پشاور اس وقت بدترین بدامنی کا شکار ہے ۔ حیات آباد جو پشاور کا حسین ترین علاقہ ہے وہ دہشت گردوں اور اغوا کاروں کا مرکز بنا ہوا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، وقت کا خیال رکھیں۔

سینیٹر رضا محمد رضا، جناب والا! ایسے حالات میں کہ جب ہمارے عوام کو جان و مال کا تحفظ حاصل نہ ہو ' ہمارے عوام کو دو وقت کی روٹی حاصل نہ ہو ' ان سے روزگار چھینا جا رہا ہو' گوادر سے لے کر سوات تک ہمارے تمام شہر بند ہیں' تمام کاروباری مراکز تباہ ہیں' لاکھوں کروڑوں لوگ دو وقت کی روٹی کھانے کے لیے ہجرت کرنے پر مجبور ہیں تو یہ بدامنی کی بدترین صورت حال ہے۔ ہمیں خوشی ہے کہ آج بڑی تاخیر کے بعد' چھ مہینوں کی بدترین غفلت کے بعد ایک بار پھر یہ خبریں آ رہی ہیں کہ ملک میں جمہوریت کا بول بالا ہوگا' جنرل کا مواخذہ ہوگا۔ وہ عدلیہ جس نے عدل و انصاف کا پرچم بلند رکھا تھا' جس نے اپنے فیصلوں سے ہمارے عوام میں یہ امید پیدا کی تھی کہ عدلیہ آزاد ہوگی اور جس کو گزشتہ ایک سال سے سزا دی جا رہی ہے وہ بحال ہوگی۔ ہم بجا طور پر یہ امید کرتے ہیں کہ یہ جو سنگین صورت حال ہے اس کا مداوا کیا جائے گا اور اس کا فوری مداوا امن و امان کا قیام ہے اور امن و امان کے لیے جب تک آپ دہشت گردی کا مقابلہ اور خاتمہ نہیں کرتے ملک میں کوئی امن قائم نہیں رہ سکتا بلکہ اسلام آباد سے لاہور تک بدامنی پھیلے گی۔ اگر آپ ناروا ٹیکسوں کا----

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، آپ نے بہت زیادہ وقت لے لیا ہے، اپنی تقریر ختم کریں۔

سینیٹر رضا محمد رضا، اگر ہم ان تمام ناروا ٹیکسوں کو جو ایک لٹر پر بتیس روپے ٹیکس لیتے ہیں، بجلی، گیس اور تمام ضروریات کی چیزوں پر جو ٹیکس لیتے ہیں اگر ہم ان کو کم نہیں کرتے، فوج، جاسوسی اداروں کے رول کا سیاست میں خاتمہ نہیں کرتے اور اگر اپنے عوام کو ریلیف نہیں دیتے تو ہماری جمہوری حکومت ناکام ہو جائے گی اور آمریت کی قوتوں کو جواز ملے گا کہ ان کے خلاف اقدام کرے۔ میں اس ایوان کے توسط سے پشتونخواہ عوامی ملی پارٹی، اس ملک کے محکوم عوام کی تحریک پونم، پشتون، بلوچ، سندھی، سرائیکی اور اس ملک کی حقیقی جمہوری پارٹیوں کے محاذ آل پارٹیز ڈیموکریٹک موومنٹ کے ذریعے یقین دلاتا ہوں کہ اگر جمہوریت کی راہ پر، عوام کی حکمرانی کے لیے، آئین کی بالادستی کے لیے، پارلیمنٹ کی بالادستی کے لیے، صوبوں کی حقیقی خودمختاری کے لیے، عوام کو مقتدر بنانے کے لیے وہ کوئی اقدام اٹھائیں گے جس کے نتیجے میں بدامنی کا خاتمہ ہو، غربت میں کمی آئے، قیمتوں میں کنٹرول آئے تو ہم ہر اس اقدام کی بھرپور حمایت کریں گے اور ان کی مدد کریں گے۔ لیکن جس انداز سے وہ اب تک جا رہے ہیں، اب بھی ہمیں خطرات محسوس ہو رہے ہیں، اب بھی ہمیں مورچہ بند آمریت کا خطرہ ہے۔ اس وقت بھی مشہور جادوگر شریف الدین جنرل مشرف سے مشاورت کر رہا ہے۔۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، تقریر ختم کریں۔ آپ کا وقت ختم ہو گیا۔

سینیٹر رضا محمد رضا، جناب والا! ایسے حالات میں اگر وہ اس راہ پر چلتے ہیں جس پر سابقہ حکومت گامزن تھی تو ہمارا وہ اعلان جو ہم نے یکم ستمبر کو تمام ملک میں ہڑتال کا کر رکھا ہے اور احتجاجی جلسوں کا پروگرام بنا رکھا ہے اس پر قائم رہیں گے اور ان کو قہر کا مقابلہ کرنا ہوگا۔ میں مشکور ہوں اور اس امید کا ایک بار پھر اظہار کرتا ہوں کہ ہماری منتخب جمہوری حکومت آئین اور قانون کی راہ پر آئے گی اور آمریت کی تمام باقیات کا مقابلہ کرے گی۔ اس پارلیمنٹ اور عوام کی بالاتری کے لیے کام کرے گی۔ تشکر جناب والا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، میں نے پہلے request کی تھی کہ آپ اپنے دوسرے

بہن بھائیوں کا اور اپنے colleagues کا خیال رکھیں۔ سب نے بولنا ہے۔ اب آپ نے تین سپیکرز کا وقت لے لیا۔ جو آپ کے پارلیمانی لیڈروں نے agree کیا تھا میں بھی اسی میٹنگ میں تھا۔ میں یہی request کر سکتا ہوں تاکہ ہم زیادہ سے زیادہ ممبروں کو موقع دے سکیں۔ سینیٹر عبدالرشید صاحب۔

سینیٹر عبدالرشید: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ (عربی) شکریہ جناب چیئرمین! آپ نے اظہار خیال کا موقع دیا۔ ملک کی اندرونی سلامتی ایوان میں زیر بحث ہے۔ داخلی سلامتی سے متعلق امور پر صبح سے ساتھیوں نے تفصیلی گفتگو کی۔ میرے خیال میں ملک کی داخلی سلامتی کو لاحق خطرات میں سب سے بڑا عنصر امن و امان ہے۔ آپ کی اجازت سے میں اس پر کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین! میں تقریباً ۲ سال سے زیادہ اس ایوان میں رہا ہوں۔ میرے اندازے کے مطابق سینیٹ کا ریکارڈ اس بات پر گواہ ہے کہ اس مدت میں سب سے زیادہ بحث اس ایوان میں جس موضوع پر ہوئی وہ امن و امان ہے، لیکن دوسری طرف ملک کے حالات کا ریکارڈ اس بات پر گواہ ہے کہ اس بحث سے کچھ حاصل نہیں ہوا۔ اس پر کچھ عمل ہوا اور نہ ہی اس کو کسی نے سنجیدہ انداز میں لیا۔ بس گفتند شنیدند اوربرخاستند والا قصہ ہے۔ میری رائے یہ ہے کہ اس موضوع اور بحث کو ایک الگ اور غیر معمولی حیثیت دینی چاہیے ایک دوسرے پر الزام لگانے کی بجائے کہ ایک گروپ یہ کہے کہ یہ آپ کی حکومت میں ہوا ہے اور دوسرا گروپ یہ کہے کہ اس کے آپ ذمہ دار ہیں۔ پھر ہمارے سارے سیشن سوالات، الزامات اور اس کے جوابات میں ختم ہوتے ہیں۔ اس سے کچھ بھی نتیجہ حاصل نہیں ہوتا ہے۔ تو میرے خیال میں یہ غلط طریقہ کار ہے۔ اصل میں یہ ملک ہمارا مشترکہ ملک ہے۔ اگر آج اس ملک پر PPP کی حکومت ہے تو کل آپ کی حکومت تھی۔ ملک مشترک ہے اور اقتدار آنی جانی چیز ہے۔ لہٰذا ہمیں مل جل کر، بیٹھ کر، حقائق سامنے رکھنے چاہییں۔ حقائق کو تسلیم کرنا چاہیے اورغلطیوں کا اعتراف کرنا چاہیے۔ ایک متفقہ حتمی نتیجہ پر پہنچنا چاہیے۔ یہ میری ابتدائی درخواست ہے۔

جناب والا! یہ بات واضح ہے کہ امن انسانی زندگی کی بنیادی ضرورت ہے اور حکومت کی اولین ذمہ داری ملک کے شہریوں کو امن دینا ہے۔ یہ ایک واضح بات ہے لیکن افسوس کہ آج کل

اس ملک کے عوام زندگی کی اس بنیادی ضرورت اور نعمت سے محروم ہیں۔ پورا ملک بد امنی کی لپیٹ میں ہے۔ خاص کر جیساکہ رضا صاحب نے ذکر کیا' مندوخیل صاحب نے تذکرہ کیا' پختونخواہ اور فاٹا میں بدامنی کی جو فضا ہے' جو کیفیت ہے وہ میڈیا کے توسط سے آپ کے سامنے ہے۔ جناب والا! فاٹا میں قتل و غارت' اغواء برائے تاوان اور مختلف قسم کے جرائم کا بازار گرم ہے۔ حکومت کی writ اور ان کی عملداری وہاں پر عملاً ختم ہو چکی ہے۔ مختلف لوگوں کی اپنی اپنی حکومتیں ہیں۔ ان کی اپنی عدالتیں ہیں۔ ان کے اپنے دفاتر اور جیل ہیں۔ ان کے ساتھ باقاعدہ ایک حکومتی سسٹم ہے۔ عام سڑکوں پر اور شاہراہوں پر لوگوں کو قتل کیا جا رہا ہے اور لوگوں کو اغواء کیا جا رہا ہے۔ عام لوگ یہ محسوس کرتے ہیں کہ اس کے پیچھے حکومت کے ہاتھ ہیں۔ یہ احساس عام لوگوں میں پایا جاتا ہے۔ جناب والا! یہ صرف فاٹا کے حالات نہیں ہیں۔ بلکہ میرے خیال میں ان حالات کی زد میں پورا ملک آنے والا ہے۔

جناب والا! اس وقت اس ملک کے عام شہری اور عام لوگ دو باتوں پر بحث کرتے ہیں۔ دو باتوں پر سوچ رہے ہیں۔ نمبر ایک' ان حالات کے پیدا ہونے کے بنیادی عوامل کیا ہیں؟ نمبر دو' ان عوامل کے تناظر میں اس کا حل کیا ہے؟ یہی دو باتیں ہر پاکستانی کے ذہن میں ہیں۔ ہر ماحول میں زیر بحث ہیں۔ جناب والا! جہاں تک عوامل کا تعلق ہے تو میرے خیال میں اس میں بنیادی عامل اور سب سے بڑا عامل 9/11 کے بعد ایک آمر کی امریکہ نواز پالیسی ہے جو اس نے اپنے اقتدار کے طول' بقا اور بچاؤ کے لئے اپنائی تھی اور اسی پالیسی کے ضمن میں اس ملک کے عوام کے ساتھ' اس ملک کے مدارس اور مساجد کے ساتھ اور اس ملک کی ڈاڑھی اور پگڑی رکھنے والے لوگوں کے ساتھ جو مظالم کئے گئے یہ حالات اس کا فطری رد عمل ہیں۔ ظاہر بات ہے۔ یہ ایک معقول حقیقت ہے اس کو تسلیم کرنا چاہیے۔

اب جناب والا! انہی بنیادی عوامل کے تناظر میں ہم حل کی راہیں تلاش کر رہے ہیں۔ میرے خیال میں اور میری ناقص سوچ کے مطابق ان حالات کو نمٹانے کے لئے تین options ہیں۔ یہ اصولی بات ہے۔ ہمیشہ ریاست کے مخالف جب مزاحمتی قوتیں سامنے آ رہی ہوں تو ریاست کے پاس تین options ہوتے ہیں۔ نمبر ایک' پالیسی کی تبدیلی۔ نمبر دو' مذاکرات اور نمبر تین' جو آخری option ہے اور ضرورت کے وقت استعمال ہوتا ہے' وہ ہے طاقت کا استعمال۔ لیکن

جناب چیئرمین! میں آپ کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ ان تین options کو استعمال کرنے کے لئے حکومت نے جو طریقہ کار اختیار کیا ہے یہ غلط ہے۔ اس وجہ سے ان تین options کو استعمال کرنے کے باوجود حکومت اپنے مطلوبہ اہداف کے حصول میں ناکام ہے۔ ظاہر بات ہے کہ طریقہ کار غلط ہے۔ سب سے پہلی بات جو پالیسی کے متعلق ہے، جیسے میں نے کہا کہ ان حالات کی بنیاد ایک پالیسی ہے۔ لہٰذا سب سے پہلے ان حالات پر قابو پانے کے لیے جو اہم چیز ہے وہ ہے پالیسی کی تبدیلی اور اس ملک کی تاریخ بھی اس بات کی گواہ ہے کہ آمریت اور جمہوریت کی پالیسیوں میں فرق ہوتا ہے۔ آمر ہمیشہ اپنے ذاتی مفاد کے لیے، اپنے اقتدار کے بچاؤ اور بقا کے لیے پالیسیاں بناتا ہے جبکہ ایک جمہوری حکومت عوام کی مرضی کے مطابق ملکی، عوامی اور اجتماعی مفاد کی بنیاد پر پالیسیاں بناتی ہے لیکن جناب والا! ان حالات کے حوالے سے آج تک ہماری پالیسی واضح نہیں ہے۔ ملک میں جو ہو رہا ہے افغانستان کے حوالے سے، امریکہ کے حوالے سے اس حوالے سے ہماری پالیسی مبہم ہے اور واضح نہیں ہے اور جناب والا! اس ابہام کی وجہ سے نہ ہم ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے۔ "خدا ہی ملا نہ وصال صنم"۔ ایک طرف ہم سے امریکہ ناراض ہے، کرزئی ناراض ہے، ہندوستان ناراض ہے، دھمکیاں دے رہے ہیں۔ ہماری سرحدیں غیر محفوظ ہیں۔ NATO کے طیارے وہاں پر پرواز کر رہے ہیں۔ امریکہ اور NATO عملاً حالت جنگ میں ہیں اس ملک کے ساتھ۔ وہاں پر روزانہ حملے ہو رہے ہیں۔ ایک طرف تو ہمارا یہ حال ہے۔ دوسری طرف داخلی طور پر ہم عدم استحکام کے شکار ہیں۔ فوج اور عوام آمنے سامنے لڑ رہے ہیں۔ یہ صورتحال ہے۔ یہ خسارہ ہے پالیسی کے ابہام کی وجہ سے۔ لہٰذا پالیسی کی وضاحت ضروری ہے اور جناب والا! جو دوسری option مسائل پر قابو پانے کے لیے ہے وہ مذاکرات ہیں۔ ایک مہذب معاشرے میں مذاکرات مسائل کا بنیادی حل ہیں۔ میرا خود اس پر عقیدہ ہے اور خود میں نے بہت سے مذاکرات کیے ہیں باجوڑ کے حوالے سے، حکومت کے درمیان، طالبان کے درمیان لیکن میرے تجربے کے مطابق ہمارے جتنے مذاکرات ہوئے ہیں یہ قبائل اور پختون معاشرے کی روایت کے خلاف ہیں۔ ان لیے اس مذاکرات میں ہم کو کامیابی نہ ہوسکتی۔

جناب والا! ہماری روایات کے مطابق مذاکرات میں فریقین کو بااختیار ہونا چاہیے۔ ہماری روایات کے مطابق جرگے کو بااختیار ہونا چاہیے۔ ہماری روایات کے مطابق ایک دوسرے کی

مناسب اور جائز شرائط کو تسلیم کرنا چاہیے۔ ہماری روایات کے مطابق جو معاہدے ہو رہے ہیں مذاکرات کے نتیجے میں ان پر عملدرآمد ہونا چاہیے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے جتنے مذاکرات ہوئے ہیں ان میں فریقین کے پاس اختیار نہیں ہے۔ ہم نے حکومت کی جس ٹیم کے ساتھ مذاکرات کیے اس کے پاس اختیار نہیں تھا۔ ایک طرف مذاکرات ہو رہے ہیں اور دوسری طرف امریکہ دھمکیاں دے رہا ہے کہ آپ مذاکرات نہ کریں، آپ معاہدے نہ کریں۔ ایک بے یقینی کی کیفیت ہے۔ دوسری طرف ہمارے جتنے معاہدے ہوئے ہیں ان پر عملدرآمد نہیں ہوا ہے۔ سوات میں معاہدہ ہوا، اس پر عمل نہیں ہوا۔ وزیرستان میں کئی دفعہ معاہدے ہوئے ہیں لیکن ان پر عملدرآمد نہیں ہوا۔ جناب والا! ایسی فضا میں، ایسے حالات میں، ایسے ماحول میں ہمارے مذاکرات کیسے کامیاب ہوتے۔

جناب والا! آخر میں، جو سب سے آخری option ہے، وہ ہے طاقت کا استعمال۔ ہم نے ہزارہا بار یہ کہا ہے کہ طاقت کا استعمال مسائل کا حل نہیں ہے۔ طاقت کے استعمال سے گریز کیا جائے لیکن ہمارے کہنے کے باوجود اس ملک کے مختلف خطوں میں طاقت کا استعمال ہوا۔ وزیرستان میں طاقت کا استعمال ہوا، لال مسجد میں طاقت کا استعمال ہوا، بلوچستان میں طاقت کا استعمال ہوا، سوات میں ہوا، ہنگو میں استعمال ہوا، خیبر ایجنسی میں استعمال ہوا، طاقت کا استعمال ہوا لیکن طاقت کے استعمال کے باوجود کوئی مثبت نتیجہ سامنے نہیں آیا۔ حکومت کے جو مطلوبہ اہداف تھے وہ حاصل نہیں ہوئے۔ اس کی وجہ کیا ہے۔ میرے خیال میں جناب والا! اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ یہ طاقت جو استعمال ہوئی ہے، یہ مزاحمت کاروں کے خلاف نہیں ہوئی، یہ اس ملک کے عوام کے خلاف استعمال ہوئی ہے۔ جناب والا! اس ملک میں ان دو، تین سالوں میں جتنے بھی operations ہوئے ہیں اگر ان کا record آپ سامنے رکھیں تو ان میں 98% عام، غریب اور معصوم لوگ متاثر ہوئے ہیں۔ سوات کے حوالے سے دو، تین دن پہلے اخبار میں خبر آئی کہ ایک مسجد کے امام کے گھر پر گولہ لگنے سے امام بھی شہید ہوگیا اور اس کے اہل خانہ کے سات افراد بھی شہید ہوئے۔ یہ صورتحال ہے طاقت کے استعمال اور operation کی۔

آج ٹی وی کے مختلف channels پر یہ خبر چل رہی ہے کہ حکومت نے کل سے باجوڑ میں operation شروع کیا ہے۔ باجوڑ میرا ذاتی حلقہ ہے اور پھر اس operation میں بھاری ہتھیار کے ساتھ ساتھ، gunship helicopter کا استعمال بھی ہوا ہے۔ آج تک کی اطلاعات کے

مطابق اس میں زیادہ تر عام لوگ مارے گئے ہیں۔ عام شہریوں کی آبادی پر بمباری ہوئی ہے۔ ایک گھر پر بمباری ہوئی جس میں پانچ افراد شہید ہوئے ہیں۔ جناب والا! عام لوگوں کو شدید مشکلات کا سامنا ہے۔ یہ صورتحال ہے لہٰذا جناب والا! operation اور طاقت کا استعمال مسائل کا حل نہیں ہے، یہ قتل عام امریکہ کی خوشنودی کے لیے ہے اور میرے خیال میں اگر یہ سلسلہ ایسے جاری رہا تو یہ امریکہ نواز پالیسیوں کا تسلسل ہوگا۔ لہٰذا اس ایوان کے توسط سے میں حکومت سے مطالبہ کرتا ہوں کہ باجوڑ میں جو جاری operation ہے اس کو فوراً بند کیا جائے اور اپنے شہریوں کے قتل عام سے گریز کیا جائے۔ جناب والا! ان مسائل کا حل operation نہیں، ان مسائل کا حل طاقت کا استعمال نہیں ہے، ان مسائل کا حل ایک چیز سے ہے اور وہ ہے نئی پالیسی کو تشکیل کرنا اور نئی پالیسی تشکیل کرنے کا اختیار پارلیمنٹ کو دینا چاہیے تاکہ پارلیمنٹ عوام کی مرضی کے مطابق ایک پالیسی اپنائے اور جناب والا! پھر اس پالیسی میں امریکہ کے مفادات کی بجائے، ذاتی مفادات کی بجائے عوامی مفادات اور ملکی مفادات کو مدنظر رکھنا چاہیے۔ اگر ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر ہم امریکہ کے مفادات کا خیال نہ رکھیں تو امریکہ اس وقت دنیا کی سپر پاور ہے اس کے بغیر ہم نہیں چل سکیں گے تو جناب والا! یہ غلط بات ہے۔ بحیثیت مسلمان، بحیثیت مومن ہمیں یہ عقیدہ رکھنا چاہیے کہ سپر پاور اللہ تعالیٰ ہے۔ سب سے بڑی طاقت اللہ کی ہے اور جب اللہ ہمارے ساتھ ہے تو ہمیں امریکہ کی کوئی ضرورت نہیں ہم امریکہ کے بغیر بھی چل سکتے ہیں۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، سینیٹر طاہرہ لطیف صاحبہ۔

سینیٹر میر ولی محمد بادینی، یہ بحث پانچ دن سے چل رہی ہے۔ ہم بڑے غور سے بیٹھ کر سن رہے ہیں۔ ہمیں آج تک یہ پتا نہیں چلا کہ بلوچستان پرامن جگہ ہے کوئی اس کا نام لینا گوارا نہیں کرتا سوائے ایک آدمی کے جس نے آج بلوچستان کے بارے میں کچھ بولا ہے۔ جناب چیئرمین! بلوچستان پر بمباری ہو رہی ہے، آئے دن بمباری ہو رہی ہے، یہ نہیں ہے کہ ایک دن ہوئی، دوسرے دن نہیں ہوئی، نہیں۔ ہیلی کاپٹر برابر فائرنگ کر رہے ہیں اور لاشیں اٹھا رہے ہیں یہاں تک کہ جو لاشیں وہاں پڑی ہوئی ہیں ان کو اٹھانے بھی نہیں دے رہے۔ ہمیں بڑے

افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ کیا بلوچستان پاکستان میں شامل نہیں ہے۔ کسی کو اس کا دکھ نہیں ہے' فاٹا پر آتے ہیں' فاٹا پر جاتے ہیں۔ یہاں پر ہمارے سربراہان کہہ رہے ہیں کہ ان کو باہر سے فنڈ مل رہے ہیں۔ ہم یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ فاٹا کو کہاں سے فنڈ مل رہا ہے۔ فاٹا بھی بند ہے' ادھر سے امریکہ ہے ادھر سے پاکستان ہے۔ فاٹا والے کہاں سے اسلحہ لے رہے ہیں۔ ہر ایک بلوچستان کی مخالفت کر رہا ہے' کیوں کر رہا ہے۔ بمباری کر رہے ہیں کیوں کر رہے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : Interior Advisor سے request کریں گے کہ جب وہ wind up کریں تو آپ کے پوائنٹ آف آرڈر کا جواب دے دیں۔

سینیٹر میر ولی محمد بادینی : کوئی ادھر بیٹھتا نہیں ہے ہم کس سے بات کریں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : نہیں ایڈوائیزر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں ان کے ادارے کے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ پوائنٹ آپ کا بالکل صحیح ہے۔

سینیٹر میر ولی محمد بادینی : جناب چیئرمین! ہم بلوچستان کے لیے بول رہے ہیں ہم بھی پاکستانی ہیں۔ ہمیں اپنے دوستوں سے بڑا شکوہ ہے۔ کسی کے منہ سے بلوچستان کا نام نہیں نکلتا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : آپ اپنی تقریر میں بولیں۔

سینیٹر میر ولی محمد بادینی : ہم یہ سمجھ رہے ہیں کہ بلوچستان پرامن ہوگیا ہے۔ فوج واپس آگئی ہے' سب ٹھیک ٹھاک ہے کوئی اس کا نام نہیں لیتا۔ کراچی کے لیے ایک ٹیلی فون آیا اور ساری دنیا ہل گئی۔ ایک ٹیلی فون پر ابھی تک کچھ ہوا بھی نہیں ہے۔ یہاں سے ایک بندہ اٹھاتے ہیں پورا پاکستان ہل جاتا ہے۔ بلوچستان کے جو missing persons ہیں ان کے لیے آج تک کچھ نہیں کیا گیا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : ابھی ان کی باری ہے ان کو بولنے دیں' آپ کا پوائنٹ نوٹ کیا گیا ہے اگر آپ نے پوری تقریر کرنی ہے تو آپ کا حق ہے۔ آپ کا نام ہم ڈال دیتے ہیں۔ Please take your seat. طاہرہ لطیف صاحبہ۔

سینیٹر طاہرہ لطیف : شکریہ جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

دہشت گردی اور لاقانونیت کی فضا نے عوام میں بے چینی پیدا کر رکھی ہے جو ملکی ترقی کے لیے نقصان دہ ہے اس لیے سیاست دانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ آگے آئیں کیونکہ اس وقت ملک کی سلامتی اور امن کو خطرات لاحق ہیں۔ آئے دن کوئی نہ کوئی بحران رہتا ہے۔ کبھی آٹے کا بحران ہے، کبھی لوڈشیڈنگ کا بحران۔ کبھی سوئی گیس کا بحران ہے کبھی سوئی گیس اور سی این جی کا بحران۔ آٹا 425 روپے فی من سے بڑھ کر گیارہ سو روپے فی من پر چلا گیا تھا۔ بھلا ہو وزیر خوراک کا کہ تھوڑا سا کم ہوا ہے۔ اخبار اٹھا کر دیکھو بجلی گیس، ٹیلی فون اور دیگر اشیاء کی قیمتوں میں اضافے کی نوید دیتا ہے۔ گھر کے دروازے پر دستک ہو تو باہر بجلی گیس اور ایکسائز ٹیکس کے بل وارننگ کے ساتھ نظر آتے ہیں۔ جناب والا! آخر یہ سب کچھ کیا ہے۔ اب حکومت نے ایک نیا انوکھا تحفہ بے روزگاری کی شکل میں دیا ہے جس کی مثال نہیں ملتی۔ لوگ بے روزگاری سے تنگ آکر قتل و غارت، ڈاکہ زنی پر تل گئے ہیں۔ جگہ جگہ ڈاکے ڈالے جا رہے ہیں۔ جھوٹ بولا جا رہا ہے، لوگوں سے فراڈ کئے جا رہے ہیں کیونکہ لوگ بے روزگار ہیں، پیسہ نہیں ہوتا تو اس وجہ سے ساری معاشرتی برائیاں ہیں یہ اس وجہ سے ہو رہی ہیں۔ کسی کی زندگی محفوظ نہیں۔ بے روزگاری کی وجہ سے لوگوں میں بے چینی اور مایوسی بڑھ رہی ہے، ان حالات کی وجہ سے سیاسی صورتحال بھی خراب نظر آتی ہے۔ معاشرتی اور اخلاقی برائیوں کی وجہ بے روزگاری ہے لوگ مہنگائی اور بے روزگاری سے تنگ آکر مر رہے ہیں۔ دہشت گردی اور خودکش حملوں سے ملکی سلامتی اور امن کو خطرات لاحق ہیں۔ بے روزگاری، قتل و غارت، ذخیرہ اندوزی اور قانون شکنی جیسی برائیاں جنم لے رہی ہیں۔ اس قسم کی بے یقینی اور بے چینی کی فضا ملکی سالمیت کے لیے خطرہ ہے۔ جناب چیئرمین! اس صورتحال سے حکومت کے سو دن کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

جناب چیئرمین! یہ ایک حقیقت ہے کہ گزشتہ چند مہینوں میں مہنگائی بہت بڑھی ہے اور قیمتیں آسمان کو چھو رہی ہیں جس کی بڑی وجہ پٹرول اور گیس کی قیمتوں میں ہوشربا اضافہ ہے۔ اس کے علاوہ دکانداروں کا زیادہ سے زیادہ منافع کمانے کا رجحان جس پر حکومت کا کوئی چیک نہیں ہے۔ دکانداروں کو کھلی چھٹی دے رکھی ہے کہ جو مانگو وہی لو۔ منافع کما کما کر لوگ

امیر ہوتے جا رہے ہیں۔ بیچارے خریداروں کا برا حال ہے۔ عام آدمی کوئی فروٹ یا کوئی اچھی چیز خرید ہی نہیں سکتا۔ یہ تو اس کے بس کی بات ہی نہیں ہے۔

جناب چیئرمین! عوام اور غریب طبقہ پس کر رہ گیا ہے۔ ان کو دو وقت کی روٹی بھی نصیب نہیں۔ اپنے بچوں کی تعلیم اور صحت کے اخراجات کہاں سے لائے گا۔ جناب چیئرمین! آپ معلوم کریں کہ قانون نافذ کرنے والے ادارے کہاں ہیں۔ کہیں ان کی ڈیوٹیاں political victimization پر تو نہیں لگ گئیں۔ شکریہ جناب۔

Mr. Presiding Officer : Thank you very much. The Chair appreciates the honourable member for keeping to the time. Senator Rukhsana Zuberi.

سینیٹر انجینئر رخسانہ زبیری : شکریہ جناب چیئرمین! آج ادھر سے جو تقاریر ہو رہی ہیں۔ شکوہ یہی ہے کہ 129 دنوں میں دودھ اور شہد کی نہریں کیوں نہیں بہیں۔ ہمارے سینیٹر دوست کرنل مشہدی صاحب نے کہا کہ ساری امیدیں' hopes, expectations, faith یہ سب چیزیں ختم ہوگئیں۔ Sir, my submission is کہ accountability کوئی چیز ہے۔ آٹھ سال تک لوگ بلا شرکت غیرے اس ملک پر براجمان رہے' جنہیں نہ قانون کی فکر تھی' نہ ان پر کوئی limitation تھی۔ ایوان صدر سے بھی وہی ہو رہا تھا جو وہ چاہتے تھے اور حکومت میں بھی تھے اور power میں بھی تھے۔ We are still in government, we are not in power. تو یہ سوچنا اور یہ کہنا میرے خیال میں اس کے لیے بھی بڑی courage کی ضرورت ہے۔ کہ آپ حقیقت سے منہ موڑ لیں۔ آپ کہتے ہیں کہ 129 دن میں یہ کیوں نہیں ہوا وہ کیوں نہیں ہوا۔

(مداخلت)

سینیٹر انجینئر رخسانہ زبیری: جناب والا! ان کو ضرور ٹائم دیجیئے گا۔ میری معزز بہن کے بجلی کے بل آ رہے ہیں اور ان میں ایکسائیز ٹیکس لگا ہوا ہے۔ اس میں جی ایس ٹی لگا ہوا ہے شاید یہ پہلی دفعہ ہے کہ ان کو بجلی کا بل دینا پڑ رہا ہے۔ جناب والا! ہم کیا باتیں کر رہے ہیں' what we are talking of ہر وقت ہم پٹرول کی قیمت کی بات سن رہے ہیں۔ پچھلے آٹھ مہینے

سے پٹرول کی قیمت ساٹھ ڈالر بیرل سے 140 ڈالر بیرل پر چلی گئی یہ اس وقت کی حکومت کی بدنیتی تھی اور پھر مجھے کہنے دیجیئے کہ نگران حکومت نے بھی فرق نہیں کیا اور سارا کا سارا بوجھ موجودہ حکومت پر ڈالا۔ میں سمجھتی ہوں کہ it was a malafide intention آپ جانتے ہیں کہ گیہوں کی قیمتیں کس طرح بڑھی، گیہوں کا بحران کس طرح اس ملک میں آیا کیونکہ بنکوں کو allow کیا گیا کہ وہ grain کو collateral کے طور پر accept کر سکتے ہیں۔ جناب والا! یہ بہت serious باتیں آپ سے کہہ رہی ہوں کوئی اور ملک ہوتا تو شاید اس وزیراعظم کا فوراً impeachment ہونا چاہیے تھا چونکہ آپ hoarding کو legalize کر رہے ہیں۔ ویسے ہی میں بنک سے قرضہ لے سکتی ہوں اگر میں اس سے گیہوں خرید لوں اور گیہوں کو جا کر pledge کر دوں۔ چاول خرید لوں، شکر خرید لوں آپ نے دیکھا کہ پچھلے آٹھ سالوں میں کس طرح قیمتیں بڑھی ہیں۔ آپ لینے جاتے تھے وہ چیز دس روپے کی ہوتی تھی، کل پندرہ پرسوں بیس۔ یہ حقیقت ہے کہ ہمارے ملک میں جو حکومت رہی وہ cartels کی حکومت تھی۔ آپ جانتے ہیں کہ کراچی سٹاک ایکسچینج کس طرح crash ہوا۔ اس کو ملک کی ترقی کا barometer بنایا گیا جس کو پانچ بروکر manage کرتے ہیں۔ we are country of 166 million people آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہم اتنے ملین ٹیلی فون استعمال کر رہے ہیں۔ اتنے ملین گاڑیاں ہمارے ہاں بک گئی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جس طرح سے نوٹ چھاپ چھاپ کر یہ سب کچھ ہوا، جس طرح consumers financing کی گئی آج ہم اس کی سزا بھگت رہے ہیں۔ جناب والا! اس طرف بیٹھ کر کئی دفعہ میرے ساتھیوں نے اور میں نے raise کیا۔ جناب! آپ international pricing پر ہر چیز کو لے جا رہے ہیں۔ Oil کی price, international price, گیس کی price جو ہماری product ہے پاکستان میں بنتی ہے، پاکستان میں اللہ تعالیٰ کا یہ عطیہ ہے جو ہم گیس استعمال کر رہے ہیں، اس کی price international price سے link کر دی۔ کوئی پالیسی نہیں، کوئی integrated policy نہیں اور ایڈہاک ازم تھا کہ شاید ہم اگلے سال تک بھی نہ چل سکیں، کر لو جو کرنا ہے ابھی۔ So, that was the state of affairs. Billion and billion of rupees کے contracts دیے گئے without due process of law. یہ organization مجھے پسند ہے۔

آپ کے سامنے آج وسیم غنی صاحب کی Human Commission کی چیز آئی۔ Same چیز کہ ان کو بغیر کسی accountability کے state کا پیسہ دیا گیا۔ پھر ان کی ایک NGO بھی تھی اس کو بھی پیسہ دیا جاتا رہا اور جو چالیس ہزار اور اسی ہزار کی بات کر رہے ہیں حقیقت یہ ہے کہ وہ ایک طرح سے ایک اور ادارہ بن گیا تھا تاکہ friends کو وہاں رکھا جائے اور ان کو support کیا جائے۔ تو جناب! یہ تو حقیقت ہے جو میں آپ کے سامنے رکھنا چاہتی تھی۔

اسی طرح fertilizers کی prices کو بھی international prices سے link کیا۔ آج آپ دیکھیں کہ fertilizers companies تو اربوں روپے کما رہی ہیں لیکن کسان جس کو اس fertilizer کی ضرورت ہے وہ بیٹھا ہوا ہے۔ وہ کہتے ہیں trickle down effect ہوگا۔ Sir کوئی trickle down effect نیچے نہیں جا رہا ہے۔ There is no trickle down effect. We are going to take these issues. We know these issues, we will address them head on and we will do it.

جناب! یہاں یہ بات ہو رہی تھی تو میں oil prices کے متعلق عرض کرنا چاہوں گی۔ 2004ء سے لے کر 2006ء تک ہماری کمیٹی نے' Oil کمیٹی نے دونوں طرف کے senators کے ساتھ کام کیا۔ ہم نے unanimous report دی۔ وہ وقت تھا لوگوں کو relief دینے کا لیکن کوئی relief نہیں دیا گیا اور ہم cartels کے ہاتھوں میں کھیلتے رہے۔ اس وقت جب قیمتیں تگنی ہو چکی ہیں حالانکہ ہمارا stand اب بھی یہی ہے کہ جناب! calculation میں تھوڑی problem ہے اس کو آپ ٹھیک کریں اور ہم نے کروائی۔ پچھلے ڈیڑھ مہینے سے I had several meetings with the oil companies, with the refineries and wewill keep on improving. So, Prime Minister is fully aware of it and he is on board. پھر LPG کو monopolize کیا گیا یعنی جس ملک میں پانچ پانچ' دس دس ٹن کا لوگوں کو کوٹہ ملتا تھا۔ ایک کمپنی کو سارے لوگوں کا کوٹہ ملا تو اسے زیادہ دے دیا گیا۔ وہ جب چاہتے ہیں price نیچے کر دیتے ہیں۔ جب کوئی import کرتا ہے تو وہ price نیچے لے آتے ہیں۔ وہ مارکیٹ کو manage کر رہے ہیں۔ اتنی زیادہ کرپشن ہے اس کو ٹھیک کرنے میں time لگے گا۔ We are aware of it and we are addressing it. Sir, میرے colleague رضا

محمد رضا صاحب جناب شریف الدین پیرزادہ کا ذکر کر رہے تھے جن کو لوگ جادوگر آف جدہ کے نام سے جانتے ہیں اور وہ آج بھی ایوان صدر میں براجمان ہیں اور نت نئی سازشوں کے تانے بانے بن رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ پچھلے آٹھ سال میں جو progress ہے وہ یہی ہے کہ دہشت گردی کراچی اور سندھ سے ہوتی ہوئی اسلام آباد پہنچ گئی ہے۔

آپ کو یہاں آنے کے لیے کتنے tours, detours کرنے پڑتے ہیں کہ جی یہ سڑک بن رہی ہے۔ کبھی آپ نے سوچا تھا جب ہم یہاں پانچ سال پہلے آئے تھے۔ We never thought کہ کبھی ایسا بھی ہوگا کہ Constitution Avenue پر blockades ہوں گے، مظاہرے ہو رہے ہوں گے۔ This is what we have got in eight years of General Pervez Musharraf. جن جنرل مشرف نے آٹھ سال پہلے take over کیا تھا تو ان کا ایک اہم agenda تھا۔ Inter-provincial harmony What has happened to it. Today what you are hearing about Balochistan and what is happening here, in Islamabad. آج پاکستان کا بچہ بچہ پوچھ رہا ہے کہ ہماری معاشی ابتری کا ذمہ دار کون ہے۔ آج ہمارے ہاں اخلاقی انحطاط کا ذمہ دار کون ہے؟ اور یہ بھی کہ کیا یہ شخص پاکستان کا صدر رہنے کا حق دار ہے جس نے ملک کی عدلیہ کو dislodge کیا، جس نے صدر پاکستان کے معزز اور معتبر عہدے کو controversial بنا دیا۔ کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ ہمارا صدر عہدے کے حساب سے اور ذمہ داری کے حساب سے Supreme Commander of Armed Forces بھی ہے۔ وہ جو Custodian of State and honest pillars ہیں۔ کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ اس نے تمام اداروں کو مفلوج کر کے رکھ دیا ہے اور انہیں پامال کیا ہے۔ یہی وجہ ہے جناب چیئرمین، کہ آج عوامی اعتماد کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے پاکستان پیپلز پارٹی کے شریک چیئرمین آصف زرداری صاحب، جناب نواز شریف صاحب، جناب مولانا فضل الرحمٰن صاحب اور اسفند یار ولی صاحب سر جوڑ کے بیٹھے ہیں اور آئین کے تقدس اور اس کی حفاظت کے لیے پارلیمنٹ کو بااختیار بنانے اور ایوان صدر سے سازشوں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم کرنے کے لیے غیر قانونی صدر کی impeachment کا اعلان کر رہے ہیں جس کی تکمیل پر عوامی امنگوں کی ترجمانی ہوگی جناب چیئرمین اور انشاء اللہ ہماری دعا ہے اس ملک سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے آمریت کا خاتمہ ہو۔ جس کے

لیے میں اپنے تمام قائدین کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ شکریہ۔

Mr. Presiding Officer: Thank you. Mrs. Rehana Yahya Baloch. Not present, Allama Muhammad Abbas Komaili Sahib.

سینیٹر محمد عباس کمیلی، آپ نے مجھے آج موقع دیا ہے میں آپ کا شکر گزار ہوں۔ میں آپ کو مبارکباد بھی پیش کرتا ہوں کہ آپ سیٹ پر تشریف فرما ہیں۔ مجھے امید ہے کہ مجھے تھوڑا سا وقت دیں گے۔ اس لیے کہ میں گزشتہ تین روز سے ایک لفظ بھی نہیں بول سکا اور ان topics پر بھی چند جملے عرض کروں گا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، بس آپ خود خیال رکھیں، میں تو time دے رہا ہوں مگر kindly خیال رکھیں کیونکہ بہت سارے speakers ہیں۔

سینیٹر محمد عباس کمیلی، میں روزانہ request کرتا رہا ہوں اور آج مجھے موقع ملا ہے لہٰذا میری گزارش ہے کہ تھوڑے سے تحمل سے مجھے موقع دیا جائے چونکہ پچھلے دو topics پر میں نہیں بول سکا۔

یہاں پر Foreign policy پر گفتگو ہوئی تو آپ مجھے بتائیے کہ کیا آج اس حکومت کی Foreign policy سابقہ حکومت کی پالیسیوں کا تسلسل ہے یا نہیں۔ اگر وہ پالیسی ناکام تھی جس پر شدید تنقید کی گئی تھی تو آج انہی پالیسیوں کو کیوں برقرار رکھا جا رہا ہے۔ انہی پالیسیوں کو برقرار رکھا جا رہا ہے، انہی پر کام ہو رہا ہے۔ اس میں کوئی تبدیلی نہیں آئی سوائے اس کے کہ من پسند لوگوں کو گشتی سفیر بنا دیا گیا ہے۔ چھ چھ گشتی سفیر بنا دیے گئے ہیں اور ایسے ایسے لوگ کہ جو qualified بھی نہیں ہیں۔ جو ابھی under-training تھے۔ جنہوں نے ابھی حال ہی میں CSP کیا تھا انہیں Third Secretary بنا کر بھیج دیا گیا ہے۔ ایک بہت بڑے رئیس خاندان کے ایک چشم و چراغ کو بھی امریکہ بھیج دیا گیا ہے تو یہ کیا ہو رہا ہے؟ کیا یہی Foreign policy ہے؟ اس میں کیا تبدیلی آئی ہے؟ کوئی تبدیلی نہیں آئی۔

مہنگائی پر بھی بہت کچھ کہا گیا۔ ابھی محترمہ رخسانہ زبیری صاحبہ نے بھی بہت کچھ کہا معاشی حالات کے مطابق لیکن بات تو یہ ہے کہ بہت خرابیاں تھیں۔ بڑی مہنگائی تھی پچھلے دور

میں۔ بڑی غلط معاشی پالیسی تھی لیکن جب سے یہ حکومت برسر اقتدار آئی ہے اس وقت سے لے کر آج تک کیا مہنگائی میں اضافہ نہیں ہوا؟ اور ہوا تو کتنے گنا ہوا؟ کتنے گنا prices بڑھی ہیں؟ کس قدر مہنگائی بڑھی ہے؟ کیا معیشت ابتری کی طرف نہیں گئی؟ اور گئی ہے تو کس حد تک گئی ہے۔ ان سوالات کا جائزہ لینا ضروری ہے۔ خزانہ کیا تھا اور آج کیا ہے۔ میں اس تفصیل میں نہیں جاؤں گا۔

جہاں تک Law and Order situation کا تعلق ہے مولانا نے مجھ سے قبل بہت صحیح کہا کہ کسی حکومت کی اولین ذمہ داری امن کا قیام ہے ۔ جو حکومت امن قائم نہیں کر سکتی اسے برسر اقتدار رہنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ یقیناً پچھلے دور میں بھی امن و امان کی صورت حال اچھی نہیں تھی اور یہ کہا جا رہا تھا کہ اگر انتخابات ہو گئے' اگر جمہوری حکومت برسر اقتدار آ گئی تو دہشت گردی کا خاتمہ ہو جائے گا۔ ایسا ہو گیا اور جب انتخابات کے نتائج سامنے آئے تو ہمیں بڑی خوشی ہوئی تھی۔ ہمیں بڑی توقعات تھیں کہ ان جماعتوں نے انتخابات جیتے تھے کہ جو انتہا پسندی کے خلاف تھیں۔ یہ تو عوام کا فیصلہ انتہا پسندی کے خلاف تھا لیکن صورت حال یہ ہے کہ دہشت گردی بہت زیادہ بڑھ گئی ہے کم نہیں ہوئی ہے۔ آج جو صورت حال ہے وہ ناگفتہ بہ ہے ہر صوبے سے متعلق عرض کیا گیا' آپ نے گفتگو سنی 'بلوچستان کے لیے بھی با دینی صاحب نے جو کچھ کہا آپ نے سنا۔ بلو چستان کی کیا صورت حال ہے ہر شخص فریاد کر رہا ہے ۔ صوبہ سرحد میں کیا صورت حال ہے ؟ صوبہ سرحد' کے اور فاٹا کے سینیٹرز نے کھل کر اظہار خیال کیا۔ یہ سب کیا ہو رہا ہے' اس کا ذمہ دار کون ہے ۔ یہ کیوں ہو رہا ہے ۔ یہ عوام کس سے لڑ رہے ہیں ؟ کس سے مقابلہ ہو رہا ہے ؟ کیوں جانیں محفوظ نہیں ہیں ؟ یہ ہماری حکومت ' یہ رحمٰن ملک کی حکومت کیوں نہیں امن قائم کر سکی ہے ۔ یہ میرے سوالات ہیں اور با دینی صاحب نے جو کچھ کہا یقیناً کوئٹہ میں جو کچھ دہشت گردی ہو رہی ہے ۔ میں اکثر یہاں پر اظہار خیال کر چکا ہوں ۔ میں نے اسی سیٹ سے' اسی مقام سے' اور وہاں سے بھی' سابقہ حکومت کے دور میں بھی امن و امان کی صورت حال پر کھل کر اظہار خیال کیا اور میں نے کھل کر تنقید کی تھی۔ اس دور میں بھی دہشت گردی ہوئی ہے لہذا یہ نہیں کہا جا سکتا کہ میں چونکہ اس طرف ہوں اپوزیشن کی طرف ' اس لیے میں تنقید کر رہا ہوں ' نہیں ' جو حق بات تھی وہ میں نے ہمیشہ کہی ہے اور آج بھی کہہ رہا ہوں ۔ با دینی صاحب

نے بھی بہت خوبصورت بات کہی تھی کہ کیا بلوچستان پاکستان کا حصہ نہیں ہے ؟ میں پوچھتا ہوں کہ کیا کرم ایجنسی ، کیا پارہ چنار اس ملک کا حصہ نہیں ہے ؟ کسی سینیٹر کی زبان پر پارہ چنار کا لفظ آیا ، کسی نے اس پر اظہار خیال کیا ، ڈیڑھ سال سے پارہ چنار کے لوگ محصور ہو چکے ہیں ۔ ڈیڑھ سال ہو چکا ہے اور میں تمام فگرز دے چکا ہوں ۔بلور صاحب نے کراچی کے صرف ایک واقعہ کا ذکر کیا کہ پچاس علماء وہاں ایک دن میں شہید ہوئے ہیں لیکن کرم ایجنسی میں کیا ہوا ، مندوخیل صاحب نے تفصیلات دیں ایک ایک دن میں منڈوخیل میں ۳۷ افراد، درہ آدم خیل میں ۵۰ افراد اور وہ بھی ذبح کیے گئے ، کرم ایجنسی میں ، ہنگو میں ، 50/50 افراد ذبح کیے جا رہے ہیں۔ ذبح کرنا کونسا دین ہے، کونسی شریعت ہے ، کونسا اسلام ہے ، لاش کے ٹکڑے ٹکڑے کیے۔ آج بھی اس وقت جب میں آپ سے خطاب کر رہا ہوں ، رات بھر میں جاگتا رہا ہوں ایک شخص کو ذبح کیا گیا ہے اور اس کی لاش کے سات ٹکڑے کیے گئے اور وہ لاش ابھی تک کوہاٹ ہسپتال میں پڑی ہوئی ہے ۔رات کو میں نے کمال شاہ سے بات کی کہ بھئی اس لاش کو آپ بھجوا تو دیں ہیلی کاپٹر کے ذریعے پارہ چنار ، تو کہا کہ ہم انتظامات کر رہے ہیں اور آج صبح ہی بھیج دیں گے ، رات کو نہیں بھیج سکتے ، صبح سے لے کر یہ وقت ہو چکا ہے ۔اب تک وہ لاش وہیں پڑی ہوئی ہے ۔ میں نے کہا نا ، ڈیڑھ سال سے پارہ چنار کے لوگ محصور ہیں ۔ان کا کیا قصور ہے ؟ درہ آدم خیل کا راستہ بند کیا ہوا ہے اور دہشت گردوں کے قبضے میں ہے ۔میں نے گزشتہ سیشن میں اسی مقام سے تقریر کی تھی پارہ چنار پر ، اور رحمٰن ملک صاحب نے اس کا جواب بھی دیا تھا اور رحمٰن ملک صاحب نے وعدہ کیا تھا کہ یہ راستہ کھول دیا جائے گا۔چار بار میری گفتگو ہوئی اور یہی وعدہ کیا تھا اور یہ بھی کہا تھا کہ گرینڈ جرگہ ہم بنا رہے ہیں ۔اس میں نام بھی لیے تھے ، جرگہ میں جن لوگوں کو لیا جانا تھا لیکن آج تک جرگہ بنا نہ وہ راستہ کھلا ، اور اب پارہ چنار کے لوگوں سے مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ آپ وہ راستہ کھول دیں جو افغانستان کو جاتا ہے تاکہ غیر ملکی دہشت گرد آزادی سے آ جا سکیں تو ہم اس راستے کو کھلوا دیں گے ۔ اب بتائیے ! کیا یہ معقول شرط ہے۔بہرحال پارہ چنار میں جو کچھ ہو رہا ہے، وہ ہو رہا ہے اور وہاں کے لوگوں نے اپنا کامیاب دفاع بھی کر لیا ہے لیکن پارہ چنار سے آپ نکلیں ۔

کوئٹہ میں کس قدر target killings ہو رہی ہیں ، کراچی میں کیا صورت حال ہے ۔

ابھی اسی مہینے میں کراچی میں target killings ہوئی ہیں ۔ڈاکٹر محسن رضا اپنے کلینک سے باہر محمود آباد میں کھڑے ہوئے تھے، مغرب کا وقت تھا غالباً ، جولائی ' ان کو target killing کا نشانہ بنایا گیا ۔۱۰ جولائی کو آغا منصور ایک ایرانی جس کا ہوٹل تھا وہ اپنے کاؤنٹر پر بیٹھا ہوا تھا' اسے آ کر شہید کر دیا گیا ۔ڈیرہ اسماعیل خان میں مسلسل دہشت گردی اور target killings ہو رہی ہیں۔ کوئی ہفتہ ایسا نہیں جا رہا کہ کوئی killing نہ ہو رہی ہو حتیٰ کہ ایک کانفرنس ہوئی تھی ۔بڑے سکیورٹی کے انتظامات تھے ۔کانفرنس کے اختتام پر جب لوگ سوزوکی پر سوار ہو کر واپس جا رہے تھے تو ان پر خودکش حملہ ہوا ' ابھی پھر ایک accounts officer جو سرکاری ملازم تھا اسے شہید کیا گیا تو یہ سب کیا ہو رہا ہے ۔یہاں پر گفتگو ہوئی اور راحت حسین صاحب نے بڑی خوبصورت بات کہی اور پہلے بھی کہا گیا کہ دہشت گردی اور جہاد میں فرق ہونا چاہیے ۔ہاں ہونا چاہیے بالکل ہونا چاہیے لیکن علماء کرام جمع ہوں اور define کریں کہ جہاد کیا ہے اور دہشت گردی کیا ہے ۔اسی طرح سندھ کے وزیر داخلہ نے کہا کہ طالبانائزیشن اور ہے ' اور اسلامائزیشن اور ہے ۔ہو سکتا ہے الگ الگ ہو تو پھر define تو کریں ناں ' کہ طالبانائزیشن کیا ہے اور اسلامائزیشن کیا ہے ۔ گیارہ سال تک ہم نے اسلامائزیشن کا چرچا سنا ضیاء الحق کے دور میں ' اور اب ہم طالبانائزیشن کا چرچا سن رہے ہیں۔وہ تو کہہ رہے ہیں کہ سب کچھ ٹھیک ہے ۔رحمٰن ملک صاحب کہہ رہے ہیں کہ ہم طالبانائزیشن کو کراچی میں نہیں آنے دیں گے لیکن میں جاننا چاہتا ہوں کہ طالبانائزیشن ہے کیا ؟ مولانا سمیع الحق صاحب نے ابھی دو چار روز پہلے پریس کانفرنس کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر شریعت کا مطالبہ کرنا طالبانائزیشن ہے تو ہم سب طالبان ہیں ۔شریعت کو کون نہیں مانتا ' کون شریعت سے انکار کر سکتا ہے ' کون مسلمان نہیں ہے لیکن کونسی شریعت ' کس کی لائی ہوئی شریعت ' وہ شریعت جو آخری رسول لائے تھے انہی کی لائی ہوئی شریعت ' شریعت اسلامی ہے ' اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا لیکن کیا شریعت کا نفاذ طاقت کے بل پر ہوگا ' کیا شریعت کا نفاذ گلے کاٹ کر ہوگا۔ کیا شریعت کا نفاذ بندوق کی نالی پر ہوگا ' کیا شریعت کا نفاذ قتل کر کے ہوگا ' کیا ڈنڈے کے زور پر ہوگا ابھی ابھی کہا گیا ہے کہ طاقت سے مسائل حل نہیں ہوتے ۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ یہ کونسا اسلام ہے ۔ کس طرح کا اسلام لانے کی کوشش کی جا رہی ہے کس طرح کی شریعت لانے کی کوشش کی جا رہی ہے ۔ یہ کیسی شریعت ہے ۔ میرے خیال میں

اس سے مراد صرف اپنا عقیدہ تھوپنا ہے جبر کے ساتھ تھوپنا ہے ' طاقت کے ساتھ تھوپنا ہے اور جو اس عقیدے کو قبول نہ کرے وہ واجب القتل ہے' وہ قابل گردن زنی ہے 'میں یہی سمجھا ہوں ورنہ اگر طالبان کا تعلق طالب علمی سے ہے تو طالب علم ہم بھی ہیں آپ بھی ہیں ۔رسول کی حدیث ہے کہ جھولے سے لے کر قبر تک علم حاصل کرو (عربی) ۔میں بھی طالب علم ہوں لیکن میں شریعت پر اتھارٹی نہیں ہوں۔ مجھے یہ حق حاصل نہیں ہے کہ میں اپنا عقیدہ دوسروں پر تھونپوں' اپنی شریعت دوسروں پر تھونپوں ۔ قائد اعظم نے یہ ملک سب کے لیے بنایا تھا قائد اعظم کس شریعت پر believe کرتے تھے ۔قائد اعظم کا عقید ہ کیا تھا ۔بانی پاکستان ' اس پر کوئی کیوں نہیں بولتا ' پھر یہ کیا بات ہے کہ فلاں کافر ' فلاں کافر ' فلاں کافر 'پھر قائد اعظم کے عقیدے کے بارے میں بھی بات ہو وہ کافر تھے یا مسلمان تھے ؟ وہ کس طرح سے کافر تھے ۔ یہ ملک سب نے بنایا۔ محبت کے ذریعے بنا ہے۔ بھائی چارے کے ذریعے بنا ہے اور سب مل کر ہی اسے قائم رکھ سکتے ہیں۔ شریعت کو نافذ کرنا ہے اور Islamization مقصد ہے تو پہلے فرقوں میں اتفاق اور اتحاد پیدا کریں۔ بھائی چارہ پیدا کریں۔ فرقہ واریت ختم کریں۔ جناب والا! آپ فرقوں کو ختم نہیں کر سکتے' فرقے ختم نہیں ہوں گے' خواہ کتنا ہی خون بہہ جائے۔ ہاں! فرقہ واریت کا خاتمہ ضروری ہے۔ آج بھی دنیا کے جس کسی ملک میں اسلام نافذ ہوا ہے' وہ فرقہ واریت ختم کرکے ہوا ہے۔ لوگوں میں اتحاد و محبت پیدا کرکے ہوا ہے۔ کامل اتحاد و اتفاق پیدا کرکے ہوا ہے لیکن اگر اس طرح سے بھائی بھائی کا گلا کاٹتا رہا' کلمہ گو' کلمہ گو کو ذبح کرتا رہا تو کیا اسلام آ جائے گا ؟ نہیں' اسلام دشمن آ جائیں گے۔ یہ ایک گہری سازش ہے' غیر ملکی سازش ہے کہ اس ملک میں وہ حالات پیدا کئے جائیں کہ اس ملک کو دہشت گرد ملک قرار دیا جائے ۔ بیرونی مداخلت کا جواز بنایا جائے یا امریکہ کی مخالفت کرکے' امریکی ایجنڈے پر عمل ہو رہا ہے تاکہ اس ملک میں خطرناک صورت حال پیدا کی جائے اور بیرونی طاقتوں کو جواز فراہم کیا جائے۔

جناب والا! میں اپنی گفتگو کو قبل اس کے کہ آپ مجھے تنبیہہ کریں' ختم کر رہا ہوں ۔ ضرورت ہے کہ تمام سیاسی پارٹیاں' تمام مذہبی جماعتیں' تمام دینی جماعتیں' تمام علماء کرام متفقہ طور پر islamization کی بھی تعریف کریں اور لفظ "مسلم" کی بھی تعریف ہونی چاہئیے اور یہ مسئلہ 1950 کی دہائی سے چلا آ رہا ہے۔ جسٹس منیر نے کمیشن form کیا تھا' انہوں نے تمام جید

علماء کرام سے کہا تھا کہ آپ سب مجھے لفظ مسلمان کی متفقہ تعریف کرکے دیں تاکہ مجھے فیصلہ کرنے میں آسانی ہو۔ پتا چلے کہ کون مسلمان ہے اور کون نہیں ہے لیکن اس وقت بھی متفقہ فیصلہ نہیں ہو سکا تھا۔ آج کم از کم یہ فیصلہ ہونا چاہئیے۔ کسی کلمہ گو کو یہ حق نہیں ہے کہ کسی دوسرے کلمہ گو کو کافر کہے یا واجب القتل قرار دے۔ The rule of law should be there. آئین پاکستان کے مطابق ہر کلمہ گو مسلمان ہے۔ کسی کو کافر کہنے کا حق نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بھی یہی ہے کہ 73 فرقے ہوں گے اور ایک فرقہ نجات پائے گا۔ یہ نہیں کہا تھا کہ باقی 72 واجب القتل ہیں اور قاتل ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اسلامی نظام تلوار سے نافذ نہیں کیا تھا۔ مکی زندگی میں تلوار نہیں اٹھائی تھی۔ تلوار کے ذریعے شریعت نافذ نہیں کی اور مدنی زندگی میں بھی میثاق مدینہ کے ذریعے یہودیوں کو بھی ملت واحدہ قرار دیا تھا۔ انہیں بھی equal rights دیے تھے۔ یہی فرقے دوسرے ممالک میں بھی ہیں، خلیجی ممالک میں بھی ہیں۔ سعودی عرب میں بھی ہیں، امریکہ میں بھی ہیں اور یورپ میں بھی ہیں۔ وہاں یہ کشت و خون کیوں نہیں ہو رہا ہے۔ وہاں یہ قتل و غارت گری کیوں نہیں ہو رہی ہے۔ بس! میں انہی الفاظ کے ساتھ اپنی گفتگو ختم کروں گا۔ یقیناً یہ جماعتیں جو برسر اقتدار ہیں' liberal جماعتیں ہیں، انہیں چاہئیے کہ اخوت قائم کریں، حق و انصاف قائم کریں اور فرقہ واریت کا خاتمہ کریں۔ یہ ملک اسی صورت میں قائم رہ سکتا ہے کہ یہاں امن ہو، محبت ہو، اخوت ہو، بھائی چارہ ہو اور نفرتیں ختم ہوں، کدورتیں ختم ہوں اور عداوتیں ختم ہوں ورنہ شاید یہ ملک برقرار نہ رہ سکے۔ ہماری خواہش ہے کہ یہ برقرار رہے۔ ہم نے یہ ملک بنایا ہے۔ قائد اعظم نے یہ ملک بنایا ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ یہ باقی رہے لیکن یہ تبھی باقی رہے گا جب سب کو جینے کا حق ملے، سب کو امن ملے، انصاف ملے، عدل ملے۔ آج پھر ان مسائل سے توجہ ہٹانے کے لیے ایک نیا بحران پیدا کیا جا رہا ہے۔ کیا یہ عوامی مسئلہ ہے جس سے عوام کا کوئی مسئلہ حل ہوگا۔ یہ صرف اس لیے ہے کہ بحرانوں سے توجہ کو ہٹایا جائے۔ اصل بحران کیا ہیں؟ اصل مسائل کیا ہیں؟ جناب والا! حکومت کو اصل مسائل کے حل کی طرف آنا چاہیے اور مجھے امید ہے کہ یہ اصل مسائل کی طرف توجہ دیں گے اور اس ملک کو بچانے کی کوشش کریں گے اور اسی طرح سے ہم اور آپ محفوظ رہ سکتے ہیں۔ آج مولانا قادری صاحب کے ساتھ کیا ہوا؟ ان کے خاندان کے ساتھ کیا ہوا؟ ان کے بھائی اور بھتیجے

کے ساتھ کیا ہوا؟ ان کے بیٹے کے ساتھ کیا ہوا؟ جب ارکان پارلیمنٹ اپنے اپنے حلقوں میں محفوظ نہ ہوں تو پھر کیا ہو سکتا ہے۔

جناب والا! مجھے امید ہے کہ یہ میری باتوں پر غور کریں گے۔ رحمان ملک صاحب نے اسی ہاؤس میں وعدہ کیا تھا کہ درہ آدم سے پارہ چنار کا راستہ کھول دیا جائے گا۔ اب وہ یہ وعدہ بھول گئے ہیں۔ مجھے بھی دو مہینے قبل کراچی سے بلایا گیا تھا کہ آپ کو فوری طور پر اسلام آباد آنا ہے، پھر آپ کو وہاں جانا ہے کیونکہ ہم ایک جرگہ بنا رہے ہیں ۔ مجھے یہاں بلا کر آٹھ روز تک بٹھایا اور ایک meeting تک نہیں ہو سکی تو یہ کسی مسئلے میں serious نہیں۔

Mr. Presiding Officer: I am sure, he will cover this issue when he will speak.

سینیٹر محمد عباس کمیلی: جناب والا! ہر مسئلے میں ترجیحات روز بدل جاتی ہیں۔ کبھی کہیں مصروف ہیں، کبھی کہیں مصروف ہیں اور یہ بھی سمجھ نہیں آ رہا ہے کہ اس ملک کا دارالخلافہ کہاں ہے اور کون سا ہے؟ وہ اسلام آباد ہے، مری ہے، دبئی ہے، لندن ہے یا واشنگٹن ہے۔ ایک دارالخلافہ ہونا چاہئیے جہاں بیٹھ کر سارے فیصلے ہوں، پھر فیصلے کرنے والے بااختیار ہوں اور کامل اختیار رکھتے ہوں۔ وہ صرف زبانی کلامی گفتگو نہ کریں۔ بااختیار ہو کر فیصلے کریں، تبھی بات بن سکتی ہے۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر سبینہ رؤف صاحبہ۔

سینیٹر سبینہ رؤف: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ جناب چیئرمین! وہ پاکستان جسے ہم نے امن کا گہوارہ بنانے، کھلی فضا میں سانس لینے، ظلم و تشدد سے بچنے کے لیے حاصل کیا تھا، وہ concepts ہم نے ابھی تک حاصل نہیں کیے۔ جناب چیئرمین! انسانی جان کتنی بے وقعت ہے، اس کا اندازہ پاکستان جیسے اسلامی جمہوریہ میں بخوبی لگایا جا سکتا ہے، مہنگائی، loadshedding اور مختلف بحرانوں نے عام انسانی زندگی میں غیر معمولی مشکلات پیدا کر دی ہیں۔ غیر یقینی اور عدم استحکام کی صورت حال زندگی کے ہر شعبے میں نظر آ رہی ہے۔ جناب چیئرمین! بے روزگاری آوارگی کو جنم دیتی ہے۔ یہ

ہمارے ملک کی بدقسمتی ہے۔ یوں ملک دشمنوں اور سماج دشمن عناصر کے لیے پکی ہوئی فصل ہر وقت تیار رہتی ہے۔ جب انصاف دینے والے ناانصافی کریں گے تو صرف دشمن عناصر ہی نہیں بلکہ موجودہ حالات سے تنگ آئے ہوئے لوگ بھی قانون شکنی کرنے لگ جاتے ہیں۔

جناب چیئرمین! جہاں تک امن و امان کی صورتحال کا تعلق ہے تو صوبہ سرحد اور وفاق کے زیر انتظام قبائلی علاقوں میں حالات خراب ہیں۔ ان علاقوں میں حالات بہتر بنانے کے لیے ملکی فیصلے سیاسی جماعتوں' پارلیمان اور اعلیٰ forums کی سطح پر ہونے چاہئیں ۔ جناب چیئرمین! قبائلی علاقوں کے لوگ اپنے علاقوں میں نفاذ شریعت اور قبائلی روایات کی پاسداری چاہتے ہیں۔ وہ پاکستان کے وفادار ہیں۔ مذاکرات کے ذریعے امن چاہتے ہیں۔ جناب والا! اگر ہم چاہیں کہ آئندہ ایسے واقعات اور حالات پیدا نہ ہوں تو سب سے پہلے تعلیم 'روزگار' قانون اور انصاف سب کے لیے بلا امتیاز فراہم کرنا ہوگا۔ ہمیں طاقت کی بجائے مذاکرات کے اصول اور اسلامی بنیادی تعلیمات کو زندگی کے ہر شعبے میں فروغ دینا چاہیے۔ اس وقت قومی اتفاق رائے وقت کی سب سے بڑی ضرورت ہے۔ جناب چیئرمین صاحب! آپ کا بہت شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، شکریہ بی بی۔ سینیٹر فوزیہ فخر الزمان خان صاحبہ۔

سینیٹر فوزیہ فخر الزمان خان، Thank you sir.

اے خاصۂ خاصان رسل وقت دعا ہے
امت پہ تیری آ کے عجب وقت پڑا ہے

ہم چھ سالوں سے یہاں اتنی بڑی بڑی تقریریں کر رہے ہیں اور سن رہے ہیں لیکن حالات بد سے بدتر ہوتے جا رہے ہیں۔ اتنا کچھ کہا گیا ہے کہ ہر بچہ جانتا ہے کہ وطن کس تباہ کن دور سے گزر رہا ہے ۔ ہمارے لیڈران کبھی مری' کبھی لندن کبھی دبئی' کبھی اسلام آباد میں بیٹھ رہے ہیں' لیکن نتیجہ ابھی تک کچھ بھی حاصل نہیں ہوا ہے' بلکہ طرح طرح کی افواہیں سننے میں آ رہی ہیں۔ اب چونکہ سب کے سب اس طرف لگے ہوئے ہیں' کسی کا دھیان law and order کی طرف نہیں ہے ۔ وطن عزیز کے حالات اتنے خراب ہو چکے ہیں کہ امیروں نے تو اپنا کچھ نہ کچھ بندوبست کر رکھا ہے' ان کے پاس گارڈ ہیں' چوکیدار ہیں' روپیہ پیسہ ہے اور اپنی بجلی کی

کمی کو بھی کسی نہ کسی طرح پورا کر رہے ہیں۔ غریب اس وقت بہت مشکل دور سے گزر رہا ہے ۔ اس کے پاس نہ کھانے کو کچھ ہے' نہ پینے کو کچھ ہے' نہ بجلی ہے اور اسے self-defence کے لیے کوئی weapon بھی میسر نہیں ہے اور غریب غریب کے پیچھے بہت بری طرح پڑ گیا ہے ۔ آج کے نوائے وقت میں سرراہے میں جو main news ہے وہ آپ پڑھ لیجیے گا' میں سینیٹ کے floor پر نہیں بولوں گی کہ پولیس والے کیا کر رہے ہیں؟

دوسرے یہ کہ یہاں جناح سپر کے پیچھے ایک غریبوں کی بستی ہے' جس کو French Colony کہتے ہیں۔ وہاں پر سب غریب لوگ رہتے ہیں اور یہ بستی پورے اسلام آباد کو نوکر فراہم کرتی ہے ۔ وہاں پر راتوں کو نقاب پوش آ رہے ہیں۔ ایک غریب کے گھر میں دو بہوئیں آئیں' ان کا سامان لوٹ کر لے گئے۔ بچیوں کی عزتیں بالکل محفوظ نہیں ہیں اور جو بچ گئی ہیں' ان کو threats آ رہے ہیں ۔ بوڑھے ساری رات بارش میں بیٹھ کر پہرہ دے رہے ہیں۔ اتنے برے حالات ہیں کہ تکلیف ہوتی ہے کہ ان حالات کو دیکھنے کے لیے ہم کیوں زندہ ہیں ۔ پاکستان میں جتنے لوگ اس قابل ہیں کہ وہ ملک چھوڑ کر باہر بھاگ جائیں' وہ پوری کوشش کر رہے ہیں۔ وہ اپنی زمینیں جائیدادیں بیچ کر' اپنی اپنی بساط کے مطابق کوئی عرب' کوئی امریکہ' کوئی آسٹریلیا کی طرف بھاگ رہا ہے ۔ یہاں یہ سر جوڑ کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان سے کوئی فیصلہ ہی نہیں ہو پا رہا ہے ۔ ہماری سمجھ میں نہیں آتا ۔ میں تو کہتی ہوں کہ پوری قوم باوضو ہو کر ' جمع ہو کر آیت کریمہ کا ورد شروع کر دے' شاید روٹھا ہوا رب ہم سے راضی ہو جائے۔ کیونکہ اتنے برے حالات تو وطن عزیز کے کبھی بھی نہیں تھے ۔ خدا ان کو توفیق دے ۔ زیادہ بولا ہی نہیں جا رہا ۔ دل خراب ہو رہا ہے ۔ خدا حافظ ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ شکریہ ۔ پروفیسر محمد ابراہیم خان صاحب۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ شکریہ۔ جناب چیئرمین! اس وقت اندرونی سلامتی کی صورت حال پر بحث ہو رہی ہے ۔ سلامتی اور امن و امان' عدل و انصاف سے ہی ممکن ہے۔ اگر عدل و انصاف ہو گا تو امن ہو گا۔ عدل و انصاف نہیں ہو گا تو امن بھی قائم نہیں ہو سکتا اور عدل و انصاف کے قیام کے لیے قانون کی حکمرانی لازم ہے ۔

معاشرہ اس وقت تک نہیں پنپ سکتا اور ترقی نہیں کر سکتا' جب تک معاشرے میں جان' مال' عزت' آبرو' عقل' صحت' نسب' نسل اور عقیدے کا تحفظ نہ ہو اور ان تمام چیزوں کا تحفظ قانون کی حکمرانی سے ہی ممکن ہے اور قانون کی حکمرانی کے لیے ضروری ہے کہ وقت کا حکمران قانون پر عمل کر کے دکھائے اور قانون پر عمل کرنے میں اپنے آپ کو مثال ثابت کرے۔

جناب چیئرمین! کل سے یہاں این آر او کی بات ہوتی رہی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ این آر او بلاشبہ ایک جرم ہے ۔ جس نے یہ آرڈیننس پاس کیا ہے' اس نے بھی جرم کا ارتکاب کیا ہے اور جو اس آرڈیننس کے سہارے فائدہ اٹھا رہا ہے' وہ بھی جرم کا ارتکاب کر رہا ہے ۔ جناب چیئرمین! میں آپ کی وساطت سے این آر او کے چند مندرجات کے بارے میں اپنی گزارشات مختصراً عرض کرنا چاہوں گا۔ لیکن اس سے پہلے Charter of Democracy کا ایک پیرا' صرف دو lines ہیں' وہ میں آپ کی اجازت سے پڑھتا ہوں۔ ملک کے دو سابق وزرائے اعظم جناب میاں محمد نواز شریف صاحب اور محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے اس پر دستخط کیے تھے۔ اس کا پیرا نمبر ۲۲ ہے۔

We shall not join a military regime or any military sponsored government. No party shall solicit the support of military to come into power or to dislodge a democratic government.

چیئرمین! اس ملک کے چیف آف آرمی سٹاف کا قبضہ تھا اور وہ اس ملک کا صدر بھی بنا ہوا تھا اور اس کے ہاتھ میں تمام تر اختیارات تھے اور یہ deal ہو گئی اور اس وقت ڈاکٹر صفدر عباسی صاحب ہاؤس میں موجود نہیں ہیں' پانچ اکتوبر ۲۰۰۷ء کو یہ آرڈیننس promulgate ہوا اور چھ اکتوبر' جب اس پارلیمنٹ میں صدارتی انتخاب کا ڈھونگ رچایا جا رہا تھا' اس وقت دو ٹی وی چینلوں پر ڈاکٹر صفدر عباسی صاحب میرے ساتھ موجود تھے اور انہوں نے دونوں چینلوں پر اس بات کا اعتراف کیا کہ ہاں! ہماری پرویز مشرف صاحب کے ساتھ deal ہو گئی ہے اور یہ این آر او اسی deal کا نتیجہ ہے۔ اس این آر او کی صرف دو دفعات کی طرف میں اشارہ کروں گا۔ ایک اس کا سیکشن ۲ ہے ' جس میں انہوں نے سی آر پی سی کے ایک آرٹیکل ۴۹۴ میں ترمیم کی ہے۔ ۴۹۴ کے تحت شروع سے کوئی بھی کیس قانون کے تحت واپس لیا جا سکتا تھا۔ انہوں نے اس میں مزید sub

Sections کا اضافہ کیا ہے اور sub Section (2) میں یہ لکھا ہوا ہے ،

Notwithstanding anything to the contrary in sub section (1), the Federal government or a Provincial government may, before the judgement is pronounced by trial court withdraw from the prosecution of any person including an absconding accused who is found to be falsely involved for political reasons or through political victimization in any case initiated between Ist day of January, 1986 to 12th day of October, 1999 and upon such withdrawal, Clause(A) and Clause (B) of the Section(1) shall apply.

جناب چیئرمین! یہ کسی قانون کا انتہائی بدترین امتیازی وصف ہو گا ' اگر وہ time specific ہو - یہ Ist day of January, 1986 to 12th day of October, 1999 تک کیوں ہے ؟ اس کے بعد کیوں نہیں اور اس سے پہلے کیوں نہیں ہے؟ اس سے بالکل واضح ہے کہ خاص افراد کو فائدہ پہنچانے کے لیے کیا جا رہا ہے۔ جناب چیئرمین! اس میں وہ جرائم بھی آ جاتے ہیں۔ جرم کی تخصیص بھی نہیں ہے - ۳۰۲ کے جرائم بھی اس میں آ جاتے ہیں اور جناب چیئرمین! اس میں اس بات کا بھی تعین نہیں کیا گیا کہ جو مدعی ہے' جو مستغیث ہے' اس سے بھی معلوم کر لیا جائے کہ اس کی بھی رائے ہے یا نہیں ہے - جناب چیئرمین! یہ بات بالکل عیاں ہے کہ اس میں ۳۰۲ کے مجرموں کو بھی فائدے پہنچے ہیں۔ جناب چیئرمین! اس کا دوسرا سیکشن ، ہے' جس میں یہ کہا گیا ہے : Notwithstanding anything contained in this ordinance or یہ نیب آرڈیننس کے بارے میں ہے

any law for the time being in force proceedings under investigation or pending in any court including High Court and the Supreme Court of Pakistan initiated by or on a reference by the National Accountability Bureau inside or outside Pakistan including proceedings continued under Section 33 , request for mutual assistance civil party to proceeding initiated by the Federal government before the 12th day of October ,

1999 against the holders of public office stand withdrawn and terminated with immediate effect and such holders of public office shall also not be liable to any action in future as well under this ordinance for its having been done in good faith before the said date.

اس میں بھی public office holders کو اس بات سے نکال دیا گیا اور اس کا نکالنا بجائے اس کے کہ قانون کے ذریعے ہوتا' اس آرڈیننس کے ذریعے کیا گیا۔ جنرل پرویز مشرف صاحب نے یہ آرڈیننس promulgate کر کے بھی جرم کیا اور پاکستان پیپلز پارٹی کی لیڈر شپ نے اس کا فائدہ اٹھا کر بھی سنگین جرم کا ارتکاب کیا ہے ۔ جناب چیئرمین! اس کے بعد پی سی او کے تحت Ordinance, NRO کو تحفظ دیا گیا۔ کسی بھی Ordinance کی چار ماہ کل حیات ہوتی ہے اور اس کے بعد وہ ختم ہو جاتی ہے اگر پارلیمنٹ اس کو pass نہ کرے لیکن PCO کی دفعہ پانچ میں یہ لکھا گیا:

An Ordinance promulgated by the President or by the Governor of a province shall not be subject to any limitations as to duration prescribed in the Constitution.

2. The provisions of Clause (1) shall also apply to an Ordinance issued by the President or by Governor which was enforced immediately before the commencement of the proclamation of Emergency of the 3rd day of November, 2007.

اس طریقے سے NRO کو پارلیمنٹ کی jurisdiction سے باہر رکھا اور اس کو حیات دی گئی' یہ تا ابد الآباد جاری رہے گا اور حکومت کو آج تک یہ توفیق نہیں ہوئی کہ وہ PCO کو اس پارلیمنٹ میں لائے اور اس پر بحث کرائے کہ یہ PCO درست تھا یا غلط تھا اور اس طریقے سے یہ کام ہوا ہے۔ جناب چیئرمین! یہ صورتحال ہو تو ملک کی سلامتی قائم نہیں رہ سکتی۔ اس کے ایک اور سیکشن میں کہا گیا ہے کہ اگر بہت زیادہ لمبے عرصے تک مقدمہ جاری رہے تو اس کو NRO کے تحت ختم کر دیا جائے گا۔ وہ جو ہزاروں کی تعداد میں غریب لوگ جیلوں میں سڑ رہ ہیں' ان کا کوئی

والی وارث نہیں ہے' ان کا کوئی پوچھنے والا نہیں ہے لیکن اقتدار میں آنے والے اور deal کرنے والے' اس میں بدعنوانی کے مقدمات بھی ہیں اور اربوں' کھربوں روپوں کا غبن بھی اس میں شامل ہے' ان کو NRO کے تحت deal کر کے معاف کیا جا رہا ہے۔ اس لیے میں کہتا ہوں کہ اس جرم کا ارتکاب موجودہ حکومت بھی کر رہی ہے اور اس جرم کا ارتکاب جنرل پرویز مشرف نے بھی کیا ہے۔ اس بات کی ضرورت ہے کہ NRO کو اس پارلیمنٹ میں پیش کیا جائے۔ PCO کو اس پارلیمنٹ میں پیش کیا جائے اور یہاں پارلیمنٹ میں اس پر بحث ہو کہ اس کی حیثیت کیا ہے تب اس ملک کی سلامتی قائم رہ سکتی ہے۔

جناب چیئرمین! میں عرض کرنا چاہوں گا کہ اس ملک میں آوازیں اٹھ رہی ہیں کہ موت کی سزا کو ختم کیا جائے۔ جناب چیئرمین! سورۃ بقرہ میں اللہ تعالیٰ کا حکم ہے ولکم فی القصاص حیوۃ یااولی الباب۔ کتب علیکم القصاص فی القتلیٰ۔ اللہ کا حکم ہے کہ قتل کے بارے میں تم پر قصاص فرض کر دیا گیا اور پھر اس کی حکمت بتائی گئی ہے کہ تمہارے لیے قصاص کے اندر زندگی ہے' اے عقل رکھنے والو اور وہ زندگی یہ ہے کہ جو شخص دوسرے کی جان لیتا ہے' اس کو اگر چھوٹ مل جائے تو کل وہ دوسرے شخص کی جان لے گا اور پرسوں تیسرے شخص کی جان بھی لے گا۔ ایک قاتل کے خون سے اگر گز بھر زمین کو رنگین کر دیا جائے اور اس کا جینا ختم کر دیا جائے تو معاشرہ محفوظ ہو جائے گا۔ جان کا تحفظ اس کے سوا اور کسی طریقے سے نہیں ہو سکتا کہ اللہ کا نازل کردہ یہ قانون نافذ ہو اور اس پر عملدر آمد ہو۔

جناب چیئرمین! اسی طریقے سے مال کے تحفظ کے لیے ضروری ہے کہ چوری کی حد نافذ ہو۔ جناب چیئرمین! جنرل پرویز مشرف صاحب کا بیان اخبارات میں کئی سال پہلے چھپا کہ اگر میں چوری کرنے پر ہاتھ کاٹوں تو پوری قوم ہتھ کٹی ہو جائے گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ قوم کے لیے اس سے بڑی کوئی اور گالی نہیں ہو سکتی۔ اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ پوری قوم میں چور اور اچکے ہیں۔ یہ پوری قوم شریفوں کی قوم ہے' اس میں چند ایک چور ہیں اور اگر ایک چور کا ہاتھ کاٹا گیا تو لوگوں کا مال محفوظ ہو جائے گا۔ اسی طرح دوسری حدود ہیں' ان تحفظات کے لیے ضروری ہے کہ وہ حدود نافذ ہوں۔ جناب چیئرمین! میرے دوست مولانا عبدالرشید صاحب نے بہت بہترین بات کہی کہ غلطیاں ہو گئی ہیں اور غلطیوں کا اعتراف ہونا چاہیے۔ اس وقت صورتحال یہ ہے کہ

ایک دوسرے پر انگلی اٹھائی جا رہی ہے۔ جناب چیئرمین! ہاتھ کی ایک انگلی اگر دوسرے کی طرف اٹھائیں گے تو تین انگلیاں اپنی طرف ہوتی ہیں لیکن ہم یہ نہیں سوچتے۔ اس وقت اس بات کی ضرورت ہے اور میں بڑی دردمندی سے اس ایوان سے اپیل کرتا ہوں، تمام سیاسی جماعتوں سے میری اپیل ہے کہ بجائے اس کے کہ ہم ایک دوسرے کو ماضی کی غلطیوں کے طعنے دیتے رہیں اور کوئی بھی اپنی غلطی کا اعتراف نہ کرے، اس سے کوئی مسئلہ حل نہیں ہو گا۔ غلطیاں پوری تاریخ میں ہوئی ہیں، سب سے بڑی غلطی یہ ہے کہ اس ملک کو آئین نہیں دیا گیا اور پھر دوسری غلطی یہ ہوئی کہ کمانڈر انچیف کو کابینہ میں بٹھا دیا گیا، اس کو Defence Minister بنا دیا۔ جنرل ایوب خان کمانڈر انچیف تھے، اس کو Defence Minister بنا کر Cabinet میں بٹھا دیا گیا۔ آئین بنا تو اس کو نافذ نہیں ہونے دیا گیا۔ نافذ ہوا تو اس پر عملدرآمد نہیں کرنے دیا گیا اور مارشل لاء نافذ ہو گیا۔

جناب چیئرمین! ہم فوج سے گلہ کرتے ہیں، بلاشبہ یہ گلہ درست ہے کہ زیادہ عرصہ فوج نے حکمرانی کی لیکن فوج کو اقتدار کا راستہ کس نے دکھایا؟ فوج کو اقتدار کا راستہ ہم نے اور آپ نے دکھایا ہے۔ فوج کو اقتدار کا راستہ سیاستدانوں نے دکھایا ہے۔ اگر سیاستدان آئین کے مطابق اس ملک کا نظام چلائیں تو فوج کبھی بھی یہ جرات نہیں کر سکتی۔ فوج کو اقتدار کا راستہ NRO دکھا رہا ہے۔ یہاں پر Charter of Democracy میں لکھا یہ جاتا ہے کہ military regime کے ساتھ کوئی solicitation نہیں ہو گی اور پھر deal ہو جاتی ہے، NRO کا کھیل کھیلا جاتا ہے۔ فوج کو اقتدار کا راستہ ایسے دکھایا جاتا ہے۔ اگر سیاستدان بیٹھ جائیں، اس بات پر اتفاق کر لیں، آپس میں کتنے ہی اختلافات کیوں نہ ہوں اور یقیناً ہوں گے لیکن فوج کو کوئی بھی تحفظ نہیں دے گا، کوئی بھی فوج کا ساتھ نہیں دے گا، مجھے یقین ہے کہ فوج کو اقتدار کا راستہ نہیں ملے گا اور فوج اقتدار میں نہیں آ سکے گی۔

جناب چیئرمین! ماضی کی غلطیوں کا اعتراف ہونا چاہیے اور اس وقت اس ملک میں آئین موجود ہے۔ اس آئین کے تحت ملک کا نظام چلایا جائے۔ جناب چیئرمین! یہ آئین ہمیں بہترین نظام دیتا ہے۔ جناب چیئرمین! اس آئین کے preamble میں یہ بات لکھی گئی ہے، چند لائنیں آپ کی اجازت سے پڑھ کر سنانا چاہتا ہوں۔ اس preamble میں 1949 میں قرار داد مقاصد کی

صورت میں Constituent Assembly نے قوم سے وعدہ کیا تھا اور پھر یہ ہر آئین کا دیباچہ رہا اور یہ اس آئین کا بھی preamble ہے۔

"Whereas sovereignty over the entire Universe belongs to Almighty Allah alone and the authority to be exercised by the people of Pakistan within the limits prescribed by him is a sacred trust

And whereas it is the will of the people of Pakistan to establish an order wherein the State shall exercise its powers and authority through the chosen representatives of the people.

Wherein the principle of democracy, freedom, equality, tolerance and social justice as enunciated by Islam shall be fully observed.

Wherein the Muslims shall be enabled to order their lives in the individual and collective spheres in accordance with the teachings and requirements of Islam as set out in the Holy Quran and Sunnah".

جناب چیئرمین ! preamble کسی بھی کتاب کا that is countenance of that book اور اس پر مکمل طور پر عملدرآمد ہونا چاہیے اور پھر صرف preamble ہی میں نہیں principles of policy میں بھی Article 29 میں یہ بات لکھی گئی ہے۔

"The principle set on this chapter shall be known as principles of policy and it is the responsibility of each organ and authority of the State and of each person performing functions on behalf of an organ or authority of the State to act in accordance with those principles in so far as they relate to the functions of the organ or authority. In so far as the observance of any particular principle of policy may be dependent upon resources being available for the purpose in respect of each year, the President,

جناب چیئرمین! یہ بہت اہم ہے' اس پر کبھی بھی عمل نہیں ہوا' یہ Article 29 کی Clause 3 ہے'

in respect of each year, the President in relation to the affairs of the Federation, and the Governor of each province in relation to the affairs of his province, shall cause to be prepared and laid before the National Assembly or as the case may be, the Provincial Assembly, a report on the observance and implementation of the principles of policy and provision shall be made in the rules of procedure of the National Assembly or as the case may be, the Provincial Assembly, for discussion on such report."

نہ Provincial Assembly میں کوئی report laid down ہوئی ہے اور نہ قومی اسمبلی میں اور پھر Article 31 میں ہے،

Islamic way of life: "Steps shall be taken to enable the Muslims of Pakistan individually and collectively to order their lives in accordance with the fundamental principles and basic concept of Islam and to provide facilities whereby they may be able to understand the meaning of life according to the Holy Quran and Sunnah, the State shall endeavor, as respects the Muslims of Pakistan to make the teaching of the Holly Quran and Islamiat compulsory"

اور اس کے بعد دوسری بھی اسلامی مندرجات ہیں اور اس Article 30 میں یہ responsibility ہے principles of policy کے بارے میں کہ اس کو State fulfill کرے گی۔ جناب چیئرمین! ہمارے پاس یہ نظام موجود ہے لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس نظام پر عملدرآمد نہیں ہو رہا اور اس ملک میں سب سے مظلوم دستاویز یہ آئین ہے۔ اس آئین میں اسمبلیوں کے ذریعے 17 ترامیم پہلے ہو چکی تھیں اور اس میں کئی ترامیم PCO کے ذریعے بھی ہوئی ہیں۔ جناب چیئرمین! ان تمام ترامیم میں صرف ایک ترمیم ایسی ہے جس کو باقی رکھا جا سکتا ہے' باقی

تمام کی تمام ترامیم ناجائز ہیں، غیر ضروری ہیںاور اس آئین کا حلیہ بگاڑ کر رکھ دیا ہے۔ اس لیے میں حکومت وقت کو یہ دعوت دیتا ہوں اور آپ کی وساطت سے ان سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ ان تمام ترامیم کو بجز دوسری ترمیم کے اس آئین سے نکالیں اور اس کو اصل صورت میں لائیں۔ دوسری ترمیم آئین کے Article-260 میں ہے جس میں ختم نبوت کا عقیدہ ڈالا گیا ہے اور جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب انتہائی زیرک انسان تھے۔ انہوں نے اس وقت مرزا غلام احمد کے خلیفہ ناصر کو اسمبلی کے اندر بلایا اور اسمبلی کے اندر ان سے یہ سوال پوچھا کہ اسمبلی کے یہ ممبران جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو آخری نبی مانتے ہیں اور ان کے بعدکسی نبی کو نہیں مانتے، یہ آپ کی نظر میںمسلمان ہیں یا نہیں ہیں۔ ناصر نے اسمبلی کے floor پر یہ بات کہہ دی کہ میری نظر میںمسلمان نہیں ہیں، اس کی اس بات کی بنیاد پر آئین کے اندر یہ ترمیم pass کی گئی اور متفقہ طور پر ترمیم pass کی گئی۔ مجھے اس بات کا بھی افسوس ہے کہ اسمبلی کی جو debates تھیں---

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، وقت کا تھوڑا خیال رکھیں۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان، جی، انشاء اللہ میں بہت جلد بات ختم کرتا ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، مہربانی۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان، اسمبلی کی جو debates تھیں، ان کو اس وقت سنزمہر کر دیا گیا ہے، میں نے یہ کوشش کی کہ میں قومی اسمبلی کی library میں جا کر اسمبلی کے ان مباحث کو پڑھوں کہ جب دوسری ترمیم pass ہو رہی تھی تو اس وقت ممبران نے کیا کچھ کہا تھا لیکن کسی کو یہ اجازت نہیں ہے کہ ان مباحث کو، ان debates کو پڑھ سکے۔ میں آپ کی وساطت سے حکومت سے یہ بھی مطالبہ کرتا ہوں کہ اس record کو کھول دیا جائے تاکہ معلوم ہو کہ وہ ترمیم کیسے pass ہوئی اور اس ترمیم کے علاوہ باقی تمام ترامیم کو ختم ہونا چاہیے۔

جناب چیئرمین! میں آخری بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ Talibanization کے بارے میں بات ہوئی ہے۔ مجھے مکمل اتفاق ہے کہ اسلام جبر سے کبھی بھی نافذ نہیں ہو سکتا، اسلام عدل و انصاف سے نافذ ہو گا۔ اگر اس آئین کے ذریعے اس آئین پر عملدرآمد ہو letter and spirit

میں، اس کی روح کے مطابق عملدرآمد ہو، اس کے علاوہ اور کسی اسلام کا، کسی شریعت کا کوئی بھی مطالبہ نہیں کرے تو Talibanization نہیں ہو گی لیکن اگر اس آئین کو پس پشت ڈالا جاتا رہا اور اس کے علاوہ علی الرغم اس ملک کے نظام کو چلایا گیا، ملک کے عوام کو انصاف نہ ملا اور امریکی دباؤ میں آ کر اسلام کا راستہ حکومت ہی روکتی رہے گی تو Americanization کے جواب میں بلاشبہ Talibanization ہو گی۔ یہ ردعمل ہو گا، یہ مسلمان امت وقت ہیں اور اسلام عدل اور انصاف کا دین ہے اور اسلام بہت balanced نظام ہے، اس میں ردعمل نہیں ہے لیکن Americanization کے جواب میں ردعمل ہو گا۔ یہاں خلا نہیں ہو سکتا، America آئے گا تو America سے پہلے طالبان آئیں گے۔ طالبان کا راستہ روکنا چاہتے ہیں تو اس آئین پر عملدرآمد ہو، اس آئین کے مطابق ملک اور قوم کو عدل و انصاف کا ایک نظام دیا جائے۔ مجھے یقین ہے اور میں پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں، میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ Talibanization نہیں ہو گی لیکن اگر یہ صورت نہ ہو تو اس کے بعد یقیناً ایسی بات ہو گی کہ اس ملک میں طالبان آئیں گے اور پھر شاید حکومت طالبان کا راستہ نہ روک سکے۔ اس لیے میں آپ کی وساطت سے دوبارہ یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس آئین پر عملدرآمد ہو، آئین کے مطابق عوام کو انصاف دلایا جائے اور ملک کا نظام آئین کے مطابق، قرآن و سنت کے مطابق چلایا جائے۔ بہت بہت شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، شکریہ جناب۔

سینیٹر انجینئر رخسانہ زبیری، جناب چیئرمین! breaking news یہ ہے جس کا اس قوم کو بڑے دنوں سے انتظار تھا کہ judges کی بحالی کا تمام جماعتوں نے متفقہ طور پر طے کیا ہے اور دوسرا صدر کے مواخذے کا طے کیا ہے۔ I just wanted to share with you.

Mr. Presiding Officer: Thank you.

مولانا راحت حسین صاحب۔

سینیٹر مولانا راحت حسین، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم (تلاوت) شکریہ جناب چیئرمین۔ اہم نوعیت کے مسائل پر تفصیل سے گفتگو ہوئی اور ابھی ابھی محترم جناب پروفیسر صاحب نے تفصیل سے بات کی۔ میں پہلے بھی یہ کہہ چکا ہوں کہ یہ

تقاریر کا مقابلہ نہیں ہے اور تقاریر کا وقت نہیں ہے' یہ ملک جس crisis میں ہے اور جن حالات سے گزر رہا ہے' اس کے لیے ایک ملی غیرت اور قومی وحدت کی ضرورت ہے اور پشتو کا ایک شعر ہے کہ۔ (پشتو) اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر ہم میں وحدت اورشور اجاگر نہ ہوا تو پھر وہی قوتیں جو مسلم وحدت کی اورمسلم ممالک کی ویرانی کے انتظار میں ہیں' وہ ہماری حیثیت کو دیکھ کر خوشی کا اظہار کرتی رہیں گی۔

جناب چیئرمین! یہ Parliament جس کو عربی زبان میں شوریٰ کہا جاتا ہے اور شوریٰ میں یہ لازم نہیں کہ خوامخواہ اتفاق رائے سے ایک فیصلہ ہو جائے۔ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ و السلام کے زمانے میں جب بھی شوریٰ کا فیصلہ ہوتا تھا تو کبھی کبھی اتفاق رائے سے اور کبھی کثرت رائے سے فیصلے ہوا کرتے تھے اور اہم نوعیت کے مسائل پر شوریٰ طلب کی جاتی تھی۔ یہ وہی تعلیمات ہیں کہ ایک اہم مسئلے پر شوریٰ کو اعتماد میں لیا جاتا ہے۔ جناب چیئرمین! اگر ہم تخلیق انسانیت اور تخلیق دنیا کی طرف جائیں' اس کے پس منظر میں جائیں تو جناب چیئرمین! جب اللہ رب العالمین نے تخلیق انسانیت کا ارادہ فرمایا اور دنیا کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا تو اللہ رب العالمین نے نوارنی مخلوق کا ایک زبردست قسم کا اجلاس بلایا حالانکہ اللہ رب العالمین کو کسی اجلاس کی ضرورت نہیں ہوتی' نہ کوئی حاجت ہے لیکن یہ آنے والے انقلاب کی تصویر اللہ رب العالمین بنا رہاہے کہ میں جب دنیا کو خلافت کا نظام دے رہا ہوں تو ان کے لیے یہ لازم ہے کہ وہاں ایک شورائی نظام ہو گا' ایک شوریٰ ہو گی اور ایسے اہمیت کے حامل اور اس قسم کی نوعیت کے مسائل پر وہ باہم گفت و شنید کریں گے۔ جناب چیئرمین! اس شوریٰ میں بھی ایک ابلیس نے مخالفت کی تھی تو اس کی کوئی حیثیت نہیں رہی' اگر کوئی مسلمان شوریٰ میں کسی بدنیتی پر مخالفت کرے تو اس کی کوئی حیثیت نہیں رہے گی۔ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اگر یہ Parliament ہے اور شوریٰ ہے تو شوریٰ کی اہمیت یہ ہے کہ شوریٰ کو اعتماد میں لیا جائے اور شوریٰ جو بھی فیصلہ کرے' اسی فیصلے کو حتمی شکل دی جائے۔ ہمارا آئین اور دستور جس میں یہ لکھا گیا ہے کہ اس ملک کا بالا تر نظام قرآن و سنت ہو گا۔ اس آئین اور دستاویز پر 14 کروڑ مسلمانوں کا میثاق ہے اور ساری political forcesاور political parties اس پر متفق ہیں کہ یہ ملک کا متفقہ آئین ہے۔ اس میں یہ بھی لکھا گیا ہے کہ مملکت کا سرکاری مذہب اسلام ہو گا' کوئی بھی قانون سازی اسلام کے خلاف نہیں

ہو گی۔ ہم اس آئین کو وہی حیثیت دیں اور اس آئین کی implementation کرلیں' یہ ہم سب کی ذمہ داری بنتی ہے۔ ہم نے اس آئین پر میثاق اور حلف لیا ہے' اگر ہم خود اپنے حلف سے انکار کریں' زبان سے نہیں عملاً کریں تو پھر ہم سارے حانث ہو جاتے ہیں اور قسم کا کفارہ ادا کرنا پڑے گا۔

جناب چیئرمین! آج ہم اس ملک کے مقدس آئین کے ساتھ کھیل رہے ہیں' اپنی مرضی کی ترامیم لا رہے ہیں اور اپنے تحفظات کے لیے' ایک شخصی تحفظ قائم کرنے کے لیے ہم نے آئین کی شکل بگاڑ دی ہے۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ اس میثاق کا پاس رکھنا ہے اور اس کو وہی تقدس دینا ہے۔ ہمارے ملک میں اسلامی نظریاتی کونسل ایک آئینی ادارہ بن چکا ہے اور بنا ہوا ہے۔ ان کی جو Islamization کے بارے میں سفارشات ہیں وہ آج آپ کے سامنے floor پر موجود ہیں لیکن ان کو عملی جامہ نہیں پہنایا گیا۔ یہی بات ہے کہ جب اس ملک میں آئین کے ساتھ یہ ہو رہا ہو' لوگوں کی بنیادی ضروریات کو سلب کیا جا رہا ہو' ملک کے تقدس کو پامال کیا جا رہا ہو تو یقینی بات ہے کہ پھر ہر شخص اٹھے گا اور اس کے ہاتھ میں بندوق ہو گی۔ اس کی ایک مثال یہ ہے کہ جب اس قسم کی بات آتی ہے تو پھر صرف اور صرف مذہبی بندوں پر انگلی اٹھاتے ہیں اور پھر ان کے ذہن میں ڈر کی بات آتی ہے کہ مذہبی جماعتیں یہ کر رہی ہیں۔ کراچی میں ڈاکوؤں کو جلایا گیا' وہ بھی ماورائے قانون تھا لیکن جب قانون کی implementation نہ ہو تو پھر لوگ اپنے تحفظ کے لیے' گھر' اپنی چادر اور چار دیواری کے تحفظ کے لیے ایسے قدم اٹھائیں گے' جب حکمرانوں' عدالتوں' انصاف کے دعوے داروں سے انصاف کی توقع ختم ہو جائے اور صبر کا پیمانہ لبریز ہو جائے تو پھر ایسے ہی واقعات سامنے آئیں گے۔

جناب چیئرمین! کل ہی میں نے ایک بندے سے اس حوالے سے بات کی کہ جو ملک کے مختلف خطوں میں لسانی' مذہبی یا قوم پرستوں کے تعصبات ہیں' ان کا حل کیا ہے۔ اس نے صرف مذہب کی بات کی اور کہا کہ 25 سال جن بندوں کے ذہن میں جہاد ڈالا گیا اور جہاد کا فلسفہ چل رہا تھا تو اگر حکمرانوں نے 25 سال کے بعد U turn لے لیا تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ کوئی اللہ والا اغیار کے قدموں میں جا کر سجدہ ریز ہو جائے' یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ (عربی) ہم اس میں تفریق چاہتے ہیں۔ میں نے کل یہ بھی کہا تھا کہ ہم کسی صورت میں اس کو برداشت کرنے

کے لیے تیار نہیں ہیں، دہشتگردی خواہ جس انداز میں ہو اس کی تعریف کرنی چاہیے لیکن کم از کم آپ اپنے دہن کھول لیں کہ وہ طبقات جن کی نجی مجالس میں عیاشیاں ہو رہی ہیں، جن کی نجی مجالس انہی لوگوں کی ساتھ ہیں جن کے متعلق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "الکفر ملة واحده" ان کے ساتھ وہ یہ share کرلیں کہ جہاد کو دہشتگردی میں convert کیا جائے، اس کو ایک دوسرے نام سے مشہور کیا جائے تاکہ دنیا میں مسلمانوں پر اور راسخ العقیدہ مسلمانوں پر عرصہ دراز تنگ کیا جائے۔

جناب چیئرمین! میں ایک بات کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں اور ایک دلیل کی بنیاد پر کرنا چاہتا ہوں۔ وہ دلیل یہ ہے کہ اسلام میں ایک عقیدہ اور ایک عمل ہوتا ہے۔ جناب! میں توجہ چاہتا ہوں، اگر آپ ہاؤس کو in order کرلیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: مولانا صاحب کو سنیئے۔

سینیٹر مولانا راحت حسین: مولانا صاحب! بہت مہربانی، اللہ آپ کو باعزت رکھے۔ جناب چیئرمین! اسلام میں دو چیزیں ہیں! یک عقیدہ ہے اور ایک عمل ہے۔ عقیدے کے اعتبار سے اسلام تنگ نظر ہے لیکن عمل کے اعتبار سے اسلام بہت وسیع النظر ہے۔ عقیدہ یہ ہے کہ اگر کوئی بندہ یہ کہے کہ میں نماز نہیں مانتا تو پھر اس کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں ہے لیکن اگر کوئی بندہ نماز نہیں پڑھتا تو یہ عمل ہے، اللہ رب العالمین بخشنے والا ہے۔ ایک جہاد ہے اور ایک جہاد نہ کرنے والا ہے اور ایک جہاد کا منکر ہے تو منکر کے لیے کوئی گنجائش نہیں ہے، یہ اسلام کا بنیادی رکن ہے۔ نہ کرنے والا گناہ گار بن جاتا ہے یا نفیر عام نہ ہو یا غلط انداز اختیار کرے۔ جس طرح اگر کوئی بندہ گندگی کے ڈھیر پر نماز پڑھے یا قبلہ رخ نہ پڑھے تو نماز کو بُرا بھلا نہیں کہنا چاہیے بلکہ اس بندے کے عمل کو بُرا بھلا کہنا چاہیے۔ اگر کوئی جہاد کا غلط انداز اختیار کرے تو پھر اُسی بندے کو target بنائیں، سارے مذہب کو target نہ بنائیں۔ ان کا قبلہ دعوت کے ذریعے درست کرنا چاہیے۔ جناب چیئرمین! میں اس بات کو بھی clear کر دوں کہ گناہ گار مسلمان کے خلاف قتال نہیں ہے کہ اس کو ذبح کرنا، اس کے خلاف bomb blast کرنا، یہ گناہ گار مسلمان کے خلاف جائز نہیں ہے۔ یہ میں دلیل سے ثابت کرتا ہوں۔ اللہ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ

قرآن کریم کے حکم پر ایک بندہ عمل ہی نہیں کرتا ہے اور ایک اس کو نہیں مانتا ہے تو عمل نہ کرنے والا گناہ گار ہے' اسے دعوت دینی چاہیے۔ میں اگر یہ کہوں کہ قرآن کریم پر ایک مولوی کا ایمان زیادہ ہے اور کسی دوسرے عام مسلمان کا کم ہے تو یہ غلط ہے۔ قرآن کریم پر ہم سب کا پورا پورا ایمان ہے(عربی) یہ ہمارا عقیدہ ہے کہ ایمان میں کوئی کمی اور زیادتی نہیں ہے' سارے مسلمانوں کا ایک جیسا ایمان ہے۔ قرآن کو پڑھنے والا ہو یا اس کو سمجھنے والا ہو' یہ ایک ہی عمل ہے' اس سے درجات اور بلند ہو جاتے ہیں لیکن ایک چیز پر ایمان رکھنا ہے تو یہ سارے مسلمانوں کے لیے ایک جیسا ہے۔

میری ساری بحث کا مقصد یہ ہے کہ اسلام ایک balanced مذہب اور دین ہے' اس کو ہم مذہب نہیں سمجھتے' اس کو ہم دین سمجھتے ہیں کیونکہ اسلام چند مسائل کا نام نہیں بلکہ ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ جناب چیئرمین! اس ملک میں جس کلام پاک کو اور جس بابرکت کتاب کو آپ کے اس ملک کے آئین نے بالا تر نظام سمجھا تو اگر ہم اس کے ساتھ وفاداری نہ کریں اور پھر ہم یہ سوچیں کہ گل و گلزار بن جائیں گے تو یہ گمان یا وہم تو ہو سکتا ہے لیکن یقین نہیں ہو سکتا۔

جناب چیئرمین! جہاں تک مہنگائی اور امن و امان کا مسئلہ ہے' crises ہیں تو ان سب مسائل کا حل قرآن کریم میں مضمر ہے۔ مصائب آتے ہیں' مصائب اور مشکلات انسان کو آزار کرنے کے لیے نہیں ہیں' بیدار کرنے کے لیے آتے ہیں۔ ان مصائب کے حل کے بارے میں قرآن کریم نے ذکر فرمایا ہے کہ اگر آپ اسلامی نظام سے' دستور سے' آئین سے' انصاف کے تقاضوں سے منہ پھیر لیں' روگردانی کرلیں تو پھر اللہ رب العالمین کا یہ فیصلہ ہے کہ: (عربی) کہ میں ان کو عذاب کا مزا چکھاؤں گا۔ اللہ رب العالمین نے یوں فرمایا: (عربی) جو اسلام سے' دین سے' فطری اور عقلی نظام سے اور اس نظام سے جو کہ فطرت کے تقاضوں کے مطابق ہو' اس سے پہلوتہی کرے تو اللہ رب العالمین نے فرمایا کہ دو عذاب آئیں گے' ایک افلاس اور ایک بدامنی۔ اللہ رب العالمین نے وعدہ فرمایا کہ جو خلافت الہیہ کے قیام کے لیے جدوجہد کرے تو: (عربی) میں پھر بدامنی کو عمل میں تبدیل کروں گا اور افلاس کو فراوانی میں تبدیل کروں گا۔ انسان اور خصوصاً مسلمان کو تو اللہ رب العالمین نے اجتماعی اور انفرادی زندگی میں خلافت کے لیے پیدا فرمایا ہے۔ اللہ رب العالمین کا وعدہ ہے اور ہم سب مانتے ہیں ' اللہ رب العالمین پر ہمارا ایمان ہے' رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم پر ہمارا ایمان ہے، کتب سماویٰ پر ہمارا ایمان ہے۔ جس چیز پر ایمان ہو اسی چیز کو آپ نہ اپنائیں تو پھر اپنے ایمان کے ساتھ ایک بے وفائی والی قسم کی بات ہوتی ہے۔ وفادار نہیں رہ سکتے۔

جناب چیئرمین! جہاں تک ابھی اتفاق اور اتحاد کی بات ہو رہی ہے تو میری اس سارے ایوان سے، وہ اپوزیشن ہو یا حزب اقتدار ہو، سب سے میری یہ اپیل اور درخواست ہے کہ اتفاق کی فضاء قائم کریں اس ملک کی سلامتی کی خاطر، ملکی وحدت کے لیے۔

(ڈیسک بجائے گئے)

اور جو کچھ ہو چکا ہے ان پالیسیوں پر آپ ندامت کا اظہار کریں۔ جو یوٹرن لیا گیا ہے اور جس طرح ہمارے پروفیسر صاحب نے کہا کہ اگر Americanization, امریکہ والا نظام یا سیکولرازم یا کوئی اور جو اللہ کے ازم کے خلاف، دین اسلام کے خلاف ہو، اگر اس کا آپ واویلا شروع کردیں، ان کے ایجنڈوں کی تکمیل شروع کریں تو پھر طالبانائزیشن تو آئے گی کیوں کہ یہ اس کا ردعمل ہوگا۔ کبھی ہم نے اس پر بھی سوچا ہے کہ یہاں ہمارے ملک کے اندر یہ کیا یورپ بنایا گیا ہے۔ اس ملک کو، اس ملک کے تشخص کو برباد کردیا گیا ہے اور علامہ اقبال نے خوب فرمایا،

تم تمدن میں نصاریٰ ہو تو تہذیب میں ہنود
اور اس مسلمان کو دیکھیں تو شرمائیں یہود

یہ میں نے نہیں کہا، علامہ اقبال نے فرمایا ہے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ،

مردہ لادین افکار سے افرنگ میں ہے عشق
عقل بے ربط افکار سے مشرق میں غلام

اور یہ جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث کا ترجمہ انہوں نے بیان فرمایا۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا (عربی) آپ خوامخواہ تابعدار ہوں گے اپنے سے پہلے والے لوگوں کے، یہود و نصاریٰ کے، گز بہ گز اور قدم بہ قدم (عربی) یہاں تک کہ اگر وہ کود کے غار میں جائیں گے تو آپ اتنے تابعدار ہوں گے کہ آپ یہود و نصاری کے پیچھے وہاں بھی جائیں گے۔ اس کے لیے علامہ اقبال نے یوں فرمایا۔ تو آخری بات یہ ہے کہ علامہ اقبال نے ایک فارسی کا ایک شعر کہا ہے اور اس نے فرمایا،(فارسی شعر) وہ اس زمانے کی بات کر رہا ہے کہ اگر اتفاق اور اتحاد نہ ہو اور آپ کو

نظر نہیں آ رہا تو آپ سمجھیں کہ اس قوم کا ایمان نہیں۔ ہمارا تو ایمان ہے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ ہم سب مسلمان ہیں۔ لہذا میری درخواست یہ ہے اس ملک کی سلامتی کے لیے۔

جناب چیئرمین! میں ایک اہم نکتے کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ اس ملک کی وحدت کے لیے، اس ملک کی سلامتی کے لیے، اس ملک کی جغرافیائی اور نظریاتی حدود کے تحفظ کے لیے، ہم نے یہاں اس چیئر پر حلف لیا ہے، اس ملک کی جغرافیائی اور نظریاتی حدود کے تحفظ کا ہم نے حلف لیا ہے۔ آج ملک توڑنے کی سازش ہو رہی ہے لیکن وہ انشاء اللہ اس میں کامیاب نہیں ہوں گے۔ ہم سر دھڑ کی بازی لگا دیں گے اور اپنے خون کا نذرانہ پیش کریں گے اس ملک کے تحفظ کے لیے۔

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب چیئرمین! آج ایک نوید سننے میں آئی ہے بلکہ ہم نے ٹی وی پر دیکھا ہے کہ انشاء اللہ العزیز آج coalition کی ساری جماعتوں نے اور جتنی بھی جمہوریت پسند قوتیں ہیں، جتنے بھی اسلام پسند لوگ ہیں، جس کے ذہن میں ایک فرد کی ذمہ داری نہیں، اس ملک کی ذمہ داری کی سوچ ہے اس نے آج یہ اعلان کر دیا ہے کہ انشاء اللہ اس ملک کے آئین کا تقدس ہوگا، آئین کی پاسداری ہوگی۔ اس ملک میں انصاف کے تقاضے پورے ہوں گے، اس ملک میں وہ چوہدراہٹ نہیں چلے گی جو چوہدراہٹ دس سالوں سے بلکہ پندرہ سالوں سے چلی آ رہی ہے۔ انشاء اللہ ہم اس ملک کے تحفظ کے لیے سر دھڑ کی بازی لگائیں گے۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، شکریہ۔ سینیٹر بی بی یاسمین شاہ صاحبہ۔

سینیٹر بی بی یاسمین شاہ، شکریہ جناب چیئرمین! سب سے پہلے میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ اس وقت ہمارے ہاں آج یہ جو بحث ہو رہی ہے law and order کے اوپر، مجھے سمجھ نہیں آتی کہ law ہے کہاں جو اس پر ہمارا order ہوگا۔ قانون ہے کہاں؟

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب والا! سندھ، پنجاب، بلوچستان، سرحد، آج آپ پاکستان کے چاروں صوبوں میں دیکھ لیں، پورے پاکستان پر ایک نظر ڈال لیں، مجھے کہیں law and order یا قانون نظر نہیں آتا۔

لوگوں کا حکومت، قانون، عدالتوں، تھانوں، پولیس، اپنے لیڈروں پر سے اعتماد اٹھ چکا ہے۔ جناب والا! اس وقت دونوں ایوانوں میں جو لیڈران بیٹھے ہوئے ہیں، جو بہت بڑی تعداد میں لوگوں سے ووٹ لے کر یہاں بیٹھے ہوئے ہیں اور انہوں نے عوام سے غریب لوگوں کے ساتھ وعدہ کیا ہوا ہے روٹی کپڑے اور مکان کا۔ یہ سب چیزیں کہاں ہیں۔ روٹی کہاں ہے، کپڑا کہاں ہے، ان کا مکان کہاں ہے؟ لوگ اپنے گھروں سے در بدر ہیں، لوگوں کو ایک وقت کی روٹی میسر نہیں ہے۔ آٹے کی قیمت آپ دیکھ لیں کہاں سے کہاں پہنچ گئی ہے۔ پٹرول کی قیمت دیکھ لیں کہاں ہے۔ یہ لوگ جو اس وقت ان اقتدار کے ایوانوں میں بیٹھے ہوئے ہیں، میں سمجھتی ہوں خدا نے جس عہدے پر ان کو بٹھایا ہوا ہے، جن کرسیوں پر یہ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں، ان کے اوپر اتنی بڑی ذمہ داری ہے اور خدا کی طرف سے ان پر کرم ہے کہ ان کو اتنی بڑی ذمہ داری ملی ہے۔ لوگوں سے یہ وعدہ کر کے آئے ہیں۔ کیا انہوں نے اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھا ہے اور اپنے ضمیر سے یہ بات کریں کہ کیا انہوں نے چھ مہینوں کے اندر اپنے عوام کے لیے کچھ کیا ہے؟ کیا ان سے کیا ہوا ایک بھی وعدہ پورا کیا ہے؟ ایک کا بھی یہ بتا دیں تو میں مان جاؤں گی۔ کوئی ثبوت دے دیں۔ ابھی تو یہاں جو ان کے لیڈران ہیں ان کی آپس میں ملاقاتیں ہی ختم نہیں ہوتیں۔ جناب والا! رات کو ٹی وی پر -----

(مداخلت)

سینیٹر بی بی یاسمین شاہ: ایک منٹ! میں نے کبھی آپ کی speech میں مداخلت کی ہے۔ بہت دن ہو گئے ہیں اگر کام کرنے پر بندہ آ جائے تو ایک دن بھی بہت ہے وہ کر کے دکھا دیتا ہے۔ جناب والا! ہم لوگوں کو ابھی آگے دیکھنے کی ضرورت ہے، پیچھے دیکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اب ہم ان چیزوں کو چھوڑ دیں کہ اس نے کیا کیا اور اس نے کیا کیا۔ پچھلی حکومت نے کیا کیا، آگے والی حکومت کیا کر رہی ہے۔ ہم نے کچھ نہیں کیا، پچھلی حکومت نے کچھ نہیں کیا میں مان لیتی ہوں تو پھر آپ لوگ آئے ہیں تو آپ لوگوں نے کیا کیا؟ پھر آپ لوگ یہاں پر کیوں آئے ہیں، کیا کرنے آئے ہیں۔

جناب والا! رات کو ان دونوں لیڈروں کا جو قافلہ دکھایا گیا اس میں دو پارٹیوں کے لیڈر

تھے ، کوئی وزیراعظم نہیں تھا، کوئی صدر کا قافلہ نہیں تھا۔ مجھے افسوس یہ ہو رہا ہے کہ لوگ بھوک سے مر رہے ہیں ، لوگوں سڑکوں پر آ رہے ہیں، لوگ ایک دوسرے کا گوشت نوچنے پر مجبور ہوگئے ہیں اور ہمارے نہیں ان کے جو لیڈر ہیں، دونوں اطراف کے جناب اتنا بڑا قافلہ جس میں مرسڈیز، پجارو پتا نہیں کیا سے کیا گاڑیاں تھیں اور قافلہ ختم ہی نہیں ہو پا رہا تھا۔ ان کے لیڈروں کی ابھی تک آپس میں باتیں ہی ختم نہیں ہو رہی ہیں، ان کی ملاقاتیں ہی ختم نہیں ہو رہی ہیں۔

جناب والا! ایک ماں ، کے لیے بچہ ایک بہت بڑی نعمت ہے خدا کے بعد اس کے لیے ایک اہمیت رکھتا ہے یا ایک بچے کے لیے ماں کا جو پیار اور محبت ہوتی ہے یا ایک خلوص ہوتا ہے ، میں سمجھتی ہوں ماں اپنی اولاد کے لیے جان بھی دے دیتی ہے۔وہ ماں اپنے بچوں کو بیچنے پر مجبور ہوگئی۔ کیوں؟ جناب! ماضی میں کبھی ایسا نہیں ہوا۔ جتنی میری عمر ہے، میں نے اپنی اس عمر میں نہیں دیکھا، مجھے یاد نہیں کہ ایک ماں نے اپنے بچے بیچے ہوں لیکن ابھی ایک ماں اپنے بچے بیچنے پر مجبور ہوگئی ہے اس لیے کہ اس کے پیٹ میں روٹی نہیں تھی، اس لیے کہ اس کے سر پر چادر نہیں تھی، اس لیے کہ اس کے لیے چار دیواری نہیں تھی ، اس لیے کہ اس کے شوہر کو کتنے ہی عرصے سے بے گناہ کیس میں پھنسا کر جیل کے اندر بند کیا ہوا ہے اور وہ اپنے بچوں کو پال نہیں سکتی تھی۔ اس کے پاس روزی روٹی کا کوئی راستہ نہیں تھا۔ اس کو مجبوراً یہ راستہ اختیار کرنا پڑا تا کہ اس کے بچے کسی اچھے گھر میں جائیں اور دو وقت کا کھانا کھائیں۔

جناب والا! پاکستان میں ہم مسلمان ہیں اور وقت یہ آ گیا ہے کہ ایک مسلمان ،مسلمان کو جلا رہا ہے۔ کتنے واقعات ایسے ہوئے ہیں کہ ڈاکوؤں کو پکڑ پکڑ کر جلایا جا رہا ہے۔ میں اس چیز کو اچھا نہیں سمجھ رہی لیکن صرف بات یہ ہے کہ لوگوں کا اعتماد انصاف پر سے اٹھ چکا ہے اور لوگ ایک دوسرے کو جلانے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ یہ جلانے کی رسم ہمارے مذہب میں نہیں ہوتی، یہ ہندوں میں ہوتی ہے اور وہ بھی مرنے کے بعد مردوں کو جلاتے ہیں، زندہ کوئی نہیں جلاتا لیکن ہم مسلمان ہونے کے باوجود ایک دوسرے کو جلا رہے ہیں۔ وہ insecure ہیں۔ ان کو ہمارے انتظامی ڈھانچے، پولیس اور عدالتوں پر اعتماد ہی نہیں ہے ۔ ہم ان چیزوں کو نہیں دیکھ رہے۔ ہم یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں کہ judges کب بحال ہوں گے اور صدر کب جائے گا۔ آپ نے اتنا بڑا

mandate لوگوں سے لیا ہوا ہے لیکن ان کا کوئی خیال نہیں کر رہے۔ ان کو اس چیز سے کوئی سروکار نہیں ہے کہ آپ کے judges بحال ہوتے ہیں یا صدر آتے ہیں یا جاتے ہیں۔ ان کو صرف اپنی دو وقت کی روٹی سے مطلب ہے۔ ان کے لیے ہم نے کیا کیا ہے؟ آپ میڈیا اور اخباروں میں دیکھیں اور جب یہاں پر بحث ہو رہی ہوتی ہے تو ہم ایک دوسرے پر الزام لگا رہے ہوتے ہیں کہ پچھلی حکومت نے یہ کیا اور اگلی حکومت نے یہ کیا۔ خدا کے بندے مر کر اللہ کو جواب دینا ہے۔ یہ ایک ذمہ داری اور بوجھ آپ کے کندھوں پر ہے' اس کا حساب کتاب ہم نے دینا ہے۔ ہم لوگوں کے سامنے کس منہ سے جائیں گے؟ کس منہ سے اللہ کے سامنے جائیں گے؟ آپ کو مرنا نہیں ہے؟ ساری زندگی یہیں ان کرسیوں پر بیٹھنا ہے۔

جناب عالی! یہاں پر روٹی' کپڑا اور مکان کا نعرہ لگانے والے بیٹھے ہیں۔ آج سے کیا کافی عرصے سے یہ چیز ہو رہی ہے لیکن مجھے آج ٹی وی پر دیکھ کر بہت ہی زیادہ افسوس ہو رہا تھا جب NCHD کے 80 ہزار ملازمین کو برطرف کر دیا گیا۔ یہ صرف اس لیے ہوا ہے کہ ان کے پاس تنخواہ دینے کے پیسے نہیں ہیں' اور کیا وجہ ہوسکتی ہے؟ انہیں کے Prime Minister کو ان کا ایک وفد ملتا ہے اور وہ ان سے وعدہ کرتے ہیں کہ میں آپ کو اپنا personal fund دوں گا اور آپ بہت اچھا کام کر رہے ہیں اور پھر ایک ہفتے کے بعد ان کو برطرف کر دیا جاتا ہے۔ پرائم منسٹر کون ہیں؟ ان کے منتخب کردہ پرائم منسٹر یا جو پنجاب میں بیٹھے ہیں وہ پرائم منسٹر ہیں۔ جناب! NCHD کے جو ملازمین ہیں' آپ کو پتا ہے کہ ان کی تنخواہ کتنی ہے؟ ان کی تنخواہ صرف -/1500 روپے ہے۔ جناب! میرا تعلق interior سے ہے میں نے خود بچوں اور بچیوں کو وہاں پر کام کرتے ہوئے دیکھا' ہماری new generation کے بچے اس میں کام کر رہے ہیں۔ بچے سب سے پہلے پڑھائی کرتے ہیں اور اس کے بعد وہ وہاں کام کرتے ہیں کیوں کہ ظاہر ہے اتنی بیروزگاری ہے۔ وہ بیچارے اسی سے تھوڑا سا earn کر لیتے ہیں تاکہ وہ اپنی تعلیم کو جاری رکھ سکیں۔ جناب! انہوں نے 80 ہزار لوگوں کو نہیں بلکہ 80 ہزار خاندانوں کو در بدر کر دیا ہے۔

جناب والا! جس طرح یہ لوگ کام کرتے ہیں پندرہ سو یا فرض کریں اڑھائی ہزار کے لیے تو آپ یقین نہیں کر سکتے کہ صبح سے لے کر شام تک یہ بچے موٹر سائیکلوں اور سائیکلوں کے اوپر گھر گھر پھر رہے ہوتے ہیں' گرمی' سردی نہیں دیکھتے صرف اس وجہ سے کہ یہ ایک سرکاری

ملازمت ہے اور انہیں کچھ monthly مل رہا ہے۔

جناب! میں یہ نہیں کہتی کہ یہ کوئی ایک perfect ادارہ تھا۔ ہر ادارے میں کہیں نہ کہیں خامیاں ہوتی ہیں اور یہ ہر ملک میں ہوتی ہیں۔ یہ خامیاں ہمارے پاکستان میں بہت سے اداروں میں ہیں۔ ہمارا کوئی ادارہ بھی خامیوں سے پاک نہیں ہے۔ سوائے اللہ کی ذات کے یہاں کوئی چیز perfect نہیں ہے۔ آج میں نے دیکھا کہ وہ بچے اور بچیاں اور لوگ جو سڑکوں پر اپنا احتجاج record کروانے کے لیے آئے ہوئے تھے تو ان کے ساتھ پولیس کا رویہ بہت ہی افسوسناک تھا اور ہمیں ٹی وی سکرین پر یہ منظر دیکھ کر غصہ آ رہا تھا۔ جناب! لوگوں کو بہت برے طریقے سے مارا جا رہا تھا اور ان کے سروں اور منہ سے خون بہہ رہا تھا اور لوگ بے ہوش ہو رہے تھے۔ جناب! یہ کون سا طریقہ ہے؟

جناب والا! سوات میں کیا ہو رہا ہے جو یہاں سے چار گھنٹے کے فاصلہ پر ہے؟ یہ کتنی خوبصورت جگہ ہے۔ اس کے ساتھ ہم نے کیا کیا ہے؟ حکومت کہاں ہے؟ پولیس کہاں ہے؟ جناب! وہاں پر ایک سو سے زائد لڑکیوں کے سکول جلائے گئے ہیں۔ لوگ گھروں سے باہر نہیں نکل سکتے۔ وہاں پر ایک جنگ کا سماں ہے۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آ رہی کہ ہم کدھر جا رہے ہیں' ہمارا ملک کدھر جا رہا ہے۔ ہم لوگ یہاں پر کیا کر رہے ہیں؟ ہمیں چاہیے کہ ہم سارے دونوں ایوانوں کے لوگوں کو اگر ذرا سی بھی شرم ہے تو resignدے کر اپنے گھروں میں بیٹھ جائیں۔

جناب والا! آپ کو پتا ہے کہ سیلاب سے کیا حالات بنے ہوئے ہیں۔ سندھ اور پنجاب میں کیا حالات ہیں۔ لوگ پانی میں ڈوب کر بہہ رہے ہیں۔ پری گل آغا نے بھی یہ بتایا ہے کہ کوئٹہ میں سیلاب کی وجہ سے لوگوں کی حالت بہت خراب ہے لیکن ان کی سننے والا کوئی نہیں ہے۔ اب پوچھنے جائے گی تو آرمی جائے گی۔ ہمیں تو کوئی ضرورت ہی نہیں ہے لیکن پھر بھی فوج خراب ہے' سرحدوں کے محافظ وہ ہیں' ہمارے گھروں کے محافظ وہ ہیں لیکن ہم پھر بھی کہتے ہیں کہ آرمی خراب ہے' فوج خراب ہے۔

Senator Engineer Rukhsana Zuberi: Sir, I object to this statement. Nobody says

کہ آرمی خراب ہے۔ آرمی ہماری ہے۔ آپ کیا بات کرتی ہیں۔

سینیٹر بی بی یاسمین شاہ، رخسانہ! ہمیشہ یہاں پر یہ بات ہوتی ہے۔ میں نے کبھی بھی آپ کو interrupt نہیں کیا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، آپ Chair کو address کریں۔ آپس میں باتیں نہ کریں۔

سینیٹر بی بی یاسمین شاہ، جناب! یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ جب بھی یہاں بحث ہوتی ہے ہم نے کبھی بھی کسی کی speech میں دخل اندازی نہیں کی۔ یہاں پر آرمی کی بات ہوتی ہے اور یہ ہمیشہ ہوئی ہے۔

سینیٹر انجینئر رخسانہ زبیری، آرمی کی بات کبھی نہیں ہوئی اور آرمی ہماری اپنی ہے۔

سینیٹر بی بی یاسمین شاہ، میں آپ کی بات نہیں کر رہی لیکن یہ ہمیشہ ہوئی ہے اور میں برملا کہوں گی کہ یہ ہوتی ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، دنیا کی Parliaments میں چھوٹی چھوٹی heckling allowed ہوتی ہے۔ آپ disturb نہ ہوں اور اپنی speech کو continue رکھیں۔

سینیٹر کامل علی آغا، جناب والا! وہ اپنی تقریر کر چکی ہیں۔ اب ان کے پاس مہنگائی کے جواب میں کہنے کو کچھ نہیں تھا' سوائے اس کے کہ پچھلی حکومت نے یہ کر دیا' وہ کر دیا۔ چار مہینوں کے اندر انہوں نے کیا کیا ہے؟ اب یہ کسی کو بات بھی نہیں کرنے دیتے۔ ان چار مہینوں میں انہوں نے کچھ کرنے کی نیت ہی نہیں باندھی۔ صرف یہ کہ پٹرول کی قیمت پچھلی حکومت نے بڑھا دی۔ آٹے کو تو یہ کھا گئے ہیں۔ یہ آرمی کے گملے سے اگے ہوئے پھول ہیں۔ جناب! ایک مقرر کا حق ہے کہ وہ بات کر رہا ہے' اس کو بات کرنے دیں۔ اس کے اپنے جذبات ہیں' آپ کے جذبات تو نہیں ہیں۔ آپ تو اپنے جذبات بیان کر چکی ہیں۔ جناب! آپ ان کو بات کرنے دیں یہ بار بار interrupt کرنا اچھا طریقہ نہیں ہے۔

سینیٹر آغا پری گل، جناب! ایک منٹ۔ جنرل پرویز مشرف بھی ایک آرمی کا بندہ

ہے، آپ اس کی وردی تک پہنچ گئے ہیں۔ کیا وہ فوجی نہیں ہے؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، اب وہ ریٹائرڈ فوجی ہے۔ ابھی وہ civilian President ہیں۔

سینیٹر آغا پری گل، آپ President کو گالیاں دے رہے ہیں اور ہم پھر بھی شرافت سے بیٹھ گئے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، آپ please آپس میں باتیں نہ کریں۔ بی بی صاحبہ! آپ speech کرنا چاہ رہی ہیں یا نہیں۔ آپ آپس میں باتیں کر رہی ہیں۔

سینیٹر بی بی یاسمین شاہ، مجھے تو کرنی بھی نہیں آ رہی۔ جناب! ایک mind ہوتا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، بی بی! فلور میں نے آپ کو دیا ہوا ہے اور دنیا کی پارلیمنٹ میں چھوٹی چھوٹی heckling allowed ہوتی ہے۔ اس چیز کا کوئی speaker کبھی ذکر نہیں کرتا۔

سینیٹر بی بی یاسمین شاہ، ہماری پارلیمنٹ انوکھی پارلیمنٹ ہے۔ ہماری پارلیمنٹ کی کہیں مثال نہیں ملتی۔

جناب! اس وقت مہنگائی آسمان سے باتیں کر رہی ہے۔ یہ اگر پچھلے دور کی بات کرتے ہیں تو پچھلی حکومت نے اپنا ڈالر stable رکھا تھا، پٹرول اور ڈیزل کی قیمتیں stable رکھی تھیں۔ آٹا اتنا مہنگا نہیں تھا۔ آج تو لوگ دو روٹیوں اور آٹے کا تھیلا لینے کے لیے گریبان پکڑ کر ایک دوسرے کو مار رہے ہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ یہ بات نہ کریں، وہ بات نہ کریں۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے لوگوں کے لیے کام کریں، ان کے لیے آٹا سستا کریں، ان کے لیے ڈیزل، پٹرول کی قیمتیں کم کریں، ان کے لیے ڈالر سستا کریں، ہمیں چاہیے کہ ان چیزوں پر دھیان دیں۔ الٹا ہم صدر کے آفس کے پیچھے پڑے ہیں یا پھر اپنے حساس اداروں کو ختم اور کمزور کرنے کے پیچھے پڑے ہیں۔ پھر کہتے ہیں کہ یہاں بات نہ کریں، اس کی بات نہ کریں اُس کی بات نہ کریں۔

جناب والا! اس سے پہلے کہ ہمارا ملک پاکستان ٹوٹ جائے، ہم تتر بتر ہوجائیں اور

ہمارے اوپر کوئی سایہ نہ رہے اور ہم اس وقت سوچیں کہ ہم نے کیوں نہ کوئی ایسا قدم اٹھایا کہ ہم اپنے ملک کو، اپنی عوام اور اپنے آپ کو بچا لیتے۔ جناب، ہمیں کوئی نہ کوئی قدم اٹھانا پڑے گا اور سوچنا پڑے گا اس ملک کے لیے، اس عوام کے لیے اور اپنے لیے۔ میں ایک شعر پڑھ کر اپنی تقریر کا اختتام کروں گی۔

جب اپنا قافلہ عزم و یقیں سے نکلے گا
جہاں سے چاہیں گے رستہ وہیں سے نکلے گا
وطن کی مٹی مجھے ایڑیاں رگڑنے دے
مجھے یقیں ہے کہ چشمہ یہیں سے نکلے گا

بہت شکریہ۔

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، ماشاء اللہ۔ سینیٹر ڈاکٹر اسمٰعیل بلیدی صاحب۔ Kindly time کا خیال رکھیں، باقی جیسے جوش و خروش سے آپ بات کرتے ہیں، ویسے بات کریں لیکن جوش میں time کا خیال رکھیں۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سب سے پہلے مواخذے کی تحریک کے بارے میں coalition حکومت میں شامل چار parties نے جو متفقہ فیصلہ کیا ہے، میں اس کی مبارک باد پوری قوم کو پیش کرنا چاہتا ہوں۔

(ڈیسک بجائے گئے)

امن و امان اور مہنگائی کا موضوع زیر بحث ہے۔ جہاں تک امن و امان کی صورتحال کا تعلق ہے، میں تقریباً 97 سے اس سینیٹ کا ممبر چلا آرہا ہوں اور اس دورانیہ میں اس subject پر اس سینیٹ میں بہت ساری تقریریں ہوئیں اور ان کے جواب بھی دیے گئے لیکن امن و امان کے معاملے میں مجھے کوئی فرق نظر نہیں آتا۔ یہاں ہم بحث کرتے ہیں اور ہماری بحث کے بعد متعلقہ ادارے عملی طور پر بہتری یا changes کے لیے کچھ نہیں کرتے۔ اللہ کرے کہ نئی حکومت جو ہماری اپنی حکومت ہے، اس دفعہ ہم جو بحث کررہے ہیں اس کی روشنی میں امن و امان کو بہتر

بنانے میں اپنا کردار ادا کرے۔

امن و امان کی یہ صورتحال ہے کہ ابھی سرحد حکومت اور ادارے خود کہہ رہے ہیں کہ یہ صوبہ پاکستان سے جارہا ہے۔ یعنی جب ذمہ دار اداروں سے یہ بات نکلی تو یہ قابل غور ہے۔ یہ صوبہ پاکستان کا ایک صوبہ ہے، حکومت بے بس دکھائی دے رہی ہے کہ اس صوبے میں اس کی writ کمزور ہے اور وہاں امن و امان کی صورتحال اتنی خراب ہے کہ وہ اس کو control نہیں کرسکتی۔

جناب چیئرمین! بلوچستان میں جو حالات ہیں وہ آپ کے سامنے ہیں۔ وہاں ابھی تک ہزاروں لوگ لاپتا ہیں۔ وہاں آٹھ سال سے جو آپریشن جاری تھا، وہ ابھی تک اسی طرح جاری ہے۔ اگر آپ اس بات پر غور کریں کہ یہ حالات کیسے پیدا ہوئے اور کس نے پیدا کئے، موجودہ حکومت کو تو چار چھ مہینے ہوئے ہیں، اگر آپ غور کریں تو پتا چلتا ہے ہماری پچھلی حکومت کی غلط خارجہ پالیسیوں کی وجہ سے یہاں امن و امان کی صورتحال بگڑ گئی۔ امن و امان کی صورتحال خراب کرنے کے لیے، پاکستان میں جتنے خودکش حملے ہوتے ہیں، جتنے دھماکے ہوتے ہیں، ہمارے region میں بنگلہ دیش بھی ہے، ایران بھی ہے، انڈیا بھی ہے، چین بھی ہے، یہ ایشیا کے اس region میں آتے ہیں، کہیں بھی اس طرح نہیں ہے، آپ گزشتہ سال چھ مہینے کے figures لے لیں، پوری دنیا میں اتنے خودکش حملے نہیں ہوئے، اتنی law and order کی situation خراب نہیں ہوئی جو پاکستان کی ہوئی۔

جناب چیئرمین، میں آج دعوے سے کہتا ہوں کہ مختلف agencies جو اس ملک سے تنخواہ لیتی ہیں، اس ملک کا کھاتی پیتی ہیں لیکن کام اپنے باہر کے آقاؤں کے لیے کرتی ہیں، اگر یہ ایجنسیاں مخلص ہوتیں، ایماندار ہوتیں، جو بھی واردات ہوتی اس کا سراغ لگا لیتیں تو ایک دو واقعات کے بعد خودبخود یہ law and order کی صورتحال بہتر ہوجاتی۔ ان کو اگر سزا مل جاتی، اصل مجرموں تک اگر وہ پہنچ جاتے تو پھر یہ صورتحال بہتر ہوجاتی۔ دوسروں کے لیے یہ ایک مثال بن جاتی کہ اگر ہم یہ جرم کریں گے تو ہماری بھی یہی سزا ہوگی۔

یہاں کی جو ایجنسیاں ہیں، آئی ایس آئی، آئی بی، ایم آئی یہ اس ملک کی law and order situation کی خرابی میں برابر کی شریک ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ملک میں ان اداروں کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ یہ تنخواہیں لیتے ہیں اور فنڈز استعمال کرتے ہیں۔ یہاں یہ بھی کہا گیا

کہ آئی ایس آئی کا کوئی political wing نہیں ہے' قاضی صاحب جو کہ آئی ایس آئی کے ڈی جی بھی رہ چکے ہیں میں ان کی معلومات میں اضافہ کرنا چاہتا ہوں کہ اس ملک میں جو بھی الیکشن ہوتے ہیں اور جو بھی حکومت بنائی جاتی ہے' آئی ایس آئی اپنے دفتروں میں بیٹھ کر اس کی calculation کرکے اس حکومت کو تشکیل دیتی ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ اس کا کوئی role نہیں' آپ یہاں غلط بیانی کیوں کرتے ہو۔ ان اداروں کے بارے میں لوگوں کو پتا ہے۔ میرے سامنے لوگوں کو بلایا گیا کہ آپ نے الیکشن میں فلاں بندے کو ووٹ دینا ہے' ان کے لیے campaign چلانی ہے اگر آپ نے اس ملک میں رہنا ہے ورنہ ہم آپ کے خلاف کیس بنائیں گے اور آپ کو گرفتار کریں گے۔ یہ ہماری آئی ایس آئی کا کردار ہے۔ یہ ادارے انڈیا میں بھی ہیں' یہ ادارے بنگلہ دیش میں بھی ہیں۔ ہمارے بلوچستان میں آئی جی کے دفتر کے سامنے دھماکہ ہوا تو کسی ایجنسی کا بندہ رنگے ہاتھوں پکڑا گیا' ایک نائب قاصد تھا جس نے یہ واردات کی۔ یہ کس طرح کی باتیں ہم کرتے ہیں۔ جب ہم خود مخلص نہیں ہیں اور مشرف صاحب نے پچھلی حکومت میں جو حالات پیدا کیے' انہوں نے غلط خارجہ پالیسی کی وجہ سے اس ملک کو یہ تحفہ دیا' اس کے دور میں لال مسجد کا واقعہ ہوا' اس نے امریکہ کو خوش کرنے کے لیے چھوٹے چھوٹے بچوں کا قتل عام کیا۔ کراچی میں نشتر پارک میں ستر علماء کرام شہید ہوئے۔ بارہ مئی کا واقعہ اور دوسرے بہت سے واقعات ہوئے۔ آپ مجھے بتائیں کہ کون سا مجرم پکڑا گیا۔

اس ملک میں آج امریکہ کو خوش کرنے کی وجہ سے ہمارا President بھی خطرے میں ہے۔ صدر پاکستان کہیں سفر نہیں کرسکتا۔ ہمارا وزیراعظم کہیں سفر نہیں کرسکتا۔ ایک کارروان ہوتا ہے اور صدر یا وزیراعظم غالباً کسی pick up یا alto میں بیٹھے ہوتے ہیں اور سفر کرتے ہیں۔ ان کو تو جھنڈے والی گاڑی میں بیٹھنا چاہیے لیکن وہ جھنڈے والی گاڑی میں بھی نہیں بیٹھ سکتے' یہ کوئی ملک ہے؛ بغیر کسی نمبر کے گاڑی ہوتی ہے۔ ہمارا فوجی افسر alto گاڑی میں سفر کرتا ہے اور یہ ظاہر کرتا ہے کہ میں فوجی نہیں ہوں۔ ہمارا جنرل فوجی dress میں پاکستان کے کسی بازار میں نہیں جاسکتا' اگر کوئی جانا چاہے تو اس کے لیے خطرہ ہے۔ فوجیوں کو ہدایت دی گئی ہے کہ کوئی فوجی وردی میں بازار نہ جائے' نہ فوجی گاڑی بازار کے لیے استعمال کرے کیونکہ لوگ اس کو ماریں گے۔ ایک وہ وقت تھا جب ہمارے عوام فوج کو salute کرتے تھے لیکن آج

فوج بھی وہی ہے اور عوام بھی وہی ہیں لیکن جب فوج کو دیکھتے ہیں تو لوگ گالیاں دینے لگتے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ جب جمہوری حکومت برائے نام تھی تو اسی فوج نے ہر وقت یہاں حکومت کی اور سول حکومت کو انہوں نے چلنے نہیں دیا۔ پاکستان میں جو بحران آیا' پاکستان دو لخت ہوا' فوجی دور حکومت میں ہوا' کوئی سول حکومت نہیں تھی۔ آج میں سمجھتا ہوں کہ مواخذے کی تحریک ان کے کیے ہوئے اعمال کی وجہ سے آ رہی ہے۔ میرا خیال ہے کہ اگر اس میں اخلاقی جرات ہوتی تو وہ قوم سے خطاب کرکے کہہ دیتے کہ میں اخلاقی طور پر resign کر رہا ہوں' جا رہا ہوں لیکن مجھے افسوس ہے کہ وہ ابھی بھی کہتا ہے کہ میں ڈٹ کر مقابلہ کروں گا۔ ہمارے اس طرف جو بیٹھے ہوئے دوست ہیں وہی مشرف صاحب کے لیے دلالی کرتے تھے۔ جب ان کا انتخاب تھا تو لوگوں کو خرید کر کہتے تھے کہ مشرف کو ووٹ دے دو اور انہوں نے لال مسجد کے واقعہ کی مخالفت نہیں کی بلکہ مشرف کی وکالت کی۔ تو مجھے بتایا جائے کہ پاکستان میں اگر ایک مشرف نہیں ہے تو پورا ملک خطرے میں ہے' یہ پاکستان کے لیے لازم و ملزوم ہے۔ کسی اور کو موقع دیں تاکہ وہ بھی اپنی صلاحیتیں قوم کے سامنے رکھے لیکن نہیں' انہوں نے یہ قسم کھائی ہے کہ پاکستان میں جب تک میں نہیں ہوں گا تو پاکستان خطرے میں ہوگا تو آپ نے پاکستان کو خطرے میں رکھنا ہے' اب پاکستان کے لیے بچا کیا ہے۔

جناب چیئرمین! بگٹی جیسی عظیم شخصیت کو مشرف نے' ایجنسیوں نے شہید کیا جب کہ اس کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ مذاکرات کے ذریعے مسائل حل ہو سکتے تھے لیکن آج جناب چیئرمین! میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ بلوچستان کے حالات کسی کے قابو میں نہیں ہیں۔ جو لوگ پہاڑوں میں ہیں' جو مزاحمت کار ہیں انہوں نے ہمارے بلوچستان کے وزیر اعلیٰ اسلم رئیسانی صاحب کو بھی کہا ہے کہ ہم آپ کی بات بھی نہیں مانیں گے۔ ہم اپنی تحریک نہیں چھوڑیں گے۔ اس وقت اگر بگٹی سے بات ہوتی اور مفاہمت اور ہم آہنگی سے معاملات کو طے کرتے تو حکومت کو آج یہ حالات دیکھنا نہ پڑتے۔ جناب چیئرمین! مجھے افسوس ہے کہ اگر صدر اور وزیر اعظم کے تحفظ کی یہ حالت ہے تو عام غریب کا کیا ہوگا۔ یہاں کسی کی جان و مال کا تحفظ نہیں۔ جناب والا! میں آپ کو یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ پارلیمنٹ کے تحفظ کی بھی کوئی گارنٹی نہیں دے سکتا۔ آپ یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں اگر خدانخواستہ کوئی واقعہ ہو جائے تو ہم سب یہاں

سے چلے جائیں گے۔ ہماری یہ حالت ہے۔یہاں پارلیمنٹ' وزیر اعظم ہاؤس اور ایوان صدر کے تحفظ کی کوئی گارنٹی نہیں ہے۔ یہاں ایوان صدر کے سامنے گیارہ بجے دن دیہاڑے میزائل پکڑے گئے' وہ کون تھے؟ بعد میں پتا چلا کہ وہ ایک ریٹائرڈ کرنل تھا تو آپ کیسی باتیں کرتے ہیں۔ کیا اس کی ذمہ دار موجودہ حکومت ہے' یہ تو گزشتہ حکومت کا تسلسل ہے ۔ گزشتہ حکومت کے غلط کرتوتوں کی وجہ سے حالات اتنے خراب ہوئے ہیں اور یہ حالات انہوں نے اس حکومت کو ورثے کے طور پر دیے ہیں۔

جناب والا! آج مہنگائی کا یہ عالم ہے کہ لوگ خودکشی پر تیار ہیں لیکن ابھی یہ مہنگائی ختم نہیں ہوئی۔ اب تو تیل کے بین الاقوامی ریٹ بڑھ گئے ہیں ۔ لندن ' امریکہ اور پوری دنیا میں مہنگائی بڑھ گئی ہے لیکن گزشتہ حکومت بھی اس مہنگائی میں برابر کی شریک ہے کہ انہوں نے نئی حکومت کے لیے ایسے حالات پیدا کیے کہ اس کو تاریکی میں رکھا تاکہ نئی حکومت آجائے اور اس کو اس چیلنج کا سامنا کرنا پڑے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس موجودہ حکومت کے لیے بڑے challenges ہیں۔ اس کے لیے بڑے بحران ہیں۔ عوام technically یہ نہیں دیکھتے کہ غلطی پچھلی حکومت کی تھی یا اس حکومت کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو سبسڈی پہلی حکومت دیتی تھی اس کو بھی دینی چاہیے۔ چار پانچ تو آئٹم ہیں' آٹا' دال' سبزی' گھی ' چاول ان کے لیے حکومت پچاس فیصدی سبسڈی دے اور یہ چیزیں غریب لوگوں کو سستی دے۔ وہ غریب آدمی جس کے پانچ ' چھ بچے ہیں اور اس کی تنخواہ تین یا چھ ہزار روپے ہے اس کا آپ بجٹ بنائیں۔ غریبوں کے بچوں کے لیے آپ ایجوکیشن الاؤنس دیں۔ رہائش کا الاؤنس دیں' علاج کا الاؤنس دیں۔ یہاں کوئی ڈائریکٹر لاکھ روپے لیتا ہے اور وہ خرچ پورا نہیں کرسکتا تو کیا وہ غریب جس کے چھ بچے ہیں' کیا اس کا یہی قصور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو غریب پیدا کیا' کیا ان کا یہ قصور ہے کہ ہمیں ووٹ دے کر وہ ہمیں اس ایوان میں لائے ہیں۔ اس ملک میں پچانوے فیصد غریب رہتے ہیں۔ مجھے بتائیں کہ اس پارلیمنٹ نے غریبوں کے لیے کیا پالیسی دی ہے ؟ کیا ریلیف دیا ہے؟ کیا سہولت دی ہے؟جو بھی آتا ہے غریبوں کو کوئی ریلیف نہیں دیتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم غریبوں کے لیے کچھ نہیں کریں گے تو ان کی چیخیں اور بددعائیں آسمان تک پہنچ جائیں گی۔ جناب والا! غریب چھ بچوں میں سے دو بچوں کو کسی دریا میں جا کر پھینک دیتے ہیں ۔

جناب وہ بچوں کو بچنے کے لیے تیار ہوتے ہیں۔ یہ اس ملک میں مہنگائی کا عالم ہے۔ تو ہم کہاں جا رہے ہیں؟ جناب والا! بڑے بڑے اداروں میں جو فضول خرچیاں ہوتی ہیں۔۔۔

(اس مرحلے پر مغرب کی اذان ایوان میں سنائی دی)

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، جناب والا! میں اپنی بقیہ تقریر کل صبح کروں گا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، تو کل صبح آپ وقت پر آ جائیں کیونکہ شروع آپ ہی کی تقریر سے کریں گے۔

The House is adjourned to meet again tomorrow at 10 a.m.

[The House was then adjourned to meet again on Friday, 8th August, 2008 at 10. a.m.]